شعبۂ قرآن مجید کے اساتذہ کے لیے ایک مکمل دستور العمل

تحفۂ مدرّسین

جس میں فضیلتِ معلمین، اخلاص، قیمتی نصائح، اساتذہ کرام کے اوصاف، تذکرۂ اخلاق و رذائل، تلاوتِ قرآن کا معمول، تلاوتِ قرآن کے محاسن و عیوب، وقت کی قدر، تربیتِ طلباء، غصہ اور اُس کا علاج، سزا اور شفقت، درس گاہ کا پورا نظام، تجوید کی اہمیت و قواعدِ تجوید، حفظِ قرآن سے متعلق قیمتی مشورے، ختمِ قرآن کا مستحب طریقہ، اساتذہ کرام کے لیے مسنون و ماثور معمولاتِ یومیہ کا پوری شرح و بسط سے ذکر کیا گیا ہے

مؤلف

ابو معاویہ محمد عبد الستار محمود کوٹی

تلمیذ رشید

استاذ الحفاظ حضرت حافظ غلام قادر حسامؒ

شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ

ناشر

مکتبہ سلمان، ملتان

شعبہ قرآن مجید کے اساتذہ کے لیے ایک مکمل دستور العمل

تحفۂ مدرسین

جس میں فضیلت معلمین، اخلاص، قیمتی نصائح، اساتذہ کرام کے اوصاف، تذکرۂ اخلاق ورذائل، تلاوت قرآن کا معمول، تلاوت قرآن کے محاسن وعیوب، وقت کی قدر، تربیت طلبا، غصہ اور اس کا علاج، سزا اور شفقت، درس گاہ کا پورا نظام، تجوید کی اہمیت وقواعد تجوید، حفظ قرآن سے متعلق قیمتی مشورے، ختم قرآن کا مستحب طریقہ، اساتذہ کرام کے لیے مسنون وماثور معمولات یومیہ کا پوری شرح وبسط سے ذکر کیا گیا ہے

مؤلف

ابو معاویہ محمد عبد الستار محمود کوٹی

تلمیذ رشید

شیخ القرا حضرت مولانا قاری محمد شریف

استاذ الحفاظ حضرت حافظ غلام قادر حسام

ناشر

مکتبہ سلمان، ملتان

نام کتاب : تحفۂ مدرسین

نام مؤلف : ابومعاویہ محمد عبدالستار محمودکوٹی

اشاعت اول : محرم الحرام ۱۴۳۴ھ / نومبر ۲۰۱۲ء

ناشر : مکتبہ سلمان، ملتان

ملنے کا پتہ

رابطہ برائے مؤلف

مکتبہ سلمان، ملتان۔

فون: 0300-2069867,0303-9331997

حافظ محمد ابوبکر : 0333-3118811

حافظ محمد عمر : 0342-2277426

حافظ امیر معاویہ : 0304-3874987

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ

گذارش از مؤلف

فقیر ابو معاویہ محمد عبدالستار بن محمد صدیق محمود کوٹی (مظفر گڑھ) غفرلہ عرض رسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ (ﷺ) میں سے نیک اور صالح بندوں سے تعلیم و تربیت کا کام لیتے رہے اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

ماضی قریب میں کچھ مدرسین شعبہ حفظ اور قراءت کے ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے زمانہ میں ایسی بے مثال تدریس و تربیت کا کام کیا جس پر دنیا فخر کرتی ہے جن کا فیض آج بھی پاکستان کے علاوہ حرمین شریفین اور دیگر بلادِ اسلامیہ میں پایا جاتا ہے ان میں امام القراء شیخ القراء شاطبیٔ وقت شارح قراءاتِ سبعہ وعشرہ حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ثم مہاجر مدنیؒ (متوفی شعبان ۱۴۰۷ھ مطابق اپریل ۱۹۸۷ء مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ)

استاذ القراء امام المجودین حضرت مولانا قاری محمد شریف امرتسری ثم لاہوریؒ (متوفی ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۸ء مدفون میانی قبرستان لاہور)

مجددِ قراآءت جزریٔ وقت رئیس الحفاظ حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ ملتان (متوفی ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء مدفون جامعہ خیر المدارس ملتان)

محقق العصر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ سابق صدر مدرس شعبہ تجوید وقراءت جامعہ قاسم العلوم ملتان (متوفی جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ مطابق جون ۲۰۰۸ء مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ) کے خصوصاً اور دیگر علماء وقراء کے عموماً تدریسی وتربیتی جواہرات جمع کیئے اور ان کا نام ''تحفۂ مدرسین'' تجویز کیا ہے اللہ تعالیٰ اسکو طلبہ کیلئے عموماً اور شعبۂ قرآن مجید کے اساتذہ کرام کیلئے خصوصاً نافع بنائے۔

مجھے اپنی علمی وعملی کمزوریوں کا اچھی طرح احساس ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ سب اللہ ربّ العزت کا فضل وکرم ہے کہ اس ذات نے اپنے ایک عاجز بندے سے اپنے دین کی خدمت لینی منظور فرمائی اور پھر اس کی توفیق بھی بخشی۔ اہلِ علم سے میری درخواست ہے کہ کسی بھی قسم کی کوئی فنی غلطی یا اصلاح کی

ضرورت ہو تو مہربانی فرما کر نشاندہی فرمائیں: جزاکم اللہ خیرًا : میری اس تالیف میں جو جو خوبیاں نظر آئیں اُنکو اکابر اساتذہ کے تدریسی کمالات کا نتیجہ تصور کریں اور جو عیوب نظر آئیں تو ان کو احقر کی طرف منسوب کیا جائے۔

اس کتاب کو فن کی کتبِ معتبرہ کے حوالہ جات سے اس انداز پر مزین کیا گیا ہے کہ صفحہ اور مطبع کے تذکرہ ہے۔ البتہ بعض عبارات کو آسان بنانے کیلئے قوسین (بریکٹ) کا اہتمام بھی کیا گیا ہے تاکہ بات آسانی کیساتھ سمجھ آسکے، جہاں کہیں کسی کتاب کا ذکر نہ ہو تو وہ مضمون مؤلف فقیر کی طرف سے سمجھا جائے۔

مؤلف کی حیثیت تو صرف ناقل کی ہے بلکہ من آنم کہ من دانم کا مصداق ہے عربی کا مقولہ ہے ''اُنظُرْ مَاقَالَ وَلَا تَنْظُرْمَنْ قَالَ''یعنی اس بات کی طرف توجہ کر کہ کیا کہا جا رہا ہے اور اسکو نہ دیکھ کہ کہنے والا کون ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ یہ کتاب شعبۂ ناظرہ اور حفظ کے اساتذہ کیلئے کامل رہنما اور ایک مکمل دستور العمل ثابت ہوگی۔

جب اس ناچیز نے محض حق تعالیٰ شانہٗ کی توفیق وعنایت سے یہ نادر اور فقید المثال تحفہ بڑی کاوش اور لگن کیساتھ تیار کر کے قرآن مجید کے معلّمین کی خدمت میں پیش کیا ہے تو اب معلّمین کا بھی فرض ہے کہ اس سے بھر پور فائدہ اُٹھائیں اور اس میں درج شدہ اصول وقواعد کا بار بار مطالعہ فرمائیں اور پھر ان کی روشنی میں بچوں کو تعلیم دیں اور اس کو یوں ہی طاقِ نسیان میں نہ ڈال دیں۔ امید ہے کہ حضراتِ معلّمین مؤلف کی اس درد بھری گزارش کو شرفِ پذیرائی بخشیں گے اور اپنی دعواتِ صالحہ میں بھی یاد رکھیں گے۔

اس کتاب سے اِستفادہ کرنے والے اساتذہ اور طلبۂ کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ مؤلف کیلئے دُنیا و آخرت کی فلاح اور حُسنِ خاتمہ کی دُعا فرمائیں کیا عجب ہے کہ کسی صاحبِ دل (اللہ والے) کی دُعاء ہی فلاحِ دارین کا ذریعہ بن جائے۔

خدا کرے یہ محنت قبول ہو جائے　　　رضا و رحمتِ حق کا حصول ہو جائے

اِنتساب

روئے زمین کے ان لوگوں کے نام خصوصاً استاذ الحفاظ استاذِ محترم حضرت حافظ غلام قادر حسامؒ، مضافات محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ. ومولانا حافظ محمد رفیقؒ سابق مدرس شعبہ قرآن مجید جامعہ امداد العلوم محمود کوٹ شہر ضلع مظفر گڑھ اور استاذ الاساتذہ حضرت قاری محمد بشیر مدظلہ (ککڑ ہٹہ، کبیر والا ضلع خانیوال)، نیز والدین جن کی تعلیم و تربیت اور شفقتوں سے اس مقام تک پہنچا اور وہ اساتذہ جنہوں نے آسان اور کٹھن حالات میں قریب اور بعید کے علاقوں میں علوم ِقرآنیہ کی تعلیم کو عام کیا اور اللہ جل شانہٗ اور اسکے رسول (ﷺ) کی خوشنودی حاصل کر کے دُنیا فانی سے رُخصت ہوئے اللہ تعالیٰ اُن نفوسِ قدسیہ کی رُوحوں کو فرحتیں نصیب فرمائے۔ اور تا قیامت ان کی قبروں کو جنت کا باغ بنائے، اور روزِ محشر نبی کریم ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ کی سعادت سے مالا مال فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

ایک ضروری وضاحت

اس کتاب کی تالیف کے دوران دیگر اہم تالیفات ''تجوید وقف کی اہمیت، فیضِ رحمانی طریقہ تعلیم قاعدہ نورانی، تحفۃ الشریفیہ فی قواعد التجویدیہ، بہارِ رحمت، مستند مجموعہ وظائف قرآنیہ، الدین النصیحہ معروف بہ علمی زندگی کی بہاریں، زاد الصالحین، تربیت اطفال، شانِ صحابہ کرامؓ، دفاعِ صحابہ کرامؓ'' کی تکمیل میں تاخیر ہوئی اور اس وجہ سے بھی کہ جب کتاب مؤلف کے سامنے ہوتی ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ ترمیم و اضافہ کی صورت اکثر رہتی ہے اس کتاب میں بھی کچھ اس طرح کی صورت رہی۔

محتاجِ دُعاء: ابو معاویہ محمد عبدالستار محمود کوٹی (مظفر گڑھ)
رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق جولائی ۲۰۰۸ء

تقاریظ علماء وقراءِ کرام

شیخ العرب والعجم امام المناظرین استاذ العلماء وکیلِ صحابہ ﷺ قاطع رافضیت حضرۃ مولانا محمد عبدالستارتونسوی دامت برکاتہم سرپرست تنظیم اہل سنت والجماعت پاکستان۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَتْقِیَآءِ

امابعد! آج حضرت اُستاذ القراء ابومعاویہ محمد عبدالستار صاحب محمود کوٹی مدظلہ العالی کی تصنیف ([redacted] تالیف) دینی تعلیم وتربیت کرنے والے اساتذہ کیلئے ایک کامل رہنما اور ایک مکمل دستور العمل ''تحفہ مدرسین'' دیکھنے کا اتفاق ہوا بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ اساتذہ کو مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔اور حضرت قاری صاحب مدظلہ العالی کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

محمد عبدالستار تونسوی عفا اللہ عنہ (فاضل دارالعلوم دیوبند)

۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ۶؍ستمبر ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ

حال جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

(متوفی صفر الخیر ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۲ء دسمبر بروز جمعۃ المبارک)

==

عالم باعمل استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرشید بستوی مدظلہٗ (دارالعلوم دیوبند)

تعلیم وتربیت، انسان کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، نافع تعلیم اور صالح تربیت سے انسان، صحیح معنوں میں خلافتِ ارضی کا بار اُٹھانے کے لائق بن جاتا ہے اور کائناتِ ارضی کا ذرہ ذرہ اس کی نافعیت وصالحیت کے نتائج حسنہ سے بہرہ ور ہوجاتا ہے۔اگر تعلیم نہ ہو، تعلیم ہو لیکن نافع ومفید نہ ہو یا تعلیم نافع بھی ہو مگر صالح تربیت کا فقدان ہو تو انسان معراجِ آدمیت سے اتر کر حیوانیت، بہیمیت بلکہ شیطنت کے گندے غار میں گر جاتا ہے اور رُوئے زمین پر فتنہ وفساد برپا کرتا ہے۔تعلیم کو نافع اور تربیت کو

صالح کس طرح بنایا جاسکتا ہے، دوسرے لفظوں میں نافع تعلیم اور صالح تربیت کا لائحہ عمل اور طریقہ کار کیا ہونا چاہیئے؟ اس پر اصحابِ نظر علماء نے چھوٹے بڑے رَسائل ترتیب دیئے ہیں، ان میں سے بعض رسائل بیش بہا لعل و گوہر پر مشتمل ہیں اور آج تک اہلِ علم کی مجلس کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ وقت کیساتھ اسکے تقاضے، حالات، ضروریات اور معاملات بھی بدلتے رہتے ہیں۔

اس دور میں جس طرح ہر جگہ اور ہر ملک میں تعلیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے، نئے نئے اندازِ تعلیم و تربیت اختیار کئے جارہے ہیں، اس حوالے سے نت نئے تجربات کئے جارہے ہیں اور جدید تر نہج پر درسگاہیں قائم کی جارہی ہیں، ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی جارہی ہے کہ آج کے حالات کے تناظر میں تعلیم و تربیت کے تعلق کو مؤثر، مفید اور صالح طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ تاکہ ملک و قوم کی تعلیمی ضروریات بھی خوب سے خوب تر انداز میں پوری کی جاسکیں اور صالح قوم کی تشکیل کے حوالے سے معیاری تربیت کا بھی نظم قائم کیا جاسکے۔

گرامی عزت جناب حافظ قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی زید مجدہٗ کی کتاب ''تحفۂ مدرسین'' اسی انداز کی ایک کوشش ہے اور راقم الحروف کی نظر میں نہایت مفید اور بے حد کارآمد، قاری صاحب نے تعلیم و تربیت کے تمام گوشوں کا اِحاطہ کیا ہے اور ان پر بھرپور روشنی ڈالی ہے اہم چیز یہ کہ قاری صاحب نے ہر بات تجربات کی روشنی میں اور اکابر علماء و سلف کے اِرشادات و ملفوظات کے حوالوں سے مزیّن کی ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مدارس کے اساتذہ غور سے پڑھیں اور مدارس اس کی مدد سے زیرِ تعلیم طلبہ کی بہتر تعلیم اور صالح تربیت کا نظام قائم کرسکیں اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی تیاری میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ تعلیم و تربیت کا کوئی پہلو تشنہ (ادھورا) نہ رہ جائے۔ دعاء ہے کہ حق جلّ مجدہٗ کتاب ہٰذا کو مقبولِ عام کی دولتِ بے بہا سے مالا مال کرے اور حضرت قاری صاحب کو اس کی ترتیب پر احسن الجزاء عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار عبدالرشید بستوی (دیوبند)

حال وارد جامعہ خدیجۃ الکبریٰ نزد مریم مسجد، محمد علی سوسائٹی کراچی

شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ مطابق اگست ۲۰۰۸ء

عالم باعمل حضرت مولانا شفیق احمد بستوی صاحب مدظلہٗ

آج کے اس سائنسی دور میں جہاں انسان جدید اختراعات (منگھڑت چیزوں) کی ڈگر (راہ) پر چل کر اپنی کامیابی کے گن گا رہا ہے۔ وہیں وہ رُوحانی سطح پر نہایت اِنحطاط و پسماندگی کا شکار بھی ہے، دُنیا کے تمام مذاہب کے پیروکاروں میں یہ بات قدرے مشترک ہے کہ وہ عام طور پر دین ومذہب بیگانہ اور دینی ومذہبی تعلیم سے بعض ناآشنا (ناواقف) نظر آتے ہیں ہمارے اسلامی مُعاشرے کا حل بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، یہاں بھی دُنیا پرستی اور دُنیا طلبی کا رَواج عام ہے روحانی ایمانی اور دینی اعتبار سے معیاری کام ہمارے ماحول ومعاشرے میں بھی عام طور پر ناپید ہے۔ اس میدان میں تو سب سے اہم اور بنیادی کام قرآن کریم کی صحیح معنوں میں تعلیم اور تجوید کے اصولوں پر اس کی تمرین وتدریب (مشق) ہے، جس پر محنت اور تعمیری کام کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارے مشفق بزرگ جناب مولانا قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی اس حوالے سے نہایت ہی قابلِ تحسین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کیلئے اور تجوید کے معیار کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ناظرہ، قاعدہ اور حفظ پڑھانے والے اساتذہ کیلئے تربیت کا ایک عمدہ کورس مرتب کیا ہے اسمیں علمی انداز کے نایاب موتی پوشیدہ ہیں اور تربیت کے نقطۂ نگاہ سے بھی بڑے قیمتی جواہر پارے موجود ہیں۔ یہ کتاب گو یا کہ "تحفۃ المدرسین" کے نام سے معنون ہے تاہم یہ قاعدہ وقرآن کے معلمین ومدرسین کیلئے بہترین رہنما، شاندار علمی ذخیرہ اور تعلیم وتربیت کی ڈگر پر ٹھیک ٹھیک روشنی دینے والی ایک مشعل (چراغ نور) ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسکے نفع کو عام وتام فرمائے۔ اور قاری صاحب کے خدماتِ باقیہ میں شامل فرمائے اور اپنی رضاء وخوشنودی کا سامان فرمائے۔

امین ثم امین / وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

والسلام: شفیق احمد بستوی عفی عنہ

اُستاذ حدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ رکراچی/۱۲/ ررجب ۱۴۲۹ھ

==

عالم باعمل حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب مدظلہٗ

دینی تعلیم وتدریس ایک اہم اور مقدس پیشہ ہے، دیکھا جائے تو یہ منصبِ نبوّت کی جانشینی کا ایک شعبہ ہے، اگر اس کو اوصافِ نبوّت یعنی: حُسنِ اَخلاق، خُلوص، اَخلاص، جذبہ نصح وخیر خواہی اور حکمتِ عملی کا لحاظ

عالم باعمل حضرت مولانا شفیق احمد بستوی صاحب مدظلہٗ

آج کے اس سائنسی دور میں جہاں انسان جدید اختراعات (منگھڑت چیزوں) کی ڈگر (راہ) پر چل کر اپنی کامیابی کے گُن گا رہا ہے۔ وہیں وہ رُوحانی سطح پر نہایت اِنحطاط و پسماندگی کا شکار بھی ہے، دُنیا کے تمام مذاہب کے پیروکاروں میں یہ بات قدرے مشترک ہے کہ وہ عام طور پر دین و مذہب بیگانہ اور دینی و مذہبی تعلیم سے بعض نا آشنا (ناواقف) نظر آتے ہیں ہمارے اسلامی مُعاشرے کا حل بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، یہاں بھی دُنیا پرستی اور دُنیا طلبی کا رَواج عام ہے روحانی ایمانی اور دینی اعتبار سے معیاری کام ہمارے ماحول و معاشرے میں بھی عام طور پر ناپید ہے۔ اس میدان میں تو سب سے اہم اور بنیادی کام قرآن کریم کی صحیح معنوں میں تعلیم اور تجوید کے اصولوں پر اس کی تمرین و تدریب (مشق) ہے، جس پر محنت اور تعمیری کام کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارے مشفق بزرگ جناب مولانا قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی اس حوالے سے نہایت ہی قابلِ تحسین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کیلئے اور تجوید کے معیار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ناظرہ، قاعدہ اور حفظ پڑھانے والے اساتذہ کیلئے تربیت کا ایک عمدہ کورس مرتب کیا ہے اسمیں علمی انداز کے نایاب موتی پوشیدہ ہیں اور تربیت کے نقطہ نگاہ سے بھی بڑے قیمتی جواہر پارے موجود ہیں۔ یہ کتاب گو یا کہ ''تحفۃ المدرسین'' کے نام سے معنون ہے تاہم یہ قاعدہ و قرآن کے معلّمین و مدرسین کیلئے بہترین رہنما، شاندار علمی ذخیرہ اور تعلیم و تربیت کی ڈگر پر ٹھیک روشنی دینے والی ایک مشعل (چراغ نور) ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسکے نفع کو عام و تام فرمائے۔ اور قاری صاحب کے خدماتِ باقیہ میں شامل فرمائے اور اپنی رضاء و خوشنودی کا سامان فرمائے۔

امین ثم امین / وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

والسلام: شفیق احمد بستوی عفی عنہ

اُستاذ حدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ ر کراچی / ۱۲ / رجب ۱۴۲۹ھ

عالم باعمل حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب مدظلہٗ

دینی تعلیم و تدریس ایک اہم اور مقدس پیشہ ہے، دیکھا جائے تو یہ منصبِ نبوّت کی جانشینی کا ایک شعبہ ہے، اگر اس کو اوصافِ نبوّت یعنی: حُسنِ اَخلاق، خُلوص، اَخلاص، جذبہ نصح و خیر خواہی اور حکمتِ عملی کا لحاظ

رکھتے ہوئے بروئے کار لایا جائے تو کند ذہن سے کند ذہن طالب علم بھی کامیاب وکامران ہوجاتا ہے، اور وہ ذوق وشوق سے سرشار ہوکر بہ سہولت گوہرِ مقصود پالیتا ہے۔

اگر خدانخواستہ اس منصب کو محض تلاشِ مُعاش اور حصولِ روزگار کا ذریعہ بنالیا جائے یا رَوایتی عصری تعلیم وتدریس کی شکل دے دی جائے اور ایک ہی لاٹھی سے، ہر ایک کو ہانکا جائے تو بسا اوقات مُتلاشیانِ علم وعمل اس سعادت سے محروم ہوجاتے ہیں بلکہ وہ اُستاذ اور درسگاہ سے بھی متنفر ہوجاتے ہیں۔

ہمارے اکابر واَسلاف کا یہی جذبہ نُصح وخیر خواہی اور تعلیم وتربیت کا مثالی انداز تھا کہ ان کی درسگاہ سے کوئی محروم نہیں گیا، بلکہ اُستاذ اگرچہ طالب علم کو درسگاہ سے اُٹھانا بھی چاہتا تو وہ سو سو منتیں کرکے درسگاہ اور اُستاذ کی خدمت میں رہنے پر اِصرار کرتا۔ دراصل جب اُستاذ کا اپنے شاگرد کیساتھ رَوایتی سے بڑھ کر حقیقی خیر خواہی کا تعلق ہوجائے اور طالب علم کے دل ودماغ میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میرا اُستاذ میرے بارہ میں جو کچھ سوچتا اور کرتا ہے، وہ محض میرے فائدے اور نفع کیلئے ہے، تو وہ کسی طور پر اُستاذ اور درسگاہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوگا، بلکہ اُستاذ کی ہر سختی اور تلخی کو خوش دِلی سے برداشت کرنے کو تیار ہوگا۔ اسی جذبہ سے متاثر ہوکر جناب قاری عبدالستار محمود کوٹی نے ''تحفۂ مدرّسین'' مرتب کی ہے۔ جس میں انہوں نے اساتذہ علم وفن کے زندگی بھر کے تجربات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے درس وتدریس کے شعبہ کے لعل وگوہر کا ایک حسین گل دستہ تیار کیا ہے۔

بلاشبہ تعلیم وتدریس کے شعبہ میں طلبہ سے کام لینے کیلئے بعض اوقات سختی بھی کرنی پڑتی ہے، مگر افسوس کہ لوگوں کو اساتذہ کی شدّت وتلخی تو نظر آتی ہے، مگر ان کا اپنے تلامذہ سے جذبہ نُصح وخیر خواہی اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر ان کیلئے دعائیں مانگنا اور ان کے دل ودماغ میں علوم نبوت اور دین ومذہب سے محبت والفت انڈیلنا نظر نہیں آتا۔ اگر تمام اساتذہ اپنے طلبہ کیساتھ حُسنِ سلوک رَوا رکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے شاگردان سے متنفر ہوں یا تعلیم ودرسگاہ سے محروم ہوں۔

ہمارے اس دَوْر کے مجدّدِ قراءات اور حفظ وگردان کے سرخیل حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ یہ ارشاد آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ ''لوگ طلبہ پر ہماری سختی کو تو دیکھتے ہیں، مگر ان کیلئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رُونا اور اللہ سے مانگنا انکو نظر نہیں آتا؟ اسیلئے وہ فرمایا کرتے تھے ''جو اُستاذ رَات کو اپنے تلامذہ کیلئے اللہ سے نہیں مانگتا، اس کو طلبہ پر سختی کرنے اور مارنے کا کوئی حق نہیں۔'' بلاشبہ یہ کتاب اسی جذبہ سے لکھی گئی ہے، اگر اساتذہ تعلیم وتدریس اس کتاب کو ہضم کرلیں گے تو انکو اور ان کے تلامذہ کو غیر معمولی فائدہ ہو

گا۔اللہ تعالیٰ کتاب کے مؤلف، اساتذہ اور طلبہ کیلئے مفید و نفع بخش بنائے۔

آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد و اله واصحابہٖ اجمعین

سعید احمد جلال پوری ۱۲/ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ

(شہیدِ ختمِ نبوۃ متوفی ۲۴/ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱/ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء)

===

عالم باعمل استاذ العلماء حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ

کتاب ''تحفہ مدرسین'' کی فہرستِ مضامین ہی پر طائرانہ (سرسری) نظر ڈال سکا۔ عُجلت وأعذار اور أشغال کے باعث پڑھنے سے قاصر رہا، حضرت قاری عبدالستار صاحب زید مجدہم کو قرآن پاک کی محنت میں نہایت باذوق و محنتی پایا۔ یہ ہمارے ادارہ مدرسہ عربیہ مریم مسجد میں شعبہ تجوید کے مدرّس رہے ہیں نیز یہ قرآن پاک کے شعبہ حفظ کے اساتذہ اور تجوید کے اساتذہ کرام اور ائمہ مساجد کو تربیتی کورس بھی کراتے رہتے ہیں، جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ قرآن پاک کی خدمت کا کتنا جذبہ اللہ پاک نے انکو عطا فرما رکھا ہے۔ اللہ پاک انکو صدق و اخلاص کی دولت سے نوازے اور ان کے فیوض کو عام فرمائے۔

محمد زکریا عفی عنہ (مہتمم مدرسہ عربیہ مریم مسجد آدم جی نگر نزد جامعہ خدیجۃ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی کراچی)

۲۹/ شعبان ۱۴۲۹ھ ۲/ اگست ۲۰۰۸ء

===

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد ادریس ہوشیارپوری دامت برکاتہم

لربی الحمد ولنبی افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم وعلیٰ اله وصحبه وعلینا معهم

کتاب ''تحفہ مدرسینِ کرام'' برادر محترم مولانا قاری محمد عبدالستار صاحب محمودکوٹی کی مرتب کردہ ایک زرّین کاوش اور سعی مشکور کے درجہ میں قابلِ اعتماد عظیم محنت ہے اس کتاب کا تعلق قرآنِ حکیم کی تعلیم و تعلّم اور تدریس و تحفیظ سے ہے۔

اہلِ فن کا مقولہ ہے اگر آپ اچھا پڑھتے ہیں تو یہ آپ کا نہیں آپ کے استاذِ محترم کا کمال ہے آپ کا کمال یہ ہے کہ آپ دوسرے کو اچھا پڑھنے پر قادر کریں۔ اگرچہ یہ مقولہ چند لفظوں پر مشتمل ہے مگر فنی لحاظ سے بہت جامعیت کا حامل ہے۔ اور خود آگاہی کیلئے ایک صاف شفاف آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ آپ کیا تھے؟ اور آپ کے استاذِ محترم نے آپ کے اندرونی جوہر کو بیدار کر کے آپ کو کیا بنا دیا؟ اور آپ کو ایسا

ہونا چاہیئے کہ دوسرے کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر کر کے اپنے ، حاصل کردہ کمال'' کو اپنے سینے سے دوسرے میں اُنڈیل دیں۔ آپ کے پاس آتے وقت جو''لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْأً'' کی ''جاہلِ مطلق'' کی کیفیت رکھتا ہو مگر آپ کے ذرائع مسلم کے استعمال کے طریقہ سے جیسے ''وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ'' سے بتلایا گیا ہو، اسے مقام ''لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ'' تک رسائی ہو جائے۔

تدریس چونکہ ''اِنتقالِ علم'' کا نام ہے اور شعبہ تحفیظ کی تدریس بے شمار فضائل ومناقب رکھنے کے باوجود عام طور پر اسمیں واسطہ وسابقہ ان نفع ونقصان سے عاری ان بچوں سے پڑتا ہے۔ اسلیئے استاذِ محترم کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔

اس اُمتِ مرحومہ کے خصوصی امتیاز وشرف کے باعث اُمت کا ایک بہت بڑا طبقہ حفظِ قرآن کریم کیلیئے اہلِ فن اور اہلِ کمال کی طرف متوجہ رہا ہے اور الحمدللہ آج تک قرآنِ کریم کا یہ اعجاز تسلسل سے جاری ہے جو تا صبحِ قیامت بفضلہٖ تعالیٰ جاری رہے گا۔ یہ دور کے بدلتے ہوئے احوال اور انسانی نفسیات اور مزاج کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتے ہوئے اصحابِ فن اس کوشش میں رہے کہ ''قدیم مسلم'' کو ''جدید اسلوب'' کے ذریعہ ''حاضرِ نفسیات'' کی آمیزش کیساتھ طبقاتِ امت نے اس کو اپنے غور وفکر کا محور بنا کر قلم وعلم کے ذریعہ راہنمائی کا بخوبی فریضہ سرانجام دیا، انکے اِخلاص وتقویٰ اور قرآنِ کریم سے خصوصی شفقت ومحبت اور ذوقِ سلیم نے ایک زمانے کو سیراب کیا، ان کے طرزِ تدریس کو عرب وعجم کے اہلِ کمال نے تسلیم کیا، اور انکے اقوالِ زرّیں کو قرآنِ کریم کی درسگاہوں میں سندِ قبول حاصل ہوئی۔

برادرِ محترم مولانا قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی مدظلہٗ نے شعبہ تحفیظ کے مدرسین کرام کیلیئے ایک عظیم الشان ''علمی تحفہ'' تیار کیا ہے۔ خدا معلوم کتنے شب وروز اس کی تیاری میں صرف ہوئے، تاہم اسمیں شک نہیں ایک مدرس اپنے طور پر چاہے تو اپنی درسگاہ کیلیئے خود اتنا مواد تیار نہیں کر سکتا، اسلیئے یہ مجموعہ ہدایات ایک بہترین ذخیرۂ خیر اور راہنما اصول ہے۔ شعبہ تحفیظ سے وابستہ حضرات اس کو نعمتِ عظمیٰ اور اسکے مطالعہ سے خوب استفادہ کر کے اس کی قدر ومنزلت کو پہچانیں۔

اس کی اہمیت اس نقطۂ نگاہ سے مزید کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ماضی قریب میں پاکستان میں دو ایسی شخصیات گذری ہیں جن سے حق تعالیٰ نے حفظ وضبط اور صحت وتجوید کے علاوہ ان کو فنِ قراءت میں درجۂ امامت پر فائز فرمایا۔ الحمد للہ، ان کے تلامذہ کرام ان سے حاصل کردہ مقدس امانت اُمت کو منتقل کر کے ان کے علوِ درجات کا ذریعہ بن رہے ہیں اور ان کے طرزِ تدریس اور طریقۂ تعلیم کی اِفادیت

کو منظرِ عام پر لاکر تسلیم کرار ہے ہیں، اس ناکارہ کی مراد شیخ القراء مقرئ اعظم الامام رحیم بخش بن فتح محمد پانی پتی ثم ملتانی قدس اللہ سرّہ اور شیخ القراء حضرتِ اقدس مجوّدِ کبیر مقری قاری محمد شریف امرتسری ثم لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ سے ہے۔

برادر محترم مولانا قاری عبدالستار مدظلہٗ نے ایسے ائمہ فن کو پیشِ نظر رکھ کر ''تحفۂ مدرسینِ کرام'' مرتب دی ہے یہ مجموعہ اس لحاظ سے بہت جامع ہے کہ اسمیں جو بات ہے باحوالہ اور صاحبِ فن کے قول سے درج کی گئی ہے، اس ناکارہ نے حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کو عرض کیا روز روز ایسی جامعیت کی کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں ایسی طبائع جو بڑی کتب سے گھبرائیں وہ اسمیں سے اپنی ضرورت کے مطابق تھوڑا پڑھ لیں، لیکن یہ کہ ایک استاذ کو فنی واخلاقی اور علمی وعملی لحاظ سے کن کن صفات اور اقدار سے آشنا ہونا چاہیئے وہ اسمیں بہت کچھ آگیا ہے، اسلیئے ایسے اسباب حق تعالیٰ شانہٗ عطا فرماویں تو اس کو اس طرح شائع کردیا جائے، ان شاء اللہ اصحابِ فن اس کی قدر ومنزلت کو پہنچانیں گے اور آپ کو بہت دعائیں دیں گے ،ان حضرات کے برکات کے علاوہ متقدمین کے حوالہ سے بھی بہت کچھ کتاب میں آگیا ہے جس نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

الحمدللہ! اس ناکارۂ خلائق نے کتاب کو پڑھا اور خوب ذوق وشوق سے پڑھا اس کی افادیت کے بہت پہلو ذہن میں آئے۔ مرتب موصوف نے ان ہر دو حضرات کے تلامذہ کرام کی کتب کے حوالہ جات کی مدد سے کچھ اقوال نقل کئے ہیں لیکن یہ بات وضاحت کی محتاج نہیں کہ یہ سب کچھ بھی ان ہر دو حضرات ہی کا عطیۂ فیض ہے، اس ناکارہٗ کی کراچی کی بہت سی علمی مجلسوں میں مرتب موصوف سے ملاقات رہی، ملتان میں بھی یہ کتاب موضوعِ مجلس رہی۔

ہماری نظر میں اگرچہ کوتاہ ہے ان ہر دو حضرات کے فیضِ قرآنی کو بہت عام وتام فرمایا حتیٰ کہ پاکستان کی علمی درسگاہوں سے نکل کر نہ صرف ایران وافغانستان، بنگلہ دیش و برما کے علمی حلقوں تک رسائی ہوئی بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ انہی حضرات کے فیوض وبرکات لاکھوں اجر وثواب میں تبدیل ہوکر حرمین شریفین تک بھی پہونچے انہی حضرات کے شاگردان سے بالواسطہ شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

دعاء ہے کہ یہ کتاب قبولِ عام حاصل کرے اور حضرات اہلِ فن اس سے استفادہ کریں، اللہ تعالیٰ حضرتِ مرتب اور ہم سب کیلیئے اس کو نافع اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔ (قاری) محمد ادریس عفی عنہ

۱۵؍شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵؍ا کتوبر ۲۰۰۹ء؍ بروز سوموار (پیر)

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق مدظلہٗ (خیر المدارس ملتان)

بسم اللہ وبحمدہ والصلوٰۃ السلام علیٰ رسولہ الکریم

بندہ نے تحفہ مُدرسین کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا ماشاء اللہ خوب تفصیل سے اکابر کی عبارات سے کتاب کو مزین کیا اور بعض معاصرین کی آراء بھی ہیں شاید کہ اس موضوع پر اس قدر ضخیم کتاب پہلے نہ ہو خوب محنت اور فکر سے اپنے استاذ محترم حضرت جناب مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ کے اقوال وآراء کیساتھ پانی پتی سلسلہ کے حضرات اکابر حضرت اقدس قاری فتح محمد صاحبؒ اور حضرت اقدس قاری رحیم بخش صاحبؒ اور حضرت قاری محمد طاہر رحیمیؒ اور دیگر حضراتِ اکابر کے اقوال وآراء کو یکجا جمع کر کے جس فراخدلی کا مظاہرہ کیا گیا اس سے قبل اس کی مثال نظر سے نہیں گذری میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُن حضرات کی کرامت ہے کہ جس طرح زندگی میں ایک دوسرے کیساتھ احترام کا معاملہ رہا دنیا سے جانے کے بعد بھی برادرِ محترم جناب قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی مدظلہٗ کے ذریعہ کتاب میں جمع ہو کر بتا دیا کہ ہم اکٹھے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت قاری محمد شریفؒ مسجد سراجاں حسین آگاہی (ملتان) میں مغرب کے وقت تشریف لائے حضرت قاری رحیم بخشؒ نے حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ سے نمازِ مغرب پڑھوائی اور خاطر تواضع بھی ہوئی۔

جب قراءۃ کی کتاب مراۃ النیرہ چھپ کر آئی تو حضرت اقدس قاری رحیم بخش صاحبؒ نے حضرۃ اقدس قاری محمد شریف صاحبؒ کو ہدیۃً ایک نسخہ بھیجا حضرت (قاری محمد شریفؒ) نے شکریہ کا خط لکھا اور یہ جملے لکھے کہ آپ کی کتابیں دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فنِ قراءۃ کی اِشاعت کیلئے پیدا کیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اُن حضرات کے درجات بلند فرمائے اور ان حضرات کے لگائے ہوئے باغات کی آب یاری کیلئے ہمیں قبول فرمادیں اور جس طرح قاری عبدالستار صاحب نے مثالی کام کیا ہے اس طرح اس کتاب کو مثالی طور پر قبول فرما کر عام وخواص کیلئے نافع بنائے اور ہم سب کیلئے نجات کا ذریعہ بنائیں۔ امین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً۔

محمد اسحٰق عفا اللہ عنہ: مدرس شعبہ تحفیظ وقراءات جامعہ خیر المدارس ملتان/ ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ۔ ۷ نومبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق مدظلہٗ (خیر المدارس ملتان)

بسم اللہ وبحمدہ والصلوٰۃ السلام علیٰ رسولہ الکریم

بندہ نے تحفۂ مُدرسین کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا ماشاء اللہ خوب تفصیل سے اکابر کی عبارات سے کتاب کو مزین کیا اور بعض معاصرین کی آراء بھی ہیں شاید کہ اس موضوع پر اس قدر ضخیم کتاب پہلے نہ ہو خوب محنت اور فکر سے اپنے استاذ محترم حضرت جناب مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ کے اقوال و آراء کیساتھ پانی پتی سلسلہ کے حضرات اکابر حضرت اقدس قاری فتح محمد صاحبؒ اور حضرت اقدس قاری رحیم بخش صاحبؒ اور حضرت قاری محمد طاہر رحیمیؒ اور دیگر حضراتِ اکابر کے اقوال و آراء کو یکجا جمع کر کے جس فراخدلی کا مظاہرہ کیا گیا اس سے قبل اس کی مثال نظر سے نہیں گذری میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُن حضرات کی کرامت ہے کہ جس طرح زندگی میں ایک دوسرے کیساتھ احترام کا معاملہ رہا دنیا سے جانے کے بعد بھی برادرِ محترم جناب قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی مدظلہٗ کے ذریعہ کتاب میں جمع ہو کر بتا دیا کہ ہم اکٹھے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت قاری محمد شریفؒ مسجد سراجاں حسین آگاہی (ملتان) میں مغرب کے وقت تشریف لائے حضرت قاری رحیم بخشؒ نے حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ سے نمازِ مغرب پڑھوائی اور خاطر تواضع بھی ہوئی۔

جب قراءۃ کی کتاب مراۃ النیرہ چھپ کر آئی تو حضرت اقدس قاری رحیم بخش صاحبؒ نے حضرۃ اقدس قاری محمد شریف صاحبؒ کو ہدیۃً ایک نسخہ بھیجا حضرت (قاری محمد شریفؒ) نے شکریہ کا خط لکھا اور یہ جملے لکھے کہ آپ کی کتابیں دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فنِ قراءۃ کی اِشاعت کیلئے پیدا کیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اُن حضرات کے درجات بلند فرمائے اور ان حضرات کے لگائے ہوئے باغات کی آب یاری کیلئے ہمیں قبول فرماویں اور جس طرح قاری عبدالستار صاحب نے مثالی کام کیا ہے اس طرح اس کتاب کو مثالی طور پر قبول فرما کر عام وخواص کیلئے نافع بنائے اور ہم سب کیلئے نجات کا ذریعہ بنائیں۔ امین یارب العلمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

محمد اسحٰق عفا اللہ عنہ: مدرس شعبہ تحفیظ وقراءات جامعہ خیر المدارس ملتان/ ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ۔ ۷ نومبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری **محمد اقبال رحیمی** صاحب مدظلہٗ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد: محترم قاری عبدالستار محمود کوٹی زید مجدہٗ کی تالیف ''تحفۂ مدرسین'' کو مختلف مقامات سے سنا ماشاء اللہ بہت مفید معلوم ہوئی کیونکہ اسمیں اکثر و بیشتر اکابر رحمہم اللہ کی کتب سے عبارتیں نقل کی ہیں اور وہ یقیناً مستند ہیں اور بہت مفید باتیں سامنے آئی ہیں۔ بالخصوص تربیت کے حوالے سے حضرت قاری صاحب کی محنت قابلِ قدر ہے۔ ان شاء اللہ مدرسین کیلئے بہت مفید ثابت ہوگی اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کی محنت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مقبولیتِ عامہ نصیب فرمائے۔ طوالت سے بچاتے ہوئے کتاب کو شائع کرایا جائے تو ان شاء اللہ زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ بہت ہی زیادہ علمی مواد ہے جو مدرسین کیلئے ایک ہی جگہ جمع کردیا ہے۔ عام و فہم انداز میں پڑھنے پڑھانے والوں کیلئے یقیناً معین ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور معلّمین کو زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

امین یا ربّ العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً۔

محمد اقبال رحیمی مدرس شعبہ تحفیظ وقراءت جامعہ خیر المدارس ملتان: ۲۱رذی القعدہ ۱۴۳۰ھ

نمونۂ اسلاف استاذ العلماء حضرت مولانا قاری **محمد حنیف جالندھری** صاحب مدظلہٗ

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو بارگاہِ الٰہی میں اس مقدس گھر کی آبادی کی دعا فرمائی جس کو قرآن کریم نے یوں نقل فرمایا ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ: یعنی بیت اللہ کی آبادی کیلئے سب سے پہلا کام يَتْلُوا پھر يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ہے اور چوتھا کام يُزَكِّيهِمْ ہے۔ تو گویا کہ تعلیم کتاب جس کی ابتدا الفاظ سے ہوتی ہے نبوت کے فرائض منصبی میں سے ہے۔ اب جو شخص بھی یہ مقدس خدمت سرانجام دے گا وہ آپ ﷺ والا کام کررہا ہے یقیناً یہ بڑی سعادت ہے۔

صدرِاوّل میں حافظے قوی تھے طبائع میں سلامتی تھی، ماحول میں برکت تھی پھر قرآن پاک سینے میں محفوظ ہوجانا خود قرآن کریم کا ایک دائمی معجزہ ہے۔ بعد کے اُدوار میں جب طبائع بدل گئیں تو ضرورت ہوئی کہ حفظِ قرآن کریم کے اُصول وضوابط مرتب کیے جائیں۔ حال ہی میں ''تحفہ مدرسین'' کے نام سے جناب قاری محمد عبدالستار صاحب محمودکوٹی نے حضرات اکابر کے بکھرے موتیوں کو ہار کی لڑی میں پر ودیا ہے۔ حضرات اساتذہ کرام کیلئے تدریسی ہدایات کیساتھ باطنی آداب کا بیان بھی خوب ہے۔

تاہم چونکہ موضوعِ سخن بظاہر تعلیم ''بنین'' ہے اسلئے ''بنات'' کے شعبہ کی ہدایات کو یکسر نظر انداز کردیا گیا ہے، کیا ہی خوب ہوتا کہ اس کو بھی موضوع بنا کر اسکے متعلق احکامات وہدایات کا تذکرہ کردیا جاتا تو کتاب میں شانِ جامعیت پیدا ہوجاتی۔ صنفِ نازک کا معاملہ خاصا نازک ہوتا ہے اس ذیل میں معلمات وطالبات کے تجربات کا ان کے محارم کے ذریعے معلوم کرانا از حد ضروری ہے۔ بہرحال یہ ایک مبارک کاوش ہے اگر مذکورہ بالا گذارشات پرعمل کیا گیا تو یہ جاندار ہونے کیساتھ شاندار بھی ہوگی۔

محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان وناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۰ر صفر الخیر ۱۴۳۱ھ ۲۶ر جنوری ۲۰۱۰ء بروز منگل

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب مدظلہٗ

اسلام نے تعلیم کو انتہائی اہمیت دی ہے، اس اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلی وحی جو نازل ہوئی ہے اسمیں پڑھنے اور سیکھنے کی بات کی گئی ہے، خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ قرآن کریم نے جو آپ ﷺ کے مقاصد بعثت بیان کیے ہیں ان میں تلاوت آیات کیساتھ تعلیم کتاب وحکمت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ پھر اس تعلیم میں بھی قرآن کریم کی تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی اور جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں، انہیں اُمت کا بہترین فرد قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک ہر دور میں قرآن کریم کی تعلیم کا خاص اہتمام رہا ہے اور قرآن کریم پڑھانے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود رہی ہے، جو تعلیم قرآن کریم کا فریضہ انجام دیتی رہی ہے۔ پہلے زمانے میں اساتذہ اپنی نگرانی میں اپنے شاگردوں کی دوران تعلیم بھی تربیت کرتے تھے اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنی نگرانی میں انہیں پڑھانے کیلئے تیار کرتے تھے مگر آج کے دور میں یہ سلسلہ بھی نہیں رہا اور ان قرآن کریم پڑھانے والوں کا باقاعدہ تربیت کا سلسلہ بھی نہیں ہے، اگرچہ خال خال یہ تربیت کا سلسلہ کہیں کہیں نظر آتا ہے

مگر عموماً ہمارے اساتذہ یکسر اس سے نابلد ہوتے ہیں۔

آج سے کئی سے سال قبل ''قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس'' رسالہ کے پیش لفظ میں احقر نے لکھا تھا کہ: ''عرصہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بہت سے حفاظ وقراء خود قرآن کریم بہت اچھا پڑھتے ہیں، ان کی تجوید، حروف کی ادائیگی، تلفظ، لہجہ بہت اچھا ہوتا ہے، لیکن جب وہ پڑھانے بیٹھتے ہیں تو بہتر استاذ ثابت نہیں ہوتے کیونکہ نہ تو انہوں نے کسی ماہر استاذ کے پاس بیٹھ کر پڑھانا سیکھا اور نہ ہی اسکے بارے میں دوسرے حضرات کے تجربات سے فائدہ اٹھانے اور دوسروں سے سیکھنے کی کوشش کی۔ حالانکہ ہر چیز کو سیکھنا پڑتا ہے، خصوصاً طریقہ تدریس تو خصوصیت کیساتھ سیکھنے کی چیز ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ دنیا میں ہر جگہ ہر کام کرنے سے پہلے اس کی ٹریننگ لی جاتی ہے اور اسکول و کالج میں بھی پڑھانے سے قبل کورس کرائے جاتے ہیں اور موجودہ زمانہ میں تو ''طریق التدریس'' (پڑھانے کے طریقہ) ایک خاص فن اور مستقل علم کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ مگر ہمارے دینی مدارس میں اساتذہ کی تربیت و ٹریننگ کا کوئی سلسلہ نہیں۔ پہلے زمانہ میں اساتذہ دوران تعلیم ہی اپنے شاگردوں کی مختلف صلاحیتوں کو بھانپ کر ان کو اپنی نگرانی میں مستقبل کیلئے تیار کرتے تھے۔ کئی کئی ماہ اپنے ساتھ بٹھا کر پڑھانے کے طریقے سمجھاتے تھے، مگر آج کل یہ سلسلہ بھی ناپید ہوتا جا رہا ہے۔

مقام شکر ہے کہ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے قاری محمد عبدالستار محمود کوٹی جنہوں نے مولانا قاری حبیب اللہ ٹونکیؒ اور مولانا قاری محمد شریف امرتسریؒ سے تجوید کا فن حاصل کیا، جن کو قرآن کریم حفظ پڑھانے کا تیس سالہ تجربہ اور اٹھارہ سال سے وہ اساتذہ کرام کو تربیتی کورس کرا رہے ہیں۔ اپنے ان تجربات کی روشنی میں انہوں نے ایک خوبصورت کتاب **تحفۂ مدرسین** کے نام سے مرتب کی ہے، جس میں درج ذیل اُمور پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

معلّمین کے فضائل.... قرآن، حدیث، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم، اقوال بزرگان کی روشنی میں۔

معلّمین کی صفات.... معلم کیلئے جن صفات کی ضرورت ہے ان کا بیان کیا گیا ہے۔

غصہ.... یہ بھی صفات معلّمین ہی سے متعلق ہے، اسمیں معلّمین کیلئے بہترین ہدایات، سمجھانے کا طریقہ، غصہ کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر بات کی گئی ہے۔ اور اس ضمن میں جو مسائل پیش آتے ہیں ان کے حل کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔

تعلیم و تربیت... ان عنوان کے تحت تعلیم و تربیت کے بہترین اُصول اور طریقے، اقوال سلف اور بزرگوں کے واقعات

کی روشنی میں باحوالہ تحریر کیے گئے ہیں۔اساتذہ کیلئے قیمتی نصائح اور متفرقات کے عنوانات: کے تحت میں اساتذہ کو قیمتی نصائح، کام کی اہمیت، شوق، وجذبہ دلانے والے واقعات پر بات کی گئی ہے، سرپرستوں کیلئے بھی ہدایات بیان کی گئی ہے۔

تجوید.....تجوید کی اہمیت کی تعریف کیساتھ تجوید کے قواعد، احکام کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔

شعبہ قرآن.....شعبہ قرآن سے متعلق قیمتی مشورے تعلیمی ملفوظات کے ضمن میں اساتذہ کرام کو بہترین مشورے، دورانِ تعلیم طلباء کیلئے مشکلات کا حل، طریقہ تعلیم میں بزرگانِ دین کا طریقہ تعلیم، اکابر کے واقعات، تذکرے، طریقِ تعلیم میں سبق، سبقی، منزل، حفاظ کو منزل یاد کرانے کی ترتیب کو احسن انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو بات لکھی ہے وہ باحوالہ لکھی ہے۔اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے اساتذہ اور معلّمین قرآن کیلئے مفید بنائے اور جس مقصد کیلئے اسے مرتب کیا گیا ہے اسے پورا فرمائے۔قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے جس کمی کی طرف اشارہ[1] کیا ہے کہ بنات کے شعبہ کیلئے ہدایات کو یکسر نظر انداز کردیا گیا اس کمی کو دور کیا جانا چاہیے۔اسی طرح موصوف مؤلف نے جن دو چیزوں کی طرف شروع میں اشارہ کیا ہے کہ اہلِ مدارس کو دو چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ایک ان اساتذہ کو لکھنا پڑھانا سکھانا دوسرا تربیت کا اہتمام، اہلِ مدارس خصوصاً وفاق المدارس کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

خالد محمود: نائب مدیر اقراٗ روضۃ الاطفال ٹرسٹ (کراچی)

۱۰ر صفر الخیر ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۲۰۱۰ء بروز منگل

....

[1] اس مخلصانہ مشورہ کے جواب میں عرض ہے کہ اس کتاب سے شعبہ حفظ، بنین وبنات کے معلمین و معلمات استفادہ کرسکتے ہیں، جیسا کہ بہشتی زیور سے کیا جاتا ہے۔(ابو معاویہ غفرلہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿باب اوّل﴾

معلّمین کی فضیلت

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حَجَّةِ الْوَدَاعِ کے موقع پر یہ دُعاء فرمائی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعَلِّمِيْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ كَسْبِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ اے اللہ! قرآن مجید کے سکھانے والوں کی مغفرت فرما، انکو لمبی عمریں عطا فرما انکے کسب (رزق) اور معاش میں برکت نازل فرما۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دُعاء فرمائی، اے اللہ! علماء کو غنی اور قرآن مجید کے استاذوں کو فقیر بنا۔

فائدہ.... حضرت فقیہ ابو اللیث ؒ فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مال کی فراوانی (کثرتِ مال) نہ فرما کہ مال زیادہ ہو گیا تو قرآن پڑھنا چھوڑ دیں گے۔

فائدہ.... یہ دُعاء بھی منقول ہے۔ اے اللہ! ان استاذوں کو اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ نصیب فرمادے کیونکہ وہ تیری نازل کردہ کتاب (قرآن) کی تعلیم دیتے ہیں۔

(فضائل حفاظ القرآن ملتان ۲۱/۷ صفحہ ۲۰۴ حاصل پور/تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۷)

اُمّتِ محمدیہ ﷺ کا بہترین شخص

سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن پاک سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اس حدیث کو نقل کر کے حضرت ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ فرماتے ہیں کہ اِس حدیث نے مجھے اس درسگاہ میں بیٹھا رکھا ہے۔ آپ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھی اُستاذ تھے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۷)

فائدہ.... کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابوعبدالرحمٰنؒ نے چالیس سال (تک کوفہ کی جامع مسجد میں) قرآن مجید کی تعلیم دی جبکہ آپؒ دیگر تمام علوم میں بھی ماہر تھے۔ (تراشے صفحہ ۱۰۶)

تدریس جہاد سے افضل ہے

حضرت علی ازدیؒ کہتے ہیں میں نے جہاد کا ارادہ کیا تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو جہاد سے بھی افضل ہو وہ یہ کہ تم مسجد میں جاؤ اور وہاں قرآن مجید پڑھاؤ اور فقہ کی تعلیم دو۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۵۳: ملتان/ حاصل پور ۱۰۱ صفحہ)

علومِ دینیہ کی قدر

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ ختمِ بخاری شریف کے موقعہ پر فرمایا آج ہمیں اپنے پورے سال کی محنت کا نتیجہ دیکھنا ہے اور سال بھر جو چکی پیسی ہے اسکے بارے میں غور کرنا ہے کہ حاصل کیا ہوا اور اس موقع پر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد "جعجعة ولا طحين" نقل فرمایا کرتے تھے یعنی چکی تو چلالی اب یہ دیکھو کہ آٹا بھی ہے یا نہیں فرماتے تھے کہ سال بھر کی محنت سے چند آدمی تیار ہوتے ہیں لیکن ان کو جو سند دی جائیگی دنیا میں اس کی دو پیسے کی بھی قیمت نہیں اسکے علاوہ کالج یونیورسٹی میں کوئی ملازمت نہیں مل سکتی اور درحقیقت ہمارے مدرسوں سے فارغ ہونے والوں کو چاہیءے بھی یہی کہ مدرسوں ہی میں زندگیاں گزاردیں دوسری طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں اللہ کے یہاں علومِ قرآن وحدیث کی قدر ہے بس ہمیں وہی چاہیئے اہلِ دنیا کی ملازمت کی ہمیں ضرورت ہی کیا۔ (تحفۃ المدارس جلد ا صفحہ ۳۴۳)

مشغلہ علم کی فضیلت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آجکل مشغلہ علم دین سب سے اچھا ہے۔دین کی تعلیم سے بہتر آجکل کوئی خدمت نہیں جس کو خدا تعالیٰ علم دے تو اس کیلئے اس سے بہتر کوئی اور مشغلہ نہیں۔اس کی آجکل سخت ضرورت ہے۔اور فضیلت بھی اس کی اس قدر ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے عمل کی ہو جب تک تعلیم کا سلسلہ چلا جائیگا، قیامت تک نامہ اعمال میں ثواب بڑھتا جائیگا۔

(تحفۃ العلماء جلد ا صفحہ ۵۳/ تحفۃ المدارس جلد ا صفحہ ۳۵۸)

خوش نصیب انسان

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو

قرآن مجید سیکھے اور (پھر) دوسروں کو سکھائے یہ فرما کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک مکتب (درسگاہ) میں مجھے قرآن مجید پڑھانے کیلئے بیٹھا دیا (گویا ہر قرآنی مدرسہ آپ ﷺ کا افتتاح فرمودہ ہے جس میں آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی برکات کار فرما ہے سبحان اللہ! اس سے بڑی نعمت وسعادت قراء کو اور کیا چاہیئے)

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۲۳/ صفحہ ۴۰ حاصل پور)

فائدہ.... جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے علم سے نوازا اور اَب وہ کسی مدرسہ یا مسجد میں قرآن پاک کی تدریس کی خدمت لوجہ اللہ انجام دینے لگا ہے اُسکو نبی کریم ﷺ کے فرمانِ عالی خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے کے مصداق میں اپنی شمولیت کو بسا غنیمت اور نعمتِ عظمٰی تصور کرنا چاہیئے۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۴۵/ صفحہ ۲۱۳ حاصل پور)

📖.... حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن اسلمؒ اپنے والد کے واسطہ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضراتِ انبیاء، صدیقین اور شہدائے کرامؒ کے بعد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب معلّمین حضرات ہیں اور مساجد کے علاوہ رُوئے زمین کا کوئی خطہ اللہ تعالیٰ کو اس جگہ سے زیادہ محبوب نہیں جس جگہ (پر) اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی پڑھائی جاتی ہو۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۷)

سب سے زیادہ سخی

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ’’سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ انہوں نے (ازراہ ادب) عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا نبی زیادہ جانتے ہیں‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ سخی اللہ تعالیٰ ہے، پھر تمام نبی آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ میں سخی ہوں اور پھر سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے علم دین سیکھا اور اس کو پھیلایا، یہ شخص قیامت میں تنہا بمنزلہ ایک امیر کے آئیگا۔

📖.... اس حدیث میں اللہ ورسول کے بعد سب سے زیادہ سخی اس عالم (حافظ، قاری) کو فرمایا ہے جو علم کو شائع کرے، جس طریق سے بھی ہو، خواہ تدریس سے یا وعظ وتلقین سے، خواہ تصنیف سے۔

(تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۴۹)

مُدرّس کیلئے مغفرت

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ بچوں کے استاذ کیلئے فرشتے آسمان میں، چوپائے زمین میں، پرندے ہوا میں اور مچھلیاں سمندروں میں مغفرت کی دُعاء کرتی ہیں۔ (تحفہ اساتذہ کرام صفحہ ۲۷)

📖.... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں جو لوگ صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جائے

نماز پر بیٹھ جاتے ہیں، کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ تو اللہ عزو جل اپنے فرشتوں کو مقرر کردیتے ہیں جو ان کیلئے استغفار کرتے ہیں حتی کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوجائیں۔

(حفظ القرآن صفحہ ۱۲۰)

تین شخصوں کی مغفرت

کہتے ہیں کہ (جب) بچہ مکتب (مدرسہ) میں داخل ہوتا ہے اور بسم اللہ سیکھتا ہے تو صرف اِسی (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے سیکھنے) پر تین اشخاص کی مغفرت ہوجاتی ہے (۱) باپ (۲) ماں (۳) استاذ۔

(تحفہ اساتذہ کرام صفحہ ۲۷/ حفظ القرآن صفحہ ۱۲۰)

جنت میں داخلہ

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) سنو! جس شخص نے قرآن مجید سیکھا اور آگے سکھایا اور جو کمیں (جس چیز کا حکم دیا گیا) ہے اُس پر عمل کیا (تو) میں محمد ﷺ اس کو جنت میں پیچھے سے چلا کرلے جاؤنگا اور جنت کی طرف (قرآن مجید کی تعلیم دینے والوں کا) رہبر بنونگا۔ (حفظ القرآن ص ۱۰۸/ فضائل حفاظ القرآن ملتان ص ۲۲/ ص ۴۰۵ حاصل پور)

شہادت کا درجہ

خلیفہ چہارم سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اے علی رضی اللہ عنہ! قرآن مجید سیکھ اور پھر دوسروں کو سکھا پس تیرے لئے ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ہیں پس اگر تم پر (سیکھنے اور سکھانے کی حالت میں) تمہاری موت آگئی تو شہادت کا درجہ پاؤ گے۔ تو فرشتے تیری قبر کی اس طرح (کثرت سے) زیارت کرنے اس طرح آئیں گے جس طرح لوگ بیت اللہ الحرام کی زیارت کو آتے ہیں (سبحان اللہ)۔

فائدہ.... اس سے ملتا جلتا مضمون سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۳۲، ۳۳/ صفحہ ۴۰۹ حاصل پور/ حفظ القرآن صفحہ ۱۱۰)

روزِ قیامت اِستقبال

طبرانی نے حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کوئی آیت سیکھی قیامت کے دن وہ آیت آمنے سامنے ہنستی ہوئی استقبال کریگی۔

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۳۰/ صفحہ ۴۰۸ حاصل پور)

فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو جہاد سے بھی افضل ہو وہ یہ کہ تم مسجد میں جاؤ اور وہاں قرآن پاک پڑھاؤ اور فقہ کی تعلیم دو۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۵۳/صفحہ ۱۰۱ حاصل پور)

📖 ...حضرت عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانیؒ کہتے ہیں میں نے حضرت سفیان ثوریؒ سے پوچھا جو شخص جہاد کرتا ہے وہ آپ کو زیادہ محبوب ہے یا وہ جو قرآن پڑھاتا ہے: فرمایا وہ جو قرآن پڑھاتا ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔
(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۵۴/صفحہ ۱۰۱ حاصل پور)

بہترین اور بدترین کام

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیعؒ (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے ایک مرتبہ طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں اپنی اَسّی سالہ زندگی کا نچوڑ اور حاصل آپ کو بتلاتا ہوں اس کو توجہ سے سنو! یہ خلاصہ ساری دنیا دیکھ کر اور دنیاداروں اور دینداروں کا تجربہ کر کے اور زندگی کے تمام اُتار چڑھاؤ دیکھ کر بیان کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ جس کام میں لگے ہیں (یعنی تعلیم وتعلم) اگر یہ خلوص کیساتھ محض حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کیلئے ہے تب تو یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ دنیا کا کوئی کام اسکے برابر نہیں یہ سب سے بہتر اور افضل ہے اور اگر خدانخواستہ مقصود اس سے رضائے الٰہی نہیں دنیا کمانا پیشِ نظر ہے جیسا کہ آجکل یہ کام صرف ایک پیشہ بن کر رہ گیا ہے تو میرے عزیزو! پھر دنیا میں اس سے بدتر کوئی کام نہیں۔ (تحفۃ المدارس جلد ا صفحہ ۳۴۲)

مشفق استاذ کی صفت

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے اسم مبارک اَلرَّحْمٰنُ لائے، جس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ ہر معلّم کو جاننا چاہیئے کہ کسی بات کو سکھلانے کیلئے سب سے پہلی صفت ایک استاذ میں رحمت کی ہونی چاہیئے، اسلئے استاذ کو اپنے دل میں رحمت وشفقت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔

📖 ...قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ، اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ یعنی پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے، سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا'' یہاں بھی جو صفت بیان ہوئی رب کیساتھ وہ ''کریم کی ہوئی، لہٰذا اُستاذ کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے اندر رحمت اور کرم کی صفت پیدا کرے۔ (مثالی استاذ جلد ا صفحہ ۳۲ طبع جدید)

شکر بجالانا چاہیئے

استاذ کو اوّل تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیئے کہ اس ذات بابرکت نے اس کو علم حاصل کرنے کیساتھ ساتھ

📖....جس شخص نے کتاب سے ایک آیت (بھی) سکھلائی اور اس پر اجرت نہ لی تو وہ آیت قیامت والے دن اس کو اس حالت میں ملے گی کہ اسکے چہرے میں لہلہاتی اور مسکراتی ہوگی۔

(فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۰۹ ملتان)

فائدہ....جو شخص قرآن مجید مکمل (راجح کے قول کے مطابق تقریبا چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) آیات کسی کو سکھادے ایک کو نہیں بیسیوں اور سینکڑوں کو تو اس شخص کا کتنا اجر و ثواب ہوگا، اسکا انداز خود کرلیا جائے۔

(فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۰۹: ملتان)

تدریس کا صِلہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولیت کی وجہ سے میرا ذکر کرنے اور مجھ سے دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے افضل اور زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ شانہٗ کو تمام مخلوق پر (سبحان اللہ)

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۳۵/ ۷ صفحہ ۴۱۰ حاصل پور/ فضائل قرآن صفحہ ۱۲)

📖....حضرت امامِ اوزاعی رحمۃ اللہ سے مرسلاً روایت ہے جس آدمی نے کتاب اللہ کی کسی آیتِ (مبارکہ) کی یا شریعتِ خداوندی کے کسی مسئلہ کی کسی کو تعلیم دی اسکو خود اللہ تعالیٰ اس کو ثواب کی لپیں بھر بھر کر عطا فرمائیں گے۔ اور کوئی چیز اُس ثواب سے افضل نہیں جو بذاتِ خود اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے (اللہ تعالیٰ کی لپوں کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور مقصود اس سے حد بندی نہیں بلکہ تکثیر مراد ہے) اور کوئی چیز اس ثواب سے افضل نہیں جو (اس معلّم کو عطا ہوئی ہے)۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۳۱/ ۷ صفحہ ۴۰۸ حاصل پور حفظ القرآن صفحہ ۱۰۹)

📖....ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص اعمال وزن کیلئے لائے جائیں گے اور ترازو کے پلہ میں رکھے جائیں گے تو یہ پلہ ہلکا رہے گا۔ پھر ایک چیز ایسی لائی جائے گی جو بادل کی طرح ہوگی اس کو بھی اسکے حسنات کے پلہ میں رکھ دیا جائیگا تو یہ پلہ بھاری ہوجائیگا اس وقت اس شخص سے کہا جائیگا کہ تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے (جسے تمہاری نیکیوں کا پلہ بھاری کردیا) وہ کہے گا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ تو بتلایا جائیگا کہ تیرا علم ہے جو تو لوگوں کو سکھایا کرتا تھا۔ (معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۳۷ کراچی)

تدریس جہاد سے افضل ہے

حضرت علی ازدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد کا ارادہ کیا تو مجھے سیّدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطاء فرمائی تعلیم کے شعبے میں حتی الامکان پیغمبر ﷺ کے طریقے کو مشعلِ راہ بنانا چاہیئے کیونکہ آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے شعبہ تعلیم میں معلّمین ومدرّسین کی ایسی راہ نمائی فرمائی کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی، آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی راہ نمائی کی کہ بقول شاعر ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

(مثالی استاذ جلد ا صفحہ ۳۲، طبع جدید)

تدریس مقدّس منصب

تعلیم وتدریس ایک مقدّس منصب ہے اور سیّد الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت اور فرائضِ نبُوّت میں سے ایک فریضہ ہے۔ لہٰذا جو عالمِ دین (حافظ، قاری) قرآن کریم یا کسی شرعی علم کی تدریس کا کام سرانجام دے رہا ہے (تو) وہ اس وصف میں نبی کریم ﷺ کی نیابت (نائب بن کر تعلیم وتربیت کا فریضہ پورا کررہا ہے) لہٰذا اُسے یہ جاننا چاہیئے کہ وہ ایک سعادت مند انسان ہے اور اُسے یہ سعادت مندی مبارک ہو۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۶۷)

اِخلاص

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ فرماتے ہیں کہ اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ اپنے ہر عمل میں اِخلاص پیدا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اِخلاص کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کے معنٰی یہ بتلائے ہیں کہ انسان اپنے دین میں مخلص ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور اپنے عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کرے، لوگوں کے دکھلانے یا ان کے مدح وشکر کی طرف نہ ہو۔

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اِخلاص ایک ایسا عمل ہے جس کو نہ تو فرشتے پہچان سکتے ہیں اور نہ شیطان وہ (اخلاص) صرف بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے۔

(معارف القرآن جلد ا صفحہ ۳۵۸: کراچی)

عمل مقبول ہونے کی دو شرطیں

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

(۱) اخلاص (۲) حُسنِ عمل اور حُسنِ عمل نام ہے اتباعِ سنتِ رسول اللہ ﷺ کا۔

(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۵۷ کراچی)

📖 ....سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا تو یہ نعمت ہے کہ ساری زمین سونا بن کر اپنے قبضہ میں آجائے تو بھی اسکے مقابلہ میں کچھ بھی نہ سمجھوں۔

حضرت ابوالدرداء ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بات یقینی طور پر طے ہوجائے کہ میری ایک نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہوگئی تو میرے لئے وہ ساری دنیا اوراس کی نعمتوں سے زیادہ ہے۔

(معالم العرفان جلد ا صفحہ ۴۵۱/ معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۱۴: کراچی)

اِخلاص اور للّٰہیت

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۱۴۱۷ھ) اپنی مایۂ ناز کتاب معارف الحدیث میں فرماتے ہیں اخلاص وللّٰہیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر اچھا کام اس نیت سے کیا جائے کہ ہمارا خالق ہم سے راضی ہو،ہم پر رحمت فرمائے اوراس کی ناراضی اور غضب سے ہم محفوظ رہیں۔

سیدنا معاذ بن جبل ﷺ کو جب حضور ﷺ نے یمن کا حاکم گورنر (اَمیر) بنا کر بھیجا تو انھوں نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیّت فرمادیجئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین میں اِخلاص کا اِہتمام رکھنا کہ اخلاص کیساتھ تھوڑا سا عمل بھی کافی ہے۔ (فضائل تبلیغ صفحہ ۲۷)

📖 ....شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ (متوفی ۱۴۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ جولوگ اِخلاص اور سچی طلب کیساتھ اللہ تعالیٰ کے کام میں لگ جاتے ہیں انکو دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔

(حکایات صحابہ صفحہ ۱۳)

📖 ....اللہ تعالیٰ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے جس قدر اِخلاص سے کوئی کام کیا جائیگا اتنا ہی وزنی ہوگا اور جس قدر اِخلاص کی کمی اور بیدلی سے کیا جائیگا اتنا ہی ہلکا ہوگا۔ (فضائل ذکر صفحہ ۹۷)

اِخلاص کی اہمیّت

حضرت تھانویؒ (متوفی ۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ اِخلاص کا لفظ سب نے سُنا ہوگا مگر اسکو اپنے اندر پیدا کرنے کی کسی کو فکر نہیں ہم لوگ بھی اپنی حالت کو غور کر کے نہیں دیکھتے کہ ہم میں کیا کمی ہے اِخلاص اتنی ضروری شی (چیز) ہے کہ عبادت تک اسکے بغیر معتبر نہیں جب عبادت کیساتھ اخلاص کا ہونا ضروری ہے تو اس سے اخلاص کی عظمتِ شان اور زیادہ معلوم ہوگئی کہ عبادت جیسی چیزیں بھی بدوں (بغیر) اسکے ہیچ (کچھ بھی نہیں) ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو عمل کیساتھ باطن کی بھی خبر ہے وہ سب کے باطن کو بھی دیکھ رہے ہیں کہ کس میں اخلاص ہے اور کس میں نہیں، محض علم پر ناز نہ کرنا، کیونکہ یہ علم تو شیطان اور بلکہ بلعم باعور کو بھی حاصل تھا۔

شیطان بقولِ مشہور ملائکہ (فرشتوں) کا معلّم (استاذ) بھی تھا اور بلعم باعور اپنی قوم کا واعظ بھی تھا اور دونوں شخص علم کیساتھ عمل ظاہر کے بھی جامع تھے بڑے عابد اور جفاکش مجاہدہ کرنے والے تھے مگر انکے باطن میں اِخلاص اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت پوری نہ تھی اسلیئے یہ علم وعمل سب بے کار ہو گیا۔ (تحفۃ العلماء جلد ا صفحہ ۱۴۶)

اِخلاص کی علامت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ نے اخلاص کی ایک علامت لکھی ہے وہ یہ کہ جو کام تم کر رہے ہو اگر کوئی دوسرا اُس کام کا کرنے والا تم سے اچھا اس بستی میں آجائے اور وہ کام ایسا ہو جو علی العین واجب نہ ہو جیسے مسجد و مدرسہ کا اہتمام یا وعظ کہنا پیری مریدی کرنا کسی نیک کام کیلیئے چندہ کرنا وغیرہ وغیرہ تو تم کو اُسکے آنے کی خوشی ہو رنج نہ ہو بلکہ تم خود لوگوں کو اس کے پاس بھیجو کہو ہاں جاؤ وہ مجھ سے بہتر ہیں اور سارا کام خوشی کیساتھ دوسرے کے حوالہ کر کے خود ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤ اور دل میں خدا کا شکر کرو کہ اُس نے ایسے آدمی کو بھیج دیا جس نے تمہارا بوجھ بٹا لیا اگر یہ حالت ہو تب تو واقعی تم مخلص ہو مگر اب تو کسی عالم کی بستی میں کوئی دوسرا چلا آئے جسکی طرف عوام کا رُجوع ہونے لگے تو جلتے مرتے ہیں اور دِل سے یہ چاہتے ہیں کہ اس شخص سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جس سے عوام بدگمان ہو جائیں اور اس کو چھوڑ دیں۔ سمجھتے ہیں کہ بس تمام لوگوں کو ہماری ہی طرف رجوع کرنا چاہیئے کسی اور کی طرف رخ بھی نہ کرنا چاہیئے اس حالت میں تم ہرگز مخلص نہیں ہو بلکہ اِخلاص سے مفلس ہو۔

(تحفۃ العلماء جلد صفحہ ۱۴۷)

اِخلاص کی تین علامتیں

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اخلاص کی تین علامتیں ہیں۔

(۱)....لوگوں کی طرف سے تعریف و مذمت یکساں معلوم ہو۔

(۲)....اعمال کے ظاہر سے نظر اُٹھ جائے۔

(۳)....اعمال کا ثواب صرف آخرت میں مطلوب ہو۔ (التبیان صفحہ ۲۸)

اہل اللہ کی صحبت

کسی اللہ والے سے اِصلاحی تعلق قائم کرکے اپنی اِصلاح کی کوشش کریں، دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کریں، گناہوں سے اور گناہوں والی مجلسوں سے دُور بھاگیں (ان شاء اللہ) آپکے کردار کی خوشبو سے پوری درسگاہ معطر ہوجائیگی اور کوئی طالب علم بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گا (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے ابومعاویہ محمود کوئی غفرلہٗ) یقین فرمائیں کہ ہمارے دل میں چھپے ہوئے اچھے خیالات اور رات کے اندھیرے میں کئے جانے والے اعمال کے اثرات اتنے واضح اور روشن ہوتے ہیں کہ اندھوں کو بھی دکھائی دیتے ہیں (اور) یہی حال بُرے خیالات اور اعمالِ (بد) کا بھی ہے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۰۴)

📖 ....حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحبت صالح کی مثال ایسی ہے جیسے عطار کی صحبت۔ یا تو تم اس سے عطر خرید لوگے یا وہ خود تمہیں دے دیگا ورنہ جتنی دیر تک وہاں رہوگے خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔

(تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

📖 ....حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا علم ہمیشہ باقی اور تازہ رہے اور اسمیں دن رات اضافہ ہو تو تم کو چاہیئے کہ اپنے اندر عمل پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ فرمایا کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی پیر کامل اور شیخ کامل کی صحبت اختیار کی جائے اور اس سے اپنی اصلاح باطن کروائیں۔

(تحفۃ المدارس جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

📖 ....جب کوئی شخص کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے گا تو اسکو اس بزرگ کی صحبت کی برکت سے ایک قسم کی مناسبت ہوجائیگی اور وہ مجاہدہ کرکے اپنی اصلاح کیلئے آمادہ ہوجائیگا۔

(تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

📖 ....فراغت کے بعد طلباء اِلتزاماً محققین اہل اللہ کی خدمت میں حسبِ گنجائش قیام کریں۔ اور ان سے عملاً آداب و اخلاق سیکھیں اور انکی صحبت سے برکت حاصل کریں۔ اور چندے (کبھی کبھی) انکی خدمت میں آمدورفت رکھیں جس سے نسبتِ باطنہ ایک گونہ راسخ ہوجائے۔ (تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۳۴۵)

📖 ....حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کتبِ درسیہ کی فراغت کے بعد آپ کے ذمہ واجب العمل ہے کہ اگر ظاہری علوم کی تحصیل میں دس سال ختم کئے تو باطن کی درستی میں فی الحال سال، ایک ماہ ہی خرچ کردیجئے یعنی کم سے کم دس مہینہ ہی کسی کامل کی خدمت میں صرف کیجئے اور اسکے ارشاد کے مطابق عمل

کیجئے۔ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اس کی برکت سے دولتِ خشوع عطا فرماتے ہیں اور علم کا اثر قلب کے اندر پیوست ہو جاتا ہے۔ لیکن اس پر اسی وقت عمل کرنا مناسب ہے کہ جب کتبِ درسیہ سے فراغ ہو چکے اور اساتذہ ادھر متوجہ ہونے کی اجازت دے دیں۔

فائدہ... اگر اساتذہ ختمِ درسیات کے بعد بھی چندروز تک درسیات ہی میں مشغول رہنے کا حکم فرمائیں تو ان کے ارشاد پر عمل کرے اور جب تک کافی مناسبت نہ ہو جائے اس وقت تک درسیات ہی میں مشغول رہے اور جب تک کافی مناسبت نہ ہو جائے تو چندروز کسی کے پاس رہ کر اصلاحِ باطن کرے، اور پھر درس تدریس کا شغل بھی جاری کر دے۔

تنبیہ.... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء اکثر درس میں مشغول رہتے ہیں مگر اس طرف توجہ نہیں کہ باطن کی اصلاح کریں گو درس وتدریس بھی بڑی عبادت ہے مگر اس کی بھی تو ضرورت ہے بلکہ خود درس وتدریس وغیرہ سب کچھ ان ہی اعمال ماموربہا کیلئے کرایا جاتا ہے۔ (تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

فائدہ... حضرت شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے تھے اہل اللہ کی صحبت کو میں فرضِ عین قرار دیتا ہوں کیونکہ اصلاحِ نفس بدون صحبتِ اہل اللہ کے عادۃً محال (مشکل) ہے اور جب اصلاحِ نفس فرض ہے تو مقدمہ فرض کا بھی فرض ہوتا ہے بھلا فرض کا موقوف علیہ کیونکر فرض نہ ہوگا۔ (مجالسِ ابرار صفحہ ۷۳)

📖... حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں بزرگوں سے تعلق بڑی نعمت ہے لوگ اس کی قدر نہیں کرتے مجھ کو تو اسلئے بھی اس کی خاص قدر ہے کہ میرے پاس تو سوائے بزرگوں کی دعاء کے اور کچھ ہے نہیں، نہ علم ہے نہ عمل ہے۔ اگر ہے تو صرف یہی ایک چیز ہے۔

تنبیہ.... آجکل پڑھنے پڑھانے والوں کو اس طرف توجہ ہی نہیں کہ کسی بزرگ کی خدمت میں جا کر رہیں۔

یاد رکھیئے جو عالم مدرسہ سے فارغ ہو کر خانقاہ میں نہ جائے (یعنی اپنی اصلاح نہ کرائے) وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص وضو کر کے اسی پر قناعت کرے اور نماز نہ پڑھے۔ محض پڑھنے پڑھانے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اہل اللہ کی صحبت میں نہ رہے۔

تنبیہ.... ہم نے ایک آدمی کو بھی ایسا نہیں دیکھا کہ درس اور کتابی اعتبار سے پورا عالم ہو اور صحبت یافتہ نہ ہو اور پھر اس سے ہدایت ہوئی ہو اور ایسے بہت دیکھے ہیں کہ شین اور قاف بھی انکی درست نہیں یعنی کتابی اور درسی علم حاصل نہیں لیکن صحبت حاصل ہو جانے کی برکت اور فیض سے دین کی خدمت کرتے ہیں پس

نرا علم شیطان اور بلعم باعور کا سا علم ہے۔ (تحفۃ المدارس جلد۲ صفحہ ۳۴۷)

.... حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں طلباء کو وصیت کرتا ہوں کہ نری درس وتدریس پر مغرور نہ ہوں اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظر عنایت پر اس کا اِلتزام اِہتمام سے رکھیں۔

(تحفۃ المدارس جلد۲ صفحہ ۳۴۷)

یومیہ تلاوت کا معمول

حضرات سلف صالحین رحمۃ اللہ قرآن کریم کی تلاوت سے کسی وقت اور کسی حالت میں بھی نہ اکتاتے تھے :رات ہو خواہ دن نیز حضر ہو یا سفر، صحت ہو خواہ بیماری۔

قرآن کے ختم تلاوت کی مدت میں انکی عادات مختلف تھیں۔

بعض حضرات دو ماہ میں، بعض ایک ماہ، بعض دس ماہ یا آٹھ یا چھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو دن میں ختم کرتے تھے اور اکثر حضرات سات روز میں ختم کرتے تھے (بہتر یہ ہے کہ ختم قرآن میں چالیس دن سے زیادتی نہ ہو اور تین دن سے کمی نہ ہو)۔

بعض اسلافؒ ایک دن رات میں ختم کیا کرتے تھے اور انہی میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن جبیرؒ حضرت مجاہدؒ اور حضرت شافعیؒ ہیں۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۲۱۳، ۵۸۰ ملتان/ حاصل پور صفحہ ۱۳۸/ صفحہ ۳۴۲ حاصل پور)

.... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہینہ میں ایک قرآن شریف (لازمی) پڑھا کرو۔

ایک اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ چالیس راتوں میں ایک قرآن پڑھا کریں۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۷ ملتان/ صفحہ ۳۳۶ حاصل پور)

.... حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک مہینے میں ایک قرآن پڑھا کرو میں نے عرض کیا مجھ میں زیادہ کی طاقت ہے فرمایا تو پھر تین دن میں ایک ختم کیا کرو۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۷ ملتان/ صفحہ ۳۳۷ حاصل پور)

.... حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں وفدِ ثقیف میں مدینہ منورہ آیا، تو میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ آپ حضرات قرآن مجید کے حصے کیونکر (کس طرح) کرتے ہیں؟ فرمایا ہم سات حصے کرتے ہیں۔ تین سورتیں (فاتحہ کے علاوہ بقرہ، آل عمران، نساء)

●.. پانچ سورتیں (مائدہ تا آخر توبہ) ●.. سات سورتیں (یونس تا نحل) ●.. نو سورتیں (بنی اسرائیل تا فرقان)
●.. گیارہ سورتیں (شعراء تا یٰسٓ) ●.. تیرہ سورتیں (والصّٰفّٰت تا حجرات) ●.. ایک منزل (۶۵) مفصّل سورتوں (قٓ تا ناس)

فائدہ.... ہفتہ میں ایک ختم قرآن کا معمول بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و متعدد تابعین کا تھا چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اور تابعین میں سے حضرت عبداللہ بن یزیدؒ، حضرت علقمہؒ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کا عام اور اکثری معمول یہی تھا۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۸ ملتان / صفحہ ۳۳۷ حاصل پور)

تلاوت میں ترتیل وتدبّر

حضرت ابو جمرہؒ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں بہت تیز تلاوت کرتا ہوں اور تین راتوں میں پورا قرآن ختم کر لیتا ہوں فرمایا میں ایک رات میں صرف سورۂ بقرہ تلاوت کروں اور اس میں خوب غور و فکر اور اطمینان و ٹھہراؤ اختیار کروں یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ تمہاری طرح جلد جلد قرآن کریم کی تلاوت کروں۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۰۳۵ ملتان / صفحہ ۵۳۸ حاصل پور)

تلاوت کا حق

قرآنِ عظیم کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ تلاوت میں زبان و عقل اور دِل تینوں شریک ہوں پس زبان کا حصہ حروف کی تصحیح، عقل کا حصہ معانی و مطالب کی تفسیر اور دِل کا حصہ اِطاعت و نصیحت پذیری اور اَثر گیری و خوفِ خداوندی ہے سو زبان حروف کو صحیح طور پر ادا کرے اور عقل معانی کی تفسیر کرے اور دِل نصیحت قبول کرے یہ تلاوت کا حق ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۹ ملتان صفحہ / ۱۲۳ حاصل پور)

تلاوتِ قرآن کا آخری درجہ

ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہیئے کہ روزانہ تلاوت قرآن مجید کا معمول بنائے حفظ ہو یا ناظرہ کم از کم ایک پارہ ہو ورنہ جتنا طبیعت چاہے اور بالکل نہ پڑھنا بدبختی اور بدنصیبی کی بات ہے۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

قرآن مجید بھول جانے پر سخت وعید

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایسے قاری پر سخت غصہ آتا ہے جو موٹا ہو اور قرآن پاک بھول گیا ہو۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ عالم کو گناہ کی وجہ سے علم بھول جاتا ہے۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۰۵۴ ملتان/صفحہ ۵۴۸ حاصل پور)

📖 .... حضرت ضحاک بن مزاحمؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید حفظ ہو جانے کے بعد جس کسی کو بھی بھولا ہے اس کا سبب اُس کا کوئی نہ کوئی ایسا گناہ ہوتا ہے جس کا اُس نے ارتکاب کیا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارا اپنے ہاتھوں کے کرتوت ہی کی وجہ سے پہنچتی ہے'' اور قرآن مجید بھول جانا سب سے بڑی مصیبت ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۰۵۴ ملتان/صفحہ ۵۴۸ حاصل پور)

تلاوت میں سُستی کرنے والا

قرآن شریف کی منزل میں سستی کرنے والا حافظ دنیا میں رزق کی تنگی میں مبتلا ہوگا اور آخرت میں نابینا کر کے اُٹھایا جائیگا۔

جمع الفوائد میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ''قرآن بھول جانے والا حافظ قیامت کے دِن کوڑھی ہو کر حاضر ہوگا''۔ نقل کر کے حضرت رزینؒ کی روایت سے آیاتِ ذیل کو اس کی دلیل بنایا ہے: اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (سورۃ طٰہٰ) اگر تم چاہو تو اس کی دلیل کیلئے یہ آیتیں پڑھ کر دیکھ لو ''جو شخص ہمارے ذکر یعنی قرآن سے اِعراض کرتا ہے اسکی زندگانی تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے (کوڑھی بھی اندھے کے حکم میں ہے) وہ عرض کریگا یارب! میں تو بینا تھا نابینا کیونکر اُٹھایا؟ ارشاد ہوگا اسلیئے کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا تو آج تو بھی اسی طرح بھلایا جا رہا ہے یعنی تیری کوئی اعانت نہیں۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۱۶/صفحہ ۷۹ حاصل پور/فضائل قرآن صفحہ ۶۷)

باب دوم

تجوید کی اہمیّت

نبی کریم ﷺ کے فرائضِ نبوّۃ میں سے ایک فرض تلاوتِ قرآن بھی ہے یعنی قرآن مجید کے الفاظ کو صحیح طور پر پڑھا جائے تاکہ نزولِ قرآن کا مقصد پورا ہو کیونکہ بغیر لفظ کے معنیٰ بن ہی نہیں سکتا تو جب لفظ ہی صحیح نہ ہو تو معنیٰ چہ دارد؟

نبی علیہ السّلام نے خود ترتیل و تجوید کے مطابق تلاوت فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ترتیل و تجوید والی کیفیتِ ادا کے مطابق پڑھایا اور سکھایا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعینؒ کو تابعینؒ نے تبع تابعینؒ کو اداءِ نبوی ﷺ کے مطابق پڑھایا اور وہ سلسلہ چلتا ہوا آج ہمارے تک پہنچا ہے۔

حضرت امامِ جزریؒ نے فرمایا لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا یعنی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ترتیل و تجوید والی کیفیت کیساتھ نازل فرمایا ہے اور آج ہمارے پاس بعینہٖ اداءِ نبوی ﷺ کیساتھ پہنچا ہے۔ (کتبِ تجوید)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا یعنی اے پیغمبر ﷺ قرآن مجید کو صحیح صحیح اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور یہ اِسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کیساتھ پڑھا جائے۔ چنانچہ تفسیرِ بیضاوی میں وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر جَوِّدِ الْقُرْاٰنَ تَجْوِيْدًا سے کی گئی ہے یعنی قرآن مجید کو تجوید سے ہی پڑھو۔ (معلم التجوید صفحہ ۵۱/ المقدمۃ الشریفیہ شرح مقدمۃ الجزریہ صفحہ ۱۲۹)

📖 ....حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیتِ کریمہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر میں یہ منقول ہے اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید (نہایت عمدگی) کیساتھ ادا کرنے اور وقف کا محل اور اسکا طریقہ پہنچاننے کا۔ (معلم التجوید صفحہ ۵۱/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۲۷)

📖 ....تجوید نام ہے قرآن مجید کی صحتِ لفظی اور اِسکے اُس خالص عربی تلفظ کا جسکے موافق مُہبطِ قرآن حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسکے الفاظ کو ادا فرمایا کرتے تھے۔ (المقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۱۲۷)

ترتیل کی تفسیر

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ وحضرت استاذ الاساتذہ مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس آیۂ کریمہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کی تفسیر میں یہ منقول ہے اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کا محل اور اس کا طریقہ پہچاننے کا۔

(معلّم التجوید صفحہ ۵۱ / التقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۱۲۹ / العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۲۷)

تجوید کے لغوی معنیٰ

تجوید کے لغوی معنیٰ ہیں اَلْاِتْیَانُ بِالْجَیِّدِ یعنی کسی کام کے عمدہ کرنے اور سنوارنے کے ہیں اور مجوّدین کی اصطلاح (بول چال) میں تجوید کی تعریف یہ ہے یعنی حرفوں کو ان کے مخارجِ مقررہ سے مع جمیع صفاتِ لازمہ اور عارضہ کے بغیر کسی تکلیف کے آسانی کیساتھ ادا کرنا آسکے۔ (معلّم التجوید صفحہ ۴۸)

📖 ....ترتیل کے لفظی معنیٰ کلمہ کو سہولت اور استقامت کیساتھ منہ سے نکالنے کے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن میں جلدی نہ کریں بلکہ ترتیل وتسہیل کیساتھ ادا کریں اور ساتھ ہی اس کے معانی میں تدبّر وغور کریں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید صاف پڑھنا مطلوب نہیں بلکہ ترتیل مطلوب ہے۔ جس میں ہر کلمہ صاف صاف اور صحیح ادا ہو نبی کریم ﷺ اسی طرح ترتیل فرماتے تھے۔

(معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۵۹۰ / کراچی)

📖 ....ہر مسلمان کو (مرد ہو یا عورت) اسکی فکر تو فرضِ عین اور ضروری ہے کہ قرآن کریم کو صحتِ لفظی (ترتیل وتجوید) کے ساتھ پڑھنے اور اولاد کو پڑھانے کی کوشش کرے اور پھر جس قدر ممکن ہو سکے معانی اور احکام کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی فکر میں لگا رہے، اور اسکو اپنی پوری عمر کا وظیفہ بنائے۔

(معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۵۹ / کراچی)

فائدہ....ہر مسلمان کیلئے تعلیمِ قرآن کی فکر وطلب فرضِ عین ہے اس پر واجب اور فرض ہے کہ اوّلاً قرآن بالتجوید یعنی صحتِ لفظی کیساتھ پڑھنے کی کوشش کرے اولاد اور خویش واَقارب کو پڑھانے کا انصرام واہتمام کرے اور پھر جس قدر بھی ممکن ہو اسکے معانی ومفہوم میں جدّ وجہد کرتا رہے اور حتی الامکان تادمِ آخر (موت تک) عمل کرتا رہے۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۱۸)

علمِ تجوید کی فضیلت

یہ علم تمام علوم سے اشرف وافضل ہے اسلئے کہ اس کا تعلق تمام چیزوں سے اشرف یعنی کلام اللہ کے الفاظ کیساتھ ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۵۰)

تجوید سیکھنا فرض ہے

مرشدِ حضرت تھانویؒ فرماتے (کہ) میں کہتا ہوں کہ تجوید کا سیکھنا فرض ہے کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے جس کا عربی میں پڑھنا فرض ہے اور عربیت کے موافق صحیح تلفظ بدونِ تجوید کے نہیں آسکتا (تو) تجوید کا سیکھنا فرض ہوا۔

تنبیہ...صاحبو! افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف اسلئے توجہ نہیں کہ اسمیں بظاہر کوئی نفع نہیں اگر آج ملازمت کیلئے یہ قانون ہوجائے کہ جس کا قرآن مجید باقاعدہ صحیح ہوگا اس کو ملازمت دی جائے گی، تو آج یہ سارے بی، اے، ایم اے (والے) قاری ہوجائیں ہم لوگ دنیا (کے نفع) کیلئے سب کچھ کر لیتے ہیں۔

(اشرف الجواب صفحہ ۲۹۴)

تنبیہ....ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ ہمیشہ (قرآن مجید) پڑھتے بھی ہیں مگر اسکی تصحیح کی طرف توجہ نہیں فرماتے کوئی صاحب ضاد کو صاف مخرج ظا سے ادا کرتے ہیں اور کوئی صاحب، مخرج دال سے، ثا، سین اور صاد میں ان کے نزدیک کوئی فرق ہی نہیں حالانکہ اس سے (یعنی غلط پڑھنے کی وجہ سے) بعض دفعہ معنیٰ میں فساد ہوجاتا ہے۔

تنبیہ....نہایت افسوس سے کہا تا ہے کہ اس کوتاہی میں اہلِ علم (علماء) کا نمبر غیر اہل علم سے کچھ بڑھا ہوا ہے حتیٰ کہ ایک صاحب سورۃ الناس میں مِنَ الْجِنَّهِ وَالنَّاسِ کو اس طرح پڑھتے تھے مِنَ الْجِنَّاتِ وَالنَّسُ پس کتنی بڑی تباہی کی بات ہے؟ اس صورت میں حرفوں کی تصحیح کرنا اور اس کے مطابق تلاوت کرنا واجب علی العین (یعنی فرضِ عین ہے غلط سلط پڑھنے کی صورت میں قرآن مجید کی عربیت ہی باقی نہیں رہتی: اور قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے پس اسکے یعنی تجوید کے) نہ رہنے سے قرآن نہ رہے گا پس تجوید کی ضرورت میں کیسے اِشتباہ (شبہ) ہوسکتا ہے؟

ہر زبان کی صحت اسکے طرز ادا پر موقوف ہے۔ (اصلاح انقلاب اُمت حصہ اوّل صفحہ ۴۰)

ضروری مشورہ.... مرشدِ تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اگر ماہر (قاری) کو تلاش کر کے ایک گھنٹہ روزانہ مشق کیلئے نکالا جائے تو روزانہ ایک حرف کی ضرور مشق ہو سکتی ہے جن میں (شہری اور سمجھدار لوگوں کیلئے) ایک ہفتہ اور دیہاتی (گاؤں کے رہنے والوں کیلئے دو ہفتہ کی مدت) کافی اگر احتیاطاً اس سے دونی (دوگنی) مدّت لی جائے تو (شہری لوگوں کیلئے آدھا اور دیہاتیوں کیلئے) ایک مہینہ زیادہ سے زیادہ خرچ ہوگا تو کیا دین کی اتنی بڑی ضرورت کیلئے اپنی اتنی بڑی عمر میں سے اتنا حصّہ (وقت) بھی نہیں دے سکتے ہو؟ (یہ) کتنا بڑا غضب اور ستم (ظلم) ہے؟۔ (اِصلاحِ انقلاب اُمت حصہ اوّل صفحہ ۴۰، ۴۲/عمادالدین صفحہ ۱۴۷)

📖.... قرآن مجید کے حروف کا اس حد تک صحیح کہ اس سے حروف میں گھٹاؤ، بڑھاؤ، تبدیلی اور اِعراب کی غلطی پیدا نہ ہو اور قرآن مجید کے معانی نہ بگڑیں اور ہر حرف دوسرے سے ممتاز اور نمایاں اور مستقل معلوم ہو ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے۔

● .. مرد ہو یا عورت .. ● .. عربی ہو یا عجمی .. ● .. احمر ہو یا اسود .. ● .. نماز کے اندر ہو یا باہر .. ● .. حفظ پڑھے یا ناظرہ .. ● .. تھوڑا پڑھے یا زیادہ .. ● .. مجمع میں پڑھے یا اکیلے بہر صورت ہر وقت اور ہر ہر حالت میں اس حد تک قرآن مجید کا مجوّد اور صحیح پڑھنا فرضِ عین ہے اور غیر صحیح طریق پر تلاوت کرنے والا مرتکبِ حرام و گنہگار ہے اور اسکی ضرورتِ فرضیّت کا منکر سخت گنہگار ہے۔ (کمال الفرقان صفحہ ۸)

حروفِ قرآنیہ کی اداء

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بیشک جس طرح قرآن مجید کے الفاظ اور اس کا رسم الخط محفوظ ہے بعینہٖ اسی طرح اُمّت کے پاس حروفِ قرآنیہ کی اداء اُور ان کا تلفّظ بھی موجود ہے اور اس بات کی قطعاً اجازت نہیں کہ جو شخص جس طرح چاہے قرآن مجید کے حروف و کلمات کو ادا کرے بلکہ وہی ادا صحیح اور معتبر سمجھی جائے گی جو نبی کریم ﷺ کے عمل (اداء) سے ثابت ہے۔

جس طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تلاوت فرمائی اور جس طرح قرآن مجید کے وہی معانی و مطالب صحیح سمجھے جائیں گے جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں، اِسی طرح قرآن مجید کے الفاظ کی اداء بھی وہی معتبر ہوگی جو نبی کریم ﷺ کی اداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلاوت میں مرعی (رعایت کی جاتی) تھی۔

(معلم التجوید صفحہ ۳۶)

📖.... ایک حدیث میں ہے کہ: سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے پڑھنے والے نے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ (سورۃ توبہ) کو بغیر مد کے پڑھا تو

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے رسول اللہ (ﷺ) نے اس طرح نہیں پڑھایا تو اُس شخص نے عرض کیا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے آپکو کس طرح پڑھایا تو پھر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے **لِلْفُقَرَآءِ** پر مَدّ کیا یعنی اپنی آواز کو خوب دراز کیا یہ مَدّ، مَدّ (متصل) کیلئے دلیل اور حُجّت ہے۔

(بحوالہ کتبِ تجوید کثیرہ)

تنبیہ.....استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دیکھو صرف ایک مَدّ کے چھوڑنے پر یہ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا یہاں سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بہت سے حروف کو بھی غائب کر دیتے ہیں مَدّ کا تو ذکر ہی کیا ہے نیز حروف کے صحیح کرنے کو ایک بے فائدہ کام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو وقت ضائع کرنا ہے یہ صراحۃً نبی کریم (ﷺ) کے ارشاد کی خلاف ورزی ہے جس پر سخت وعید آئی ہے۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۳۰)

تنبیہ.....حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو ایسا ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ قرآن مجید کو اس طرح پڑھنا چاہیئے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے اور نبی اکرم (ﷺ) نے تعلیم فرمایا ہے اور مسلسل ثِقہ اساتذہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے اسمیں غفلت کرنا دَغا لِکتاب اللہ ہے۔ (عذار القرآن صفحہ ۱۳۵)

کوشش کرنا واجب ہے

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو صحیح پڑھ سکنے کیلئے اس وقت تک کوشش کرتے رہنا واجب ہے جب تک کہ الفاظ صحیح ادا کر سکنے کی امید نہ ہو جائے۔ فقہاء کرامؒ نے اس بات کو پوری وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہے کہ صحتِ نمازِ کیلئے قرآن مجید پڑھنا ضروری ہے۔ (معلّم التجوید صفحہ ۵۵)

تنبیہ.....اگر کوئی شخص تصحیح حروف کی کوشش نہیں کریگا اور حروفِ قرآنیہ کو غلط سلط ہی ادا کرتا رہے گا تو گنہگار ہوگا اور اسکی نماز نہ ہوگی ہاں اگر ایک شخص تصحیحِ حروف کی اِمکان بھر کوشش کرتا ہے لیکن پھر بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا تو وہ معذور ہے۔ (معلّم التجوید صفحہ ۵۵)

.....جزریٔ وقت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو حروف کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہ ہو اس پر فرض ہے کہ رات کی ساعتوں اور دِن کے حصّوں میں (اکثر اوقات) حروف کو صحیح کرنے میں محنت کرتا رہے پس اگر کسی کو کوشش کے باوجود حروف کی دُرستی مُیسّر نہ آئے تو وہ اس بارے میں معذور ہے اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ اس نے اپنی طاقت بھر کوشش خرچ کر ڈالی۔

(العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۳۱/ فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۱۴۔ ملتان/ صفحہ ۲۰۱ حاصل پور)

....اگر کوئی شخص کسی مجبوری سے پورا کلام اللہ صحیح نہیں کرسکتا تو کم ازکم مابقدر ما تجوز به الصلوٰة هی ترتیل حاصل کرے اِس لئے کہ نماز میں قراءتِ قرآن فرض ہے اور قرآن ترتیل کیساتھ پڑھنا فرض ہے لہٰذا ہر شخص کیلیے اتنا فرض ہے کہ جتنا زبان سے قرآن ادا کرے وہ صحیح ہو۔

(تنویر المراء ت صفحہ ۳۲)

خلطِ معنٰی کا مطلب

قواعدِ تجوید سے پڑھنا قرآن مجید پڑھنا فرض ہے گو قواعدِ تجوید کو پڑھنا فرض نہیں، مگر قواعدِ تجوید سے تمام قواعد مراد نہیں بلکہ اس حد تک خلطِ معنٰی لازم نہ آئے۔

خلطِ معنٰی ایک وسیع مفہوم ہے خلطِ معنٰی میں یہ بھی ہے کہ غلطی کی وجہ سے آیتِ قرآنی کا مفہوم مرادِ الٰہی کے بالکل برعکس ہو جائے مثلاً وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا (یعنی ہم اہلِ جنت کو نہایت گھنے سایہ میں داخل کریں گے) اہلِ جنت کے حق میں ہے اگر ظـ کو ذال سے بدلا جائے تو نہایت قبیح معنٰی پیدا ہو جاتے ہیں کہ ہم اُنہیں ذلّت (کی جگہ یعنی جہنم) میں داخل کریں گے۔ نعوذ باللہ

(الجواهر النّقيّه شرح المقدّمة الجزريّه صفحه ۷۳)

اُمّی کا حکم

امّی کا حکم یہ ہے کہ قرآن مجید میں صحیح پڑھنے کا ارادہ کرے اگر زبان سے لفظ غلط سلط نکلے تو مجبورًا فقہاء کرام نے فتویٰ اسکی نماز کے جواز کا دیا ہے۔

جواز کا مطلب

شیخ القراء حضرت قاری محمد اسمٰعیل پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جواز کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ رَوایاتِ معذور سُن کر تلاشِ استاذ اور فکرِ تعلیم ہی چھوڑ بیٹھے اگر ایسا کیا تو وہ شخص بلا شک خائن کتاب اللہ میں اور مُخرِب قرآن (قرآن مجید میں گڑبڑ کرنے والا) ہے اسکی نماز ہرگز جائز نہیں حاصل یہ ہے کہ جیسے نماز بدون (بغیر) ادائے اَرکان تکبیر، قیام قراءت، رکوع وسجود اور قعدہ کے باطل ہے ایسے ہی قراءتِ قرآن بلا تجوید یعنی منزل من اللہ کے خلاف باوجود قدرت وطاقت تصحیح کے ہو، باطل ہے تو ایسے ہی بغیر قراءتِ قرآن صحیح کے نماز بھی باطل ہے مگر تین شخص تصحیح سے مستثنیٰ ہیں۔

(۱)....امّی قبل التّعلیم (جو بالکل ان پڑھ ہو)۔

(۲)....معذور قبل التعلیم اور بعدِ تعلّم کے (جو تعلیم سے پہلے بھی قدرت نہ رکھتا ہو اور سیکھنے کے بعد بھی عاجز ہو)۔

(۳)....معذور معدوم الاستاذ (ایسا شخص جس کو تعلیم کا ماحول اور استاذ نہ مل سکا ہو) سوائے ان تینوں کے اور کوئی وجوبِ تجوید سے خارج نہیں ہوسکتا بلکہ عذر رفع ہونے کے بعد یہ بھی ماخوذ ہیں (یعنی قابلِ مؤاخذہ ہیں)۔ (عِذارُ القرآن صفحہ ۱۳۴)

تجوید کی رعایت نماز اور غیر نماز میں

امامِ فن حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو تجوید کیساتھ پڑھنا ہر حال میں ضروری ہے خواہ تلاوت نماز میں کی جائے یا غیر نماز کی حالت میں پڑھا جائے خواہ از خود قراءت کی جائے یا کوئی سننے والا بھی ہو ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ نماز میں تو قواعدِ تجوید کی رعایت کرلی اور غیر نماز کی حالت میں غلط سلط جس طرح چاہا پڑھ لیا۔

تنبیہ....بعض لوگوں کو یہ بے اِعتنائی (بے پروائی) برتتے دیکھا گیا ہے جب لوگوں کے رُو برو پڑھتے ہیں یا جہری نمازوں میں قراءۃ کرتے ہیں تو خوب بنا سنوار کر اور تجوید کیساتھ پڑھتے ہیں لیکن جب اِنفراداً (فرض، واجب، سنت اور نفل) نماز پڑھتے ہیں اور خصوصاً سِرّی نمازوں میں تو صحیح حروف و تجوید کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے یہ بہت ہی لغو اور قبیح بات ہے۔ (التقدمة الشّریفیه صفحہ ۱۳۱)

تنبیہ....حضرت شاہ ابرار الحق ؒ فرماتے ہیں ہمارے یہاں حفاظ کرام کو جہری نماز ہو یا سِرّی ہو، خواہ فرض نمازوں کی امامت ہو یا تراویح پڑھانی ہو تو قراءت قواعدِ تجوید کی پوری پابندی کریں گے اور سِرّی نمازوں میں سب اصول ختم کردیتے ہیں کیا یہ قواعد صرف جہر کیلئے خاص ہیں؟ اگر یہ قرآن پاک کی عظمت کا حق ہے تو پھر ہر حالت میں اس کی رعایت ضروری ہے۔ (مجالس ابرار صفحہ ۱۴)

📖....حضرت مولانا قاری محمد اسمٰعیل پانی پتی ؒ فرماتے ہیں کہ قرآنِ حکیم کی صحیح ترتیل اور تلاوت پر موقوف ہے اور تمام عبادات کی سرتاج عبادت نماز ہے جس میں پانچ وقت روزانہ قرآن مجید پڑھنا پڑتا ہے پس جب قرآن مجید صحیح نہ ہو تو نماز دُرست نہ ہوئی اور عبادت اَکارت (ضائع) گئی ہماری مساجد میں اکثر امام ایسے ہوتے ہیں جو نا اَہل ہیں قرآن مجید غلط سلط پڑھ کر فرائض کو برباد کر رہے ہیں (اب بھی) وقت ہے کہ اس (ترتیل و تجوید) کی طرف توجہ دی جائے۔ (عِذار القرآن صفحہ ۸۴)

📖....مسلمانوں کو نماز میں روزانہ پانچ وقت قرآن مجید پڑھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کیلئے صحتِ تلفظ اور

اسکے متعلقات کا معلوم کرنا ضروری ہے اور تجوید کے بغیر قرآن کی تلاوت کرنا لحن کہلاتا ہے۔

(عذار القرآن صفحہ ۳۸)

📖 ....تمام اُمت کا اجماع ہے کہ بقدرِ ضرورت نماز میں قرآن شریف کا صحیح پڑھنا ہر شخص پر لازم ہے اسلیئے نماز میں قراءت قرآن فرض ہے اور قرآن تجوید کیساتھ پڑھنا فرض ہے۔ (عذار القرآن صفحہ ۳۸)

📖 ....قرآنِ حکیم کی صحیح ترتیل اور تلاوت پر موقوف ہے اور تمام عبادات کی سرتاج عبادت نماز ہے جس میں پانچ وقت روزانہ قرآن مجید پڑھنا پڑتا ہے پس جب قرآن مجید صحیح نہ ہو تو نماز دُرست نہ ہوئی اور عبادت اکارت (ضائع) گئی۔ (عذار القرآن صفحہ ۸۴)

(اگر قرآن مجید) ترتیل کے خلاف پڑھا گیا تو نماز نہ ہونیکا خوف ہے اسلیئے بعض مرتبہ غلطی سے معنٰی فاسد ہو جاتے ہیں جس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

📖 ....جیسا کہ کبیری شرح منیہ میں ہے کہ کسی شخص نے اَللّٰہُ الصَّمَدُ میں صاد کی جگہ سین پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی جو سجدہ سہو سے بھی نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ قرآن مجید صحیح نہ پڑھا جائے: تو جس قدر نماز میں قرآن مجید غلط پڑھا گیا اُسی قدر نماز میں بھی نقصان لازم آئیگا یا کسی نے ایسی غلطی کی نماز فاسد تو نہیں ہوئی کوئی عقلمند اس کو پسند نہ کریگا کہ تھوڑی غفلت سے عمر بھر کی نمازیں ناقص ہو۔ (تنویر المرات صفحہ ۳۱)

تنبیہ....ترتیل کے سیکھنے میں ہرگز کوتاہی اور غفلت نہ کرنا چاہیئے، ورنہ سمجھ لیں کہ ان کا عذر دُنیا اور آخرت میں نہیں چلے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ چاہے عمر بھر کی نمازیں ناقص ہو لیکن صحتِ صلوٰۃ کیلئے صحتِ قراءت میں کوشش نہ کی جائے۔ (تنویر المراءت صفحہ ۳۱)

حسرت اور افسوس

کتنی حسرت اور افسوس کا موقع ہے کہ قرآن شریف کی صحتِ الفاظ کی طرف کسی کو توجہ نہیں اور نہ اس کو کوئی ضروری سمجھتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز ہرگز نہ ہونا چاہیئے تھا قرآن شریف صرف معانی کا تو نام نہیں ہے۔

(ھدیۃ الوحید صفحہ ۴۰)

تنبیہ....افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اکثر قرآنی زبان جاننے والے فضلاء اور عربی علوم سے واقفیت رکھنے والے علماء بھی اس تغیر اعرابی اور تجوید کے خلاف پڑھتے ہیں کہ جس پر قرآن مجید کی صحتِ معانی کا مدار ہے مبتلا ہیں اور (وہ اسکی) پرواہ نہیں۔ (عذار القرآن صفحہ ۸۴)

📖 ....حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا بعض شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث کو بھی خانقاہ

تھانہ بھون میں قاعدہ پڑھنے کا حکم دیا گیا اور جمال القرآن کا رسالہ جو تجوید پر نہایت جامع رسالہ ہے پڑھنا پڑا۔

تنبیہ..... کسی شاعر کے کلام کو غلط پڑھ کر دیکھیئے کہ اسے کس قدر نا گواری ہوتی ہے اور یہ کلام پاک تو کلام رب العٰلمین اور کلام احکم الحاکمین ہے۔ (مجالسِ ابرار صفحہ ۱۳)

تنخواہ کا مستحق نہیں

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے امام جزریؒ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کوئی قرآن مجید کا استاذ ہو اور وہ تجوید کے خلاف غلط پڑھاتا ہو کیا وہ تنخواہ لینے کا حق دار ہے تو امامِ جزریؒ نے فرمایا وہ تنخواہ لینے کا مستحق نہیں۔

(العطایاالوھبیہ صفحہ ۱۳۰ /آدابِ تلاوت صفحہ ۳۷/عذار القرآن صفحہ ۳۸)

عذر قابلِ قبول نہیں

اللہ تعالیٰ نے جب ترتیل کا حکم ظاہر فرمادیا اور علماء وقراء ترتیل کا حکم بتلانے والے اور ترتیل کیساتھ کلام اللہ پڑھانے والے ہر زمانے میں موجود ہیں، تو نہ تو دنیا میں یہ عذر ہوسکتا ہے کہ ہم کو ترتیل کا ضروری ہونا معلوم نہیں اور معلوم بھی ہو تو کوئی سکھانے والا نہیں اور نہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر چلے گا۔

دنیا میں کوئی شخص تعزیر (قانون) کی خلاف ورزی کرکے اپنے حاکم کے سامنے یہ عذر نہیں کرسکتا کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ تعزیرات کی خلاف ورزی کرنے میں کوئی جرم اور سزا ہے اگر کوئی یہ عذر کرلے تو یہ قبول نہیں بلکہ بے وقوف بن کر سزا ضرور پاویگا۔ (تنویر المراءت صفحہ ۳۱/۳۲)

لفظ و معنیٰ

قرآن مجید لفظ و معنیٰ دونوں کا نام ہے پس معانی کی طرح الفاظ کی تصحیح بھی ضروری ہے (بلکہ الفاظ کی حیثیت تو پہلی ہے اور معانی کی دوسری کیونکہ معانی کا مدار صحتِ الفاظ پر ہے تو جب الفاظ ہی صحیح نہ ہوں گے تو معنٰی چہ دار؟ ابو معاویہ غفرلہٗ)

📖..... قرآن کریم کے خصائص واَسرار، معانی پر موقوف ہیں اور معانی کا مدار صحتِ کلمات پر ہے اور کلمات کی صحتِ، صحتِ حروف پر، اور حروف جب ہی صحیح ہوسکتے ہیں جبکہ مخارج وصفات صحیح ہوں ورنہ

مخارج یا صفاتِ لازمہ کے تغیر سے لفظ اپنی عربیّت سے نکلے گا اور لفظ کے عربیت کے سے نکلنے کیساتھ ہی معانی واسرار میں تغیر لازم آئیگا۔ (المجواھر النقیہ صفحہ ٧٦)

قواعدِ تجوید دو طرح کے ہیں

(اول وہ) جن کی پابندی کرنے سے حروفِ قرآنیہ کا تلفظ اُن خالص اور فصیح عربوں کے تلفظ کے موافق ہو جاتا ہے جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا تھا اور یہ بات حرفوں کو ان کے مخارجِ اصلیہ سے نکالنے اور ان کی صفاتِ لازمہ کا اہتمام کرنے سے حاصل ہوتی۔

دوسری قسم کے قواعد وہ ہیں جن کی رعایت رکھنے سے حُسن اور زینت آتی ہے جن کو اہلِ فن صفاتِ عارضہ یا مُحَسِّناتِ تجوید سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرضیت اور وُجوب کا تعلق صرف پہلی قسم کے قواعد کی پابندی سے ہے کیونکہ ان کا اہتمام نہ کرنے سے سِرے سے قرآن کی عربیّت فوت ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کی اس قدر تصحیح (کرنا) کہ اسکی عربیّت قائم رہے فرضِ عین ہے۔ (التقدمۃ الشریفیہ صفحہ ١٢٣)

مخارج اور صفات کا اہتمام

سب سے پہلے مخارج اور صفاتِ لازمہ کی خوب مشق کرلی جائے اور پھر صفاتِ عارضہ کی مشق کی جائے اکثر لوگ مخارج اور صفاتِ لازمہ کا اہتمام تو کرتے نہیں اور صفاتِ محسنہ عارضہ کے التزام کو ضروری سمجھتے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ صفاتِ عارضہ (غنہ، مد، اخفاء، وغیرہ) کی رعایت سے لہجہ اچھا بن جاتا ہے کیونکہ ان میں بعض صفات ایسی ہیں جن کی وجہ سے آواز میں ترنم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ غنہ اور مدّ وغیرہ۔ بخلاف صفاتِ لازمہ کے وہ چونکہ حروف کی ذات کیساتھ ہی ادا ہو جاتی ہیں اسلئے اُن (صفاتِ لازمہ) کو ترنم میں دخل نہیں لیکن تجوید اور ادا میں جو مرتبہ اور حیثیت مخارج اور صفاتِ لازمہ کی ہے وہ صفاتِ عارضہ کی نہیں اور اصل مقصودِ تجوید (مخارج اور صفاتِ لازمہ کی تحصیل کے ذریعہ سے) ہی ہے۔

(معلم التجوید صفحہ ١٠٧)

📖 .... ہر حرف ذات وصفات (مخرج وصفت) کے لحاظ سے کامل اور خالص فصیح عربی زبان کے موافق اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ ان دونوں (مخارج وصفاتِ لازمہ کی) باتوں کو ملحوظ رکھا جائے ورنہ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی پائی جانے سے رہ گئی تو دو خرابیوں میں سے ایک خرابی ضرور لازم آئیگی۔

☆ .... ایک حرف دوسرے سے بدل جائیگا۔

☆....حرف انتہائی ناقص (غیر مکمل) ادا ہوگا۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۰۵)

📖....علماءِ فن نے مخارج کو حروف کیلئے بمنزلہ میزان (ترازو) کے اور صفاتِ لازمہ کو بمنزلہ مَحَک (کسوٹی، باٹ) کے قرار دیا ہے کہ مخارج سے تو حرفوں کی کمّیت (مقدار، ناپ تول کی کیفیت) معلوم ہوتی ہے۔

☆....صفاتِ لازمہ کے ذریعہ حرفوں کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

☆....مخرج سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں حرف کتنا ہے۔

☆....صفت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ حرف کس طرح ہے آیا کھرا ہے یا کھوٹا (یعنی صحیح ادا ہورہا ہے یا غلط) اور کمالِ حرف یہی ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات دونوں ہی کے اعتبار سے کامل ادا ہو۔

(معلم التجوید صفحہ ۱۰۱)

📖....مخارج اور صفات کا جاننا اسلئے ضروری ہے کہ اگر ان کا اہتمام کرکے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو وہ تلاوت بلحاظِ تلفّظ عَرَبِ العَرَبا بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی تلاوت کے موافق ہوجاتی ہے۔

ایک شخص مخارج (اور صفات) کا علم تو حاصل کرلیتا ہے مگر کسی استاذ کے رُوبرُو مشق کرکے عملاً لفظوں کو ادا کرنا نہیں سیکھ لیتا تو ایسے علم سے بجز جاننے کے اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور ایسے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عمل بغیر علم کے نہیں آتا اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ علم سے مقصود عمل ہے محض علم جب تک اسکے موافق عمل نہ ہو اس سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا۔ (التقدمة الشريفيه صفحه ۴۵)

📖....جب کوئی شخص تلاوتِ قرآن سیکھنے کا ارادہ کرے تو اس (خصوصاً بڑی عمر والوں) کیلئے ضروری ہے کہ پہلے مخارج وغیرہ معلوم کرے پھر اسکے بعد انکی (یعنی علم تجوید کی) روشنی میں قرآن مجید حروف اور اسکے الفاظ کی ادائیگی کی مشق کرے۔

حضرت ملا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں ہمارے شیوخؒ کا یہی طریقہ رہا ہے کہ تجوید کے طلباء کو سب سے پہلے مخارج اور صفات کی روشنی میں حروفِ تہجی کی مشق کراتے تھے اور پھر الفاظ (مرکب) کی ادائیگی سکھاتے تھے جس سے ان کی تجوید مضبوط اور خوب پختہ ہوجاتی تھی۔ (التقدمة الشريفيه صفحه ۴۴)

مخارجِ حروف کا خلاصہ

(۱)....(پہلا) مخرج جوفِ دہن، اس سے الف. واو. یا مدہ ادا ہوتے ہیں۔

(۲)....(دوسرا) مخرج اقصٰی حلق، اس سے همزه اور ها نکلتے ہیں۔

(۳)....(تیسرا) مخرج وسطِ حلق، اس سے عین اور حا ادا ہوتے ہیں۔

(۴)......(چوتھا) مخرج ادنیٰ حلق، اس سے غین اور خا نکلتے ہیں۔
(۵)......(پانچواں) مخرج زبان کی جڑ اور اس کے مقابل اُوپر کا تالو اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔
(۶)......(چھٹا) قاف کے مخرج سے ذرا نیچے منہ کی طرف ہٹ کر اس سے کاف نکلتا ہے۔
(۷)......(ساتواں) مخرج بیچ زبان اور اس کے مقابل اُوپر کا تالو اس سے جیم، شین اور یاء غیر مدہ ادا ہوتے ہیں۔
(۸)......(آٹھواں) مخرج زبان کی کروٹ اور اُوپر کی ڈاڑھوں کی جڑیں اس سے ضاد نکلتا ہے۔
(۹)......(نواں) مخرج نوکِ زبان مع کچھ حافہ اور ثنایا رَباعی، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھے اس سے لام ادا ہوتا ہے۔
(۱۰)......(دسواں) مخرج ثنایا رَباعی اور انیاب کے مسوڑھے اور زبان کی نوک اس سے نون نکلتا ہے۔
(۱۱)......(گیارھواں) مخرج نوکِ زبان مع سرا پشتِ زبان اور ثنایا اور رَباعی کے مسوڑھے اس سے را ادا ہوتی ہے۔
(۱۲)......(بارھواں) مخرج ثنایا علیا کی جڑیں اور زبان کی نوک اس سے طا، دال اور تا نکلتے ہیں۔
(۱۳)......(تیرھواں) مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر کے کنارے اس سے ظا، ذال اور ثا ادا ہوتے ہیں۔
(۱۴)......(چودھواں) مخرج ثنایا علیا و سفلیٰ کے اندر کے کنارے اور زبان کی نوک اس سے صاد، سین اور زا نکلتے ہیں۔
(۱۵)......(پندرھواں) مخرج نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کی نوکیں اس سے فاء ادا ہوتا ہے۔
(۱۶)......(سولہواں) مخرج دونوں ہونٹ اس سے با، میم اور واو نکلتے ہیں۔ البتہ با، اور میم تو ہونٹوں کے ملنے سے ادا ہوتے ہیں اور واو غنچہ کی طرح گول ہونے سے۔
(۱۷)......(سترھواں) مخرج ناک کی جڑ اس سے غنہ ادا ہوتا ہے۔ (جمال القرآن، حاشیہ ایضاح البیان)

مخارج اور صفات باعتبار اداء



باعتبارِ مخرج......جوفِ دَہن یعنی منہ کے اندر کا خلا (امام خلیلؒ کے نزدیک الف کا مخرج جوفِ دہن ہے چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ماقبل اس کا زبر جبکہ امامِ فراءؒ اور امام سیبویہؒ کے نزدیک اس کا مخرج اقصیٰ حلق ہے)۔

باعتبار صفات.... اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات ۔ (کتبِ تجوید)

باعتبارِ اداء..... جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری، حرف نرم • اِستفال اور اِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(الف)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۷)

الف مدّہ.... اَلِفْ جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو ایک اَلِفْ کی مقدار برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں اس صورت میں اسکو اَلِفْ مدّہ کہتے ہیں کیونکہ مَدّ کے معنیٰ آواز کے دراز کرنے کے ہیں۔

تنبیہ.... اَلِفْ میں صفتِ مدّیت ایسی لازم ہے اگر وہ ادا نہ کی جائے تو حرف کی ذات ہی باقی نہیں رہتی۔ یہ غلطی عام طور پر شعبہ قاعدہ، ناظرہ اور حفظ کے طلباء میں پائی جاتی ہے اسلئے اس کی اِصلاح پر خصوصی توجہ دی جائے۔ (کتبِ تجوید)

الف ہوائیہ.... اَلِفْ کے ادا کے وقت اسکی آواز کہیں رُکتی نہیں بلکہ ہوا میں چلتی جاتی ہے اس صورت میں اسکو ہوائیہ کہتے ہیں۔

الف جوفیہ.... الف جوف یعنی منہ کے خالی حصہ سے ادا ہوتا ہے اسلئے اس کو جوفیہ کہتے ہیں۔ (کتبِ تجوید)

باعتبار تفخیم و ترقیق: الف تفخیم و ترقیق میں حرفِ ماقبل کے تابع ہے اور تمام اہلِ ادا کا اِس پر اتفاق ہے۔ (اَلْمُقَدِّمَۃُ الشَّرِیْفِیَّۃ صفحہ ۱۵۱)

📖.... الف اپنی ذات اور اپنے تلفظ میں مستقل نہیں یعنی جب تک اس سے پہلے کسی حرف کو نہ ملایا جائے یہ ادا نہیں ہوسکتا اسلئے تفخیم و ترقیق میں بھی اسکو حرفِ ماقبل کے تابع ہی قرار دیا گیا ہے۔ (توضیحاتِ مرضیہ صفحہ ۵۵ طبع جدید)

📖.... الف جب حروفِ مستعلیہ کے بعد آتا ہے تو اس صورت میں وہ بالاتفاق پُر پڑھا جاتا ہے۔ (اَلْمُقَدِّمَۃُ الشَّرِیْفِیَّۃ صفحہ ۱۵۳)

📖.... جس شخص کو تجوید میں معمولی سا بھی درک حاصل ہے، وہ جانتا ہے کہ الف اپنے سے پہلے حرف کے فتحہ کے تابع ہوتا ہے کیونکہ الف کا وجود، اُسکے وجود پر اور اس کا عدم اُسکے عدم پر موقوف ہے، اور یہ بات مخفی نہیں کہ جب حرف پُر ہوگا تو اس کی حرکت بھی پُر ہوگی، اور جب حرف باریک ہوگا تو اس کی حرکت بھی باریک ہوگی۔ پس یہی حال اس حرف یعنی الف کا بھی ہے جو اس حرف کی حرکت کے تابع ہو۔ (اَلْمُقَدِّمَۃُ الشَّرِیْفِیَّۃ صفحہ ۱۵۳/ اَلْعَطَایَا الْوَھْبِیَّۃ صفحہ ۱۵۲)

📖.... الف جب باریک حرفوں کے بعد ہو تو اُس وقت اِسکے پُر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے۔
(اَلتَّقْدِمَۃُ الشَّرِیْفِیَۃُ صفحہ ۱۵۵ / اَلْعَطَایَا الْوَھْبِیَۃُ صفحہ ۱۵۰)

📖.... الف جب پُر حرف کے بعد ہو تو پہلے حرف کے تابع ہو کر وہ بھی پُر ہی ہوتا ہے۔

📖.... صحیح یہ ہے کہ الف بذاتِ خود نہ ترقیق سے متصف ہے نہ تفخیم سے، بلکہ یہ تو اپنے ماقبل کے تابع ہو کر مرقق یا مفخم ادا ہوتا ہے۔ (اَلتَّقْدِمَۃُ الشَّرِیْفِیَۃُ صفحہ ۱۵۵ / اَلْعَطَایَا الْوَھْبِیَۃُ ۱۵۰)

تنبیہ.... باریک حرفوں کے بعد واقع ہونے والے الف کے باریک ادا کرنے کیلئے بھی چونکہ کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے، ورنہ اگر اہتمام نہ کیا جائے تو حروفِ مستفلہ کے بعد آنے والے الف میں بھی تفخیم کا کچھ اثر آ جاتا ہے اور وہ بھی ایک حد تک پُر ہو جاتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔ (اَلتَّقْدِمَۃُ الشَّرِیْفِیَۃُ صفحہ ۱۵۵)

تنبیہ.... الف کو اس طرح پُر پڑھنا او کا اثر آ جائے، درست نہیں۔ (اَلتَّقْدِمَۃُ الشَّرِیْفِیَۃُ صفحہ ۱۵۴)

ب

باعتبارِ مخرج.... دونوں ہونٹوں کی تری والا حصہ۔ (کتبِ تجوید)

باعتبارِ صفات.... اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • شدّت • اِستفال • اِنفتاح • اِذلاق • قلقلہ۔

باعتبارِ اداء: جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • شدّت کی وجہ سے آواز بلند اور حرف سخت • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اِذلاق کی وجہ سے حرف جلدی ادا ہوتا ہے • قلقلہ کی وجہ سے اسکے مخرج میں جنبش (حرکت یعنی آواز میں ہلنے کی سی صورت پیدا) ہوگی (جس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا اس کا تعلق سننے سے ہے)۔

(ب).... قوت اور ضعف کے اعتبار سے قوی ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۸)

باعتبارِ مد.... اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدار مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق.... (ب) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

ت

باعتبارِ مخرج.... زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑیں۔

باعتبارِ صفات.... اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • شدّت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات۔

باعتبارِ اداء.... پہلے تو بوجہ شدّت کے آواز مخرج میں سختی کیساتھ ٹک کر خود ہی بند ہو جائیگی، پھر ہمس کی وجہ سے تھوڑا سا سانس جاری ہوگا اور اس کیساتھ ایک نہایت پست و کمزور آواز بھی ظاہر ہوگی • اِستفال

وانفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(ت)...قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۹)

باعتبارِ مد....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم وترقیق....(ت) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ث ﴾

باعتبارِ مخرج....زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر والے کنارے ہیں۔

باعتبارِ صفات....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات۔

باعتبارِ اداء...ہمس کی وجہ سے سانس جاری اور آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(ث)...قوت اور ضعف کے اعتبار سے اضعف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۹)

باعتبارِ مد....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم وترقیق....(ث) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ج ﴾

باعتبارِ مخرج....بیچ زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • شدّت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات • قلقلہ۔

باعتبارِ اداء....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • شدّت کی وجہ سے آواز بلند اور حرف سخت • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • قلقلہ کی وجہ سے اسکے مخرج میں جنبش (حرکت یعنی آواز میں ہلنے کی سی صورت پیدا) ہوگی۔

(ج)...قوت اور ضعف کے اعتبار سے قوی ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۰)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم وترقیق: ج ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ح ﴾

باعتبارِ مخرج....وسطِ حلق یعنی حلق کا وہ حصّہ جو درمیان والا ہے۔

باعتبارِ صفات....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رخوت • استفال • انفتاح • اصمات۔

باعتبارِ اداء.... ہمس کی وجہ سے سانس جاری، آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری ،حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(ح)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اضعف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۰)

باعتبارِ مد....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق....(ح) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿خ﴾

باعتبارِ مخرج....ادنائے حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کے قریب ہے۔

باعتبارِ صفات....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رِخوت • اِستعلاء • اِنفتاح • اِصمات۔

باعتبارِ اداء.... ہمس کی وجہ سے سانس جاری، آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستعلاء کی وجہ سے تفخیم ہوگی ، بوجہ اِنفتاح کے مستعلیہ مطبقہ سے کم • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(خ)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۱)

باعتبارِ مد....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: خ ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿د﴾

باعتبارِ مخرج....زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑیں۔

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • شدّت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات • قلقلہ۔

باعتبارِ اداء.... جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • شدت کی وجہ سے آواز بند، حرف سخت • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • قلقلہ کی وجہ سے اسکے مخرج میں جنبش (حرکت یعنی آواز میں ہلنے کی سی صورت جس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا)

(د)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے قوی ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۱)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: د ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ذ ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر والے کنارے۔
باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات۔
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔
(ذ).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۲)
باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِفْ کے برابر مد ہوتا ہے۔
باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ذ ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ر ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک مع سرِ اپُشتِ زبان اور ثنایا علیا رباعی کے مسوڑھے (عندالخلیلؒ وسیبویہؒ) اور فراء کے نزدیک زبان کا کنارہ اور دانتوں کی جڑ۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۲)
باعتبارِ صفات..... اس میں سات صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • توسط • اِستفال • اِنفتاح • اِزلاق • اِنحراف • تکریر۔
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • توسط کی وجہ سے آواز نہ پوری طرح بند اور نہ پوری طرح جاری • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک۔ البتہ بعض حالتوں میں پُر بھی پڑھی جاتی ہے نیز اسمیں مشابہت تکرار کی صفت بھی ادا ہوگی یعنی پڑھتے وقت ایسا معلوم ہوگا کہ بجائے ایک کے دو یا تین را ادا ہو رہے ہیں • اذلاق کی وجہ سے حرف جلدی ادا ہوگا۔
(ر).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے قوی ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۲)
باعتبارِ مد.....اس میں الف مدہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔
باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ر میں خلف ہے یعنی پُر اور باریک دونوں صورتیں جائز ہیں تفصیل کتب تجوید میں دیکھی جاسکتی ہے۔

﴿ ز ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک اور ثنایا علیا سفلی وعلیا کے اندر والے کنارے۔
باعتبارِ صفات.....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اصمات • صفیر۔

باعتبارِ اداء..... جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • صفیر کی وجہ سے ایک تیز آواز مثل سیٹی کے ظاہر ہوگی۔

(ز)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۳)

باعتبارِ مد....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق....(ز) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ س ﴾

باعتبارِ مخرج....زبان کی نوک اور ثنایا سفلی وعلیا کے اندر والے کنارے۔

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات • صفیر۔

باعتبارِ اداء.... ہمس کی وجہ سے سانس جاری، آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • صفیر کی وجہ سے ایک تیز آواز مثل سیٹی کے ظاہر ہوگی۔

(س)....باعتبارِ قوت وضعف کے ضعیف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۳)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: س ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ش ﴾

باعتبارِ مخرج....بیچ زبان اور اس کے مقابل اُوپر کا تالو۔

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات • تفشی۔

باعتبارِ اداء.... ہمس کی وجہ سے سانس جاری، آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری، حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • تفشی کی وجہ سے آواز منہ میں پھیل جائیگی۔

(ش)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۴)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ش ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ص ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک اور ثنایا علیا و سفلیٰ کے اندر والے کنارے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۴)
باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک اور ثنایا علیا و سفلیٰ کے اندر والے کنارے.....مگر زبان کی نوک دانتوں کے کناروں سے لگتی نہیں، صرف ان کے مقابل ہوجاتی اور نوکِ زبان اور دانتوں کے کناروں کے درمیان تھوڑا سا خلا باقی رہتا ہے (نہایت القول المفید) البتہ ثنایا سفلی کے کنارے ثنایا علیا کے کناروں سے مل جانے چاہئیں ورنہ صفتِ صفیر ادا نہ ہوگی مگر ان کو اس طرح ملانے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ بالکل کناروں سے کنارے مل جائیں اسلیئے اس میں تکلف ہے بلکہ طبعاً جس طرح منہ کے بند ہونے کی حالت میں اُوپر نیچے کے دانت آپس میں مل جاتے ہیں بس اِسی طرح ملانے چاہئیں۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۴)
باعتبارِ صفات.....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رِخوت • اِستعلاء • اِطباق • اِصمات • صفیر۔
باعتبارِ اداء.....ہمس کی وجہ سے سانس جاری اور آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستعلا و اِطباق کی وجہ سے خوب پر • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • صفیر کی وجہ سے ایک تیز آواز مثل سیٹی کے ظاہر ہوگی۔
(ص).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے قوی ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۵)
باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔
باعتبارِ تفخیم وترقیق: ص ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ض ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کا بغلی کنارہ اور ناجذ سے ضاحک تک اوپر کی پانچ داڑھوں کی جڑیں۔
باعتبارِ صفات.....اس کی چھ صفات ہیں • جہر • رِخوت • اِستعلاء • اِطباق • اِصمات • اِستطالت
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری، حرف نرم • اِستعلا و اِطباق کی وجہ سے خوب پُر • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • اِستطالت کی وجہ سے اسکی آواز میں قدرے درازی ہوگی۔
(ض).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۵)
باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔
باعتبارِ تفخیم وترقیق: ض ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ط ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑیں۔
باعتبارِ صفات.....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • شدّت • اِستعلاء • اِطباق • اِصمات • قلقلہ۔
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • شدّت کی وجہ سے آواز بند اور حرف سخت • اِستعلا واِطباق کی وجہ سے خوب پُر • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • قلقلہ کی وجہ سے اسکے مخرج کو جنبش (حرکت یعنی آواز میں ہلنے کی سی صورت پیدا) ہوگی۔
(ط).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱٦)
باعتبارِ مد.....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔
باعتبارِ تفخیم و ترقیق.....(ط) ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ظ ﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر والے کنارے۔
تنبیہ.....اس کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا وہ کنارہ جو مسوڑھوں سے قریب اور اُن سے ملا ہوا ہے مراد اس سے اندر کا کنارہ ہے نوک نہیں۔ (معلم التجوید صفحہ ٦۴)
باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • رِخوت • اِستعلاء • اِطباق • اِصمات۔
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستعلا واِطباق کی وجہ سے خوب پُر • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔
باعتبارِ مد.....اس میں الف مدہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف ہے نہ کم نہ زیادہ۔
(ظ).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱٦)
باعتبارِ مد.....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔
باعتبارِ تفخیم و ترقیق.....(ظ) ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ع ﴾

باعتبارِ مخرج.....وسطِ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو درمیان والا ہے۔
باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • توسط • اِستفال • اِنفتاح • اصمات۔
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • توسط کی وجہ سے آواز نہ پوری طرح جاری نہ پوری

طرح بند• اِستفال وانفتاح کی وجہ سے خوب باریک• اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(ع)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۷)

باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِفْ کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ع ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

﴿غ﴾

باعتبارِ مخرج.....ادنائے حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کے قریب ہے۔

باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں• جہر• توسط• اِستفال• اِنفتاح• اِصمات۔

باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند آواز بلند• رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم• اِستعلاء کی وجہ سے زیادہ اور اِنفتاح کی وجہ سے کم پُر ہوگی• اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(غ)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے قوی ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۷)

باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِفْ کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: غ ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ف﴾

باعتبارِ مخرج.....نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کی نوکیں۔

باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں• ہمس• رِخوت• اِستفال• اِنفتاح• اِذلاق۔

باعتبارِ اداء.....ہمس کی وجہ سے سانس جاری، آواز پست• رِخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم• اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک• اذلاق کی وجہ سے حرف جلدی ادا ہوگا۔

(ف)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اضعف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۸)

باعتبارِ مد.....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق.....(ف) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ق﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی جڑ کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

باعتبارِ صفات.....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں• جہر• شدّت• اِستعلاء• اِنفتاح• اِصمات• قلقلہ۔

باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • شدّت کی وجہ سے آواز بند، حرف سخت • اِستعلاء واِنفتاح کی وجہ سے پُر البتہ انفتاح میں کم • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • قلقلہ کی وجہ سے اسکے مخرج میں جنبش (حرکت یعنی آواز میں ہلنے کی سی صورت پیدا) ہوگی۔

(ق)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۸)

باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِفْ کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ق ہمیشہ پُر ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ک﴾

باعتبارِ مخرج.... قَـافْ کے مخرج کے متصل زبان کی جڑ کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے اور اسکے مقابل اوپر کا تالو۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۸)

تنبیہ....زبان کی جڑ کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے اور اسکے مقابل اُوپر کا تالو ہے۔ (معلم التجوید ص ۵۹)

باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • شدّت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات۔

باعتبارِ اداء.... پہلے تو شدّت کی وجہ سے آواز مخرج میں سختی کیساتھ رُک کر خود ہی بند ہو جائیگی، پھر ہمس کی وجہ سے تھوڑا سا سانس جاری ہوگا اور اس کیساتھ ایک نہایت پست آواز بھی ظاہر ہوگی • اِستفال و انفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(ک)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۹)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِفْ کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ک ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ل﴾

باعتبارِ مخرج.....زبان کی نوک مع کچھ حصہ حافہ ثنایا رَباعی، اَنیاب اور ضواحک کے مسوڑھے ہیں۔

(عند الخلیلؒ وسیبویہؒ جبکہ فراءؒ کے نزدیک زبان کا کنارہ اور دانتوں کی جڑ ہے)۔ (اجراء التجوید صفحہ ۱۹)

☆.....اس کا مخرج زبان کی کروٹ کا وہ حصہ جو ہونٹوں کی طرف مع سرِ ازبان اور ثنایا رَباعیات، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھے۔ (معلم التجوید صفحہ ۶۳)

باعتبارِ صفات.....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • توسط • اِستفال • اِنفتاح • اِذلاق • اِنحراف۔

باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • توسط کی وجہ سے آواز نہ پوری طرح جاری اور نہ پوری

طرح بند • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • بعض حالتوں میں صفاتِ عارضہ کی وجہ سے پُر پڑھا جائیگا • اذلاق کی وجہ سے حرف جلدی ادا ہوگا۔

(ل)....قوت اورضعف کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۰)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق :ل میں خلف ہے یعنی پُر اور باریک دونوں صورتیں جائز ہیں مزید تفصیل کتبِ تجوید میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(فائدہ) : مطلقا اکیلا لام ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے، البتہ بصورت مرکب روایت حفصؒ میں لفظ اللہ کے ماقبل مضموم اور مفتوح کی صورت میں پُر اس کے علاوہ باریک ہوتا ہے۔



باعتبارِ مخرج....دونوں ہونٹوں کی خشکی والا حصّہ۔

☆....اس کا مخرج اِنطباقِ شفتین یعنی دونوں ہونٹوں کے اُوپر تلے (نیچے) ملنے سے۔ معلم التجوید ص ٦٦

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • توسط • اِستفال • اِنفتاح • اِذلاق • غنہ۔

باعتبارِ ادا....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • توسط کی وجہ سے آواز نہ پوری طرح بند نہ پوری طرح جاری • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اذلاق کی وجہ سے حرف جلدی ادا ہوگا • غنہ کی وجہ سے ایک الف کے برابر آواز تھوڑی دیر کیلئے ناک میں جائیگی۔

(م)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اضعف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۰)

باعتبارِ مد....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِفُ کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق:م ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔



باعتبارِ مخرج...زبان کی نوک اور ثنایا، رَباعی، اور اَنیاب کے مسوڑھے اور حافہ کا وہ حصّہ جوان کے مقابل ہے (عند الخلیلؒ وسیبویہؒ جبکہ فراءؒ کے نزدیک زبان کا کنارہ اور دانتوں کی جڑ ہے)۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۰)

☆...ثنایا، رباعی، انیاب کے مسوڑھے اور زبان کی نوک اور حافہ کا وہ حصہ جواُن کے مقابل ہے۔ اس سے (ن) مظہرہ نکلتا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ٦۴)

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • توسط • اِستفال • اِنفتاح • اِذلاق • غنہ۔

باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • توسط کی وجہ سے آواز نہ پوری طرح جاری نہ پوری طرح بند • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اذلاق کی وجہ سے حرف جلدی ادا ہوگا • غنہ کی وجہ سے ایک الف کے برابر آواز تھوڑی دیر کیلئے ناک میں جائیگی اس کو غنہ آنی کہتے ہیں۔

(ن)...قوت اور ضعف کے اعتبار سے اضعف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۱)

باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: ن ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔



باعتبارِ مخرج....اس کا مخرج اِنضمام شفتین ہے یعنی دونوں ہونٹوں کے اس طرح ملنے سے کہ کنارے تو ملے ہوں بیچ کھلا ہو، اور اس طرح کہ غنچہ کی شکل بن جائے۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۶)

☆....اِنضمامِ شفتین ہے یعنی دونوں ہونٹوں کے گول ہونے کی وجہ سے (امام خلیلؒ کے نزدیک مدہ کی حالت میں واو کا مخرج جوفِ دہن ہے اگر واو مدہ ہو تو اس حالت میں فراءؒ اور سیبویہؒ کے نزدیک اس کا مخرج اِنضمامِ شفتین ہے) (اجراء التجوید صفحہ ۲۱)

باعتبارِ صفات....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • رخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات • لین۔

باعتبارِ اَدا.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رخوت کی وجہ سے آواز جاری اور حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • لین کی وجہ سے اسمیں کشش کی کیفیت پیدا ہوگی مگر واضح رہے کہ اسمیں لین کی صفت اس وقت پائی جاتی ہے جب یہ ساکن ہو اور ماقبل مفتوح (یعنی پہلے والے حرف پر زبر) ہو۔

(واو)...قوت اور ضعف کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۱)

باعتبارِ مد.....اس میں طول ہے یعنی مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ اَلِف کے برابر مد ہوتا ہے۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق: و ہمیشہ باریک پڑھا جاتا ہے۔

ایک ضروری وضاحت

جِیْمٓ، ذَالْ، ذَالْ، سِیْنٓ، شِیْنٓ، صَآدْ، ضَآدْ، عَیْنٓ، غَیْنٓ، قَافْ، کَافْ، لَآمْ، مِیمٓ، نونٓ، اور وآو یہ پندرہ حروف تلفظ کے اعتبار سے تین حرفی ہیں ان میں، جِیْمْ، سِیْنْ، شِیْنْ، اور میم کے اندر یاءمدہ ہے جبکہ دَالْ، ذَالْ، صَآدْ، ضَادْ، قَافْ، کَافْ، لَامْ، اور واو کے تلفظ میں اَلِفْ مدہ ہے نیز نون کے تلفظ میں واو مدہ

ہے۔اسی طرح عَیۡنۡ،غَیۡنۡ، کے اندر یالین ہے۔

📖 ....اَلِفۡ واو،اوریا مدہ میں ایک اَلِفۡ کے برابر مد ہوتا ہے نہ اس سے کم نہ زیادہ۔اس حالت میں اس کو مدِ اصلی اور قصر بھی کہتے ہیں البتہ حروفِ مدہ کے بعد مد کے سبب پائے جانے کی وجہ سے مد اصلی کے علاوہ کم از کم تین یا پانچ الف کے برابر مد کرنا ضروری ہے۔مذکورہ بالا حروف میں عین اور غین کے علاوہ تمام میں مدِ لازم ہوتا ہے اور ان میں طول ہی ہوتا ہے۔

📖 ....عَیۡنۡ اور غَیۡنۡ کے تلفظ میں مدِ لین لازم ہے اسلیئے ان میں مد اصلی کے علاوہ پانچ اَلِفۡ تک مد کرنا ضروری اور لازم ہے،البتہ ان دونوں حرفوں میں قصر ضعیف ہے خلاصہ یہ کہ پڑھنے والے عموماً چھوٹی عمر کے بچے ہوتے ہیں اور اس عمر میں ان کا سانس اتنا طویل نہیں ہوتا کہ پہلی مرتبہ اور پہلے دن ہی ان کو پانچ اَلِفۡ کے برابر مد کرایا جائے ،اسلیئے اساتذہ کرام سے خصوصی گذارش ہے کہ اگر کوئی بچہ ایک اَلِفۡ سے زیادہ آواز کو کھینچ نہیں سکتا تو غصہ اور طیش میں آنے کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ مدِ اصلی اور قصر کی مقدار ادا کر رہا ہے۔جس سے حرف کا وجود باقی رکھا جاسکتا ہے بالفرض مذکورہ بالا پندرہ حرفوں میں سے ایک اَلِفۡ سے زیادہ مد نہ کیا جائے تو حرف اور تلفظ کی ذات پر کسی قسم کا نقص نہیں آتا۔اکثر اساتذہ کرام تو مدِ اصلی اور قصر سے بڑھا کر پڑھنے کو فرضِ عین ہی سمجھتے ہیں گویا کہ ان کے نزدیک اس کے بغیر حرف کا وجود ہی باقی نہیں رہتا ،حالانکہ اساتذہ کرام کو چاہئے کہ بچے کی عمر کا بھی خیال رکھیں۔اہلِ ذوق حضرات کتبِ تجوید ہی کو پڑھ لیں تو اس سے ان شاءاللہ قلبی اطمینان ہوگا۔ (ابوسعادیہ غفرلہ)



باعتبارِ مخرج....اسکا مخرج ہے اقصیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ کے قریب ہے۔ معلم التجوید ص ۵۸

باعتبارِ صفات....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • ہمس • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات۔

باعتبارِ اداء....ہمس کی وجہ سے سانس جاری ،آواز پست • رِخوت کی وجہ سے آواز جاری، حرف نرم • اِستفال و اِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔

(۵)....قوت اور ضعف کے اعتبار سے اضعف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۲)

باعتبارِ مد....اس میں الف مدّہ ہے جس کی مقدارِ مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

باعتبارِ تفخیم و ترقیق....(۵) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔



باعتبارِ مخرج....اقصیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ کی طرف ہے۔

باعتبارِ صفات.....اس میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • شدّت • استفال • اِنفتاح • اِصمات۔
باعتبارِ اداء.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • شدت کی وجہ سے آواز بند، حرف سخت • اِستفال وَاِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ۔
(ء).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۲)
باعتبارِ تفخیم و ترقیق.....(ء) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

﴿ ی ﴾

باعتبارِ مخرج.....اس کا مخرج بیچ زبان اور اس کے مقابل اُوپر کا تالو اس سے (ی) غیر مدہ (یعنی یائے لین اور یا متحرک نکلتے ہیں)۔ (معلم التجوید صفحہ ۵۹)
فائدہ.....اس کا مخرج بیچ زبان اور اس کے مقابل اُوپر کا تالو ہے اور اگر یہ مدہ ہو تو اس حالت میں فراءؒ اور سیبویہؒ کے نزدیک اس کا یہی مخرج ہے اور خلیلؒ کے نزدیک جوف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۲)
باعتبارِ صفات.....اس میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں • جہر • رِخوت • اِستفال • اِنفتاح • اِصمات • لین۔
باعتبارِ ادا.....جہر کی وجہ سے سانس بند، آواز بلند • رخوت کی وجہ سے آواز جاری، حرف نرم • اِستفال واِنفتاح کی وجہ سے خوب باریک • اصمات کی وجہ سے مضبوطی اور جماؤ • لین کی وجہ سے اسمیں کشش کی کیفیت پیدا ہوگی یاد رہے اسمیں لین کی صفت اس وقت پائی جائے گی جب یہ ساکن ہو اور ماقبل مفتوح یعنی پہلے والے حرف پر زبر ہو۔
(ی).....قوت اور ضعف کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ (اجراء التجوید صفحہ ۲۳)
باعتبارِ مد.....اس میں الف مدہ ہے جس کی مقدار مد ایک الف کے برابر ہے نہ کم نہ زیادہ۔
باعتبارِ تفخیم و ترقیق.....(ی) ہمیشہ باریک ہی پڑھا جاتا ہے۔

لحن کے معنیٰ

تجوید کے خلاف پڑھنے کو لحن (یعنی غلطی) کہتے ہیں اور یہ تجوید کی ضد ہے۔ لحن کے دو معنیٰ آتے ہیں۔
(۱).....لب ولہجہ (ترنم اور خوبصورت آواز کے ہیں)
(۲).....غلطی، مگر جب تجوید کے مقابلہ میں بولتے ہیں تو اس وقت اس غلطی والے معنیٰ ہی مراد اور متعین ہوتے ہیں۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۸۱)

تنبیہ.....جو (شخص) اپنی قراءت میں تجوید کے قواعد کا خیال نہ رکھے وہ اپنی اِس نافرمانی (قرآن مجید کو تجوید کے خلاف پڑھنے) کے سبب گناہ گار ہے۔ (العطایا الوهبیہ صفحہ ۱۳۰)

تنبیہ.....(تجوید) کے خلاف پڑھنا حق تعالیٰ شانہٗ کی ناراضگی کا سبب ہے جس کی برداشت کسی بڑے سے بڑے (انسان) میں بھی ہمت اور طاقت نہیں۔ (العطایا الوهبیہ صفحہ ۱۳۲)

چند اَغلاط کی نشاندھی

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن مجید کے حرفوں کو عربی آوازوں کیساتھ ادا نہیں کیا جاتا ہے مثلاً طا کی جگہ تا . ذال کی جگہ زا ، صاد ، وثا کی جگہ سین، حا کی جگہ ھا، عین کی جگہ ھمزہ اور قاف کی جگہ کاف پڑھا جاتا ہے۔

اگر حروفِ مدّہ میں مدّ نہیں کیا جاتا، یا زبر زیر، پیش کو اتنا کھینچ دیا جاتا ہے کہ اس سے (حرف) مدّہ پیدا ہوجاتا ہے یا حرفِ مشدّد کو مخفف اور مخفف کو مشدّد پڑھا جاتا ہے جس طرح کہ عام لوگ پڑھتے ہیں تو اس سے قرآن مجید کا حُسن تو در کنار یہ سرے سے عربی کلام ہی نہیں رہتا اور اس طرح کی تلاوت کا موجبِ گناہ اور قابلِ مذمّت ہونا ظاہر ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۵۲)

📖.....اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ترتیل و تجوید کیساتھ نازل فرمایا ہے اسمیں تغیر و تبدّل حرام ہے یہ تبدیلی خواہ حرف بحرف ہو یا حرکت بحرکت ہر اعتبار سے ناجائز ہے مثلاً جیسے عَلِیْمٌ کے بجائے اَلِیْمٌ یا اَلِیْمٌ کے بجائے عَلِیْمٌ پڑھ دیا جائے۔ اگر چہ لفظ کی رو سے تو حرف میں اتنی تبدیلی ہوئی کہ عین ہمزہ سے اور ہمزہ عین سے بدل جائیگا لیکن معنیٰ میں بہت بڑی تبدیلی واقع ہوجائے گی۔ اسلئے عَلِیْمٌ کے معنیٰ ہیں بڑا عالم اور جاننے والا اور یہ صفت حق تعالیٰ شانہٗ کی ہے جیسے اَلِیْمٌ کے معنیٰ ہیں دردناک اور تکلیف اور یہ عذاب کی صفت ہے جیسے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (اسی طرح بقیہ حرف والفاظ کے معانی پر غور وفکر کیا جاسکتا ہے کہ معنیٰ میں کیسی کیسی تبدیلی آتی ہے)۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۸۵)

📖.....استاذ القراء قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کئی ایک حروف ایسے ہیں جن کا تلفظ عربی زبان میں اور طرح ہے اور عجمی میں اسکے خلاف دوسری طرح ہوتا ہے۔ چنانچہ عجمی میں طا کو تا اور ثا، صاد کو سین کی اور حا کو ھا کی اور ذال، ضاد اور ظا تینوں کو زا اور عین کو ہمزہ کی طرح ادا کرتے ہیں چنانچہ غَضَبٌ اور ظُلْمٌ کو غَزَبٌ اور زُلْمٌ کہتے۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۳۹)

تقابلی اور مثالی صورتیں

.... حضرت قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ (لحن جلی کے بارے میں) فرماتے ہیں کہ ثا کی جگہ سین مثلاً اِثْمٌ (گناہ) کے بجائے اِسْمٌ (نام)

.... حا کی جگہ ھا مثلاً اَلْحَمْدُ (تمام تعریفیں) کے بجائے اَلْھَمْدُ (آگ کی حرارت کا ختم ہونا، فوت ہونا) وَانْحَرْ (آپ ذبح کیجئے) کے بجائے وَانْھَرْ (آپ ڈانٹیے)

.... ذال کی جگہ زا مثلاً اَنْذِرُ (اس نے ڈرایا) کے بجائے اَنْزِرُ (اس نے تھوڑا عطیہ دیا)

.... صاد کی جگہ سین مثلاً صَیْفِ (گرمی) کے بجائے سَیْفِ (تلوار) اور عَصٰی (اس نے نافرمانی کی) کے بجائے عَسٰی (ممکن ہے)۔

.... ضاد کی جگہ دال یا ظا مثلاً فَتَرْضٰی (پس آپ راضی ہو جائیں گے) کے بجائے فَتَرْدٰی (پس آپ ہلاک ہو جائیں گے معاذ اللہ) یا فَتَرْظٰی (مہمل یعنی بے معنیٰ)

.... ظا کی جگہ زا مثلاً مَحْظُوْرًا (روکا ہوا) کے بجائے مَحْزُوْرًا (تخمینہ لگایا ہوا)

.... عین کی جگہ ھمزہ مثلاً عَلِیْمٌ (جاننے والے) کے بجائے اَلِیْمٌ (دردناک)

.... قاف کی بجائے کاف مثلاً قَلْبٌ (دل) کے بجائے کَلْبٌ (سگ، کتا) اور قَدِیْرٌ (قدرت والا) کے بجائے کَدِیْرٌ (کدورت والا)۔ (کمال الفرقان صفحہ ۱۲)

تنبیہ: ان لفظوں کا فرق صیغہ کے ذریعہ بھی سمجھے جیسے اِنَّ، اِنَّا، کُنَّ، کُنَّا، مِمَّ، مِمَّا عَمَّ عَمَّا وغیرہ۔

مَدّ کے معنیٰ

مد لغت میں دراز کرنے اور کھینچنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں مد کے معنیٰ یہ ہیں اِطَالَةُ الصَّوْتِ بِحَرْفٍ مِّنْ حُرُوْفِ الْمَدِّ وَاللِّیْنِ: یعنی حروف مدہ اور حرف لین میں آواز کا دراز کرنا۔ پس اگر کسی اور حرف میں آواز دراز کی جائے گی تو اس پر مد کا اطلاق نہ ہوگا۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۵۹)

مد کی شکل

قراء کی اِصطلاح میں مد اُس شکل کا نام ہے جس کو قراء نے حروفِ مدولین پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا ہے اور یہ نہ حرکت ہے نہ سکون نہ حرف پس یہ حرف کی صفت ہے اور مد کی شکل میم اور دال ہے کیونکہ یہ

دونوں حرفوں سے بنا ہے جو نُطق (بولنے) کے بغیر ہے یعنی اِس شکل سے مدّ ہ کے دراز کرنے کا کام لیتے ہیں اسکی جگہ کوئی حرف پڑھنے میں نہیں آتا۔ اور اسکو (مدکا رسم الخط) ٹیڑھا اسلیے لکھتے ہیں کہ یہ سیدھا ہونے کی صورت میں الف کے مشابہ نہ ہو جائے اور جمع کا تثنیہ سے اِلتباس نہ ہو جائے اور دوسرے الفاظ میں مد حرف کی آواز کے زمانہ کے دراز ہونے اور اسکے بعد همزه یا سکون کے پائے جانے کے وقت اس کی اصلی مقدار میں زیادتی کر دینے کا نام ہے اور لین کا مدمدّ ہ کے مد سے کم ہوتا ہے۔ (مفتاح الکمال صفحہ ۶۱)

مد اصلی

مدِ اصلی وہ مد ہے جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو اور اس کے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے جیسے قَالَ ، قِيلَ اور قُوْلُوا کا مَدّ کیونکہ اگر ان میں مد نہ کیا جائے تو الف، واؤ اور یاء کی ذات ہی فوت ہو جائے گی اور اب صرف حرکتیں ہی رہ جائیں گی۔ اور اس کا ترک (چھوڑ دینا) شرعاً حرام ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کا ایک حرف کم ہو جاتا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۶۰)

اصل کے معنیٰ

اصل کے معنیٰ جڑ کے ہیں اور فرع کے معنیٰ شاخ کے چونکہ حروفِ مَدّ ہ مَدّ کیلیے بمنزلہ جڑ کے ہوتے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو مد کا وجود ہی نہ پایا جائے اور مدِ فرعی مدِ اصلی پر مد کی ایسے ہی زائد مقدار ہے جیسے شاخ جڑ پر زائد ہوتی ہے اور جس طرح شاخ کا وجود جڑ کے وجود کے بغیر نہیں ہوتا اسی طرح مدِ فرعی کا وجود بھی مدِ اصلی کے بغیر نہیں پایا جاتا اور اسی وجہ سے اس کو مدِ زائد سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

جس طرح جڑ تو بغیر شاخ کے پائی جاتی ہے مگر شاخ بغیر جڑ کے نہیں پائی جاتی اِسی طرح یہ تو ہو سکتا ہے کہ مدِ اصلی ہو اور مدِ فرعی نہ ہو لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ مدِ فرعی تو ہو اور مدِ اصلی نہ ہو خوب سمجھ لو۔

مدِ اصلی کو طبعی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تقاضا خود طبیعت ہی کرتی ہے یعنی سلیم الطبع انسان کی طبیعت ہی یہ چاہتی ہے کہ مدہ کو ایک الف کے برابر کھینچا جائے نہ اس سے کم نہ زیادہ اور ذاتی کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ اس کے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہیں رہ سکتی۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۶۱)

تنبیہ.... مدہ کو ایک الف کے برابر کھینچا جائے پس اگر اس مقدار سے کم کھینچیں گے تو مدہ نہیں رہے گا اور یہ تلاوت ناقص ہوگی کیونکہ کلامِ الٰہی میں بہت سے حروف کم ہو جائیں گے اسلیے اس کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ (مفتاح الکمال صفحہ ۶۴/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۵۵)

تنبیہ.... مدِ ذاتی جسے مدِ اصلی اور طبعی بھی کہتے ہیں یہ وہ مد ہے جو حروفِ مدّہ کی ذات کو لازم ہے اور اس کے بغیر حروفِ مدّہ، مدّہ رہ ہی نہیں سکتے ہیں تینوں حروفِ مدّہ، نُوْحِیْھَا اور اُوْتِیْنَا میں جمع ہیں۔
(التحفۃ المرضیہ صفحہ ۱۰۷)

فائدہ.... مدود کا اندازہ الف کے ذریعہ کیا جاتا ہے اسلئے قراء مقدارِ مد کو الف سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور مقدارِ مدالف کی مقدار جاننے پر موقوف ہے اسلئے الف کی مقدار بھی بیان کردی کہ ایک زبر کی دونی (دُوگنی) ہے جیسے قَتَلَ سے قَاتَلَ اسی طرح زیر اور پیش کے دونا کرنے سے یاء اور واؤ مدہ ہوجاتا ہے، اسی وجہ سے مد کرنا حرف مد کے مرسوم (لکھا) ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حروف مد مقروء یعنی پڑھنے پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ: بِہٖۤ اَنْ اَنْذِرْ میں مد منفصل ہے اور اَنَا اُحْیٖ وغیرہ میں باوجود حرف مد مرسوم ہونے کے مد نہ ہوگا کیونکہ حرف مد جو مرسوم ہے وہ پڑھا نہیں جاتا۔ (تنویر القراءات صفحہ ۹۱)

مد کی دلیل

حضرت سعید بن منصورؒ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ ہم سے حضرت شہاب بن حراشؒ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت مسعود بن یزید کندیؒ نے بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے اسنے "اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ" (سورۃ توبہ) کو مد کے بغیر پڑھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا "مَاھٰکَذَا اَقْرَأَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ" (کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یوں نہیں پڑھایا ہے) اس شخص نے دریافت کیا "فَکَیْفَ اَقْرَأَکَھَا یَا اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ" ؟ (اے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ! پھر آنحضرت ﷺ نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہے!) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے "اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ" پڑھا اور لِلْفُقَرَآءِ پر مد (متصل) کیا اور فرمایا تم بھی اسکو مد کیساتھ پڑھو یہ حدیث نہایت عمدہ اور بڑی قابلِ قدر ہے جو مد کے باب میں حجت اور نص ہے اور اسکے تمام ثقہ ہیں اور طبرانی نے اسکو اپنی معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔
(کمال الفرقان صفحہ ۱۱۲/ المقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۲۸۱/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۶۳/ الجواھر النقیہ صفحہ ۱۶۵/ معارف التجوید صفحہ ۱۱۳)

حروفِ مدّہ تین ہیں

(۱)....الف یہ ہمیشہ مدّہ ہی ہوتا ہے جیسے بَا، حَا، طَا، ھَا وغیرہ۔

(۲)....واؤ ساکن جبکہ اس سے پہلے پیش ہو جیسے بُوْ. خُوْ. ظُوْ. ھُوْ وغیرہ۔

(۳)....یا ساکن جبکہ اس پہلے زیر ہو جیسے بِیْ. سِیْ. مِیْ. ھِیْ وغیرہ اور ان تینوں کی یکجا مثالیں اُوْذِیْنَا. نُوْحِیْھَا. اَتُوْنِیْ. تُدِیْرُوْنَھَا. اُوْتِیْنَا۔ (کتب تجوید)

مدِ اصلی کی علامت اور مقدارِ مد

مد اصلی کی علامت یہ ہے کہ اسکے بعد ھمزہ یا کوئی حرف ساکن نہیں ہوتا۔اور اس کو مد طبعی اسلیئے کہتے ہیں کہ طبع سلیم والا آدمی اسکو اپنی اور ذاتی مقدار کو باقتضاء طبیعت صحیح ادا کر لیتا ہے اصلی مقدار میں کمی اسکو کھٹکتی اور اجنبی محسوس ہوتی ہے۔اس مد اصلی کی مقدارِ کشش بقدرِ ایک الف ہوتی ہے اگر یہ سؤال کیا جائے کہ الف کی مقدار کیا ہے؟....تو جواب یہ ہے کہ اس قدر کھینچنا کردو حرکتیں ادا ہو جائیں،ان دو حرکتوں میں سے ایک حرکت تو اس حرف کی (اپنی) ہوگی جو حرفِ مد سے پہلے ہے اور دوسری حرکت کے مُساوی (برابر) یہ حرفِ مد ہوگا مثلاً بَ. بَ میں پہلی بـا کی حرکت تو اس حرف کی حرکت سمجھنی چاہیئے جو حرفِ مد سے پہلے ہوتا ہے اور دوسری بـا کی حرکت کے مساوی حرف مد کی مقدار ہوگی حاصل یہ کہ بقدر''حرکت کہنے میں حرفِ مد کے ماقبل والے حرف کی حرکت کی مقدار بھی شامل ہوتی ہے۔

(الجواھر النقیہ شرح مقدمۃ الجزریہ صفحہ۱۶۴)

الف کی مقدار

حروف مدہ کی مقدار مع حرکت ماقبل دو حرکت ہے پس قَ. قِ. قُ جتنی دیر میں ادا ہوتے ہیں جب انکے ادا کرنے میں اس سے دوگنی دیر لگاویں گے تو مقدار حروفِ مدہ کی پوری ہو جائے گی یعنی قَا قِیْ قُوْ۔

(عذار القرآن صفحہ۱۸۶)

📖....مد نہ تو حرف ہے نہ حرکت بلکہ حرف کی صفت ہے۔

(مفتاح الکمال صفحہ۶۱،۶۵/ العطایا الوھبیہ صفحہ۲۵۴/کمال الفرقان صفحہ۱۱۳)

📖....حروفِ مدہ کی مقدار باتفاقِ اہل ادا (قراء مجودین کے) ایک الف کے برابر ہے جس کو مدِ اصلی،مدِ طبعی مد ذاتی اور بالفاظِ دیگر قصر بھی کہتے ہیں ان میں بغیر کسی سبب کے کمی بیشی کرنا جائز نہیں۔(کتب تجوید)

محلِّ مد

مد اصلی کیلیۓ تو صرف ایک ہی چیز یعنی محلِ مد کا اور مد فرعی کیلیۓ دو چیزوں یعنی محلِ مد اور سبب مد کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ۱۶۱)

📖....حرف مدہ اور حرف لین تو محل مد یا شرطِ مد کہلاتے ہیں اور ھمزہ وسکون سبب مد چنانچہ''مِنَ السَّمَآءِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ. اٰلْئٰنَ. دَآبَّةٍ. قِی اور تُكَذِّبَانِ میں الف بِالسُّوْٓءِ. قَالُوْٓا اِنَّمَا. نَ. يَعْلَمُوْنَ اور

مِنۡ خَوۡفٍ. میں واؤاور سِيۡٓـئَتۡ. الَّـذِیۡٓ. اٰمَنَ. حٰـمٓ الرَّحِيۡمِ اور وَالصَّيۡفِ میں یا تو شرط مد یا محل مد کہلاتے ہیں اور ھمزہ اور سکون سببِ مد۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۶۱)

مدِ فرعی

مدِ فرعی وہ ہے جس کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہو اور اسکے ادا نہ ہونے سے حرف کی ذات معدوم (ختم) نہیں ہوتی، البتہ قواعدِ عُرفیہ تجوید کا خلاف لازم آتا ہے اور حرفوں کی خوبصورتی جاتی ہے جیسے ''مِنَ السَّمَآءِ. سُوۡٓءَ. سِيۡٓئَتۡ. اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ. قَالُوۡٓا اِنَّمَا. الَّذِيۡٓ اٰمَنَ. ءٰٓالۡئٰنَ. دَآبَّةٍ. الٓمّٓ. حٰمٓ. قٓ. نٓ. تُكَذِّبٰنِ. يَعۡلَمُوۡنَ. الرَّحِيۡمِ. مِنۡ خَوۡفٍ اور وَالصَّيۡفِ وغیرہ کا مد کیونکہ ان کلمات میں اگر مدِ فرعی ادا نہ کیا جائے تو حرف کی ذات معدوم نہیں ہوگی البتہ وہ حُسن اور خوبصورتی جو مد کی صورت میں پائی جاتی ہے ترکِ مد کی صورت میں فوت ہو جائے گی اور اس کا ترک اگرچہ حرام تو نہیں مگر موجبِ گناہ اور مکروہ ضرور ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۶۰)

مد کی دو قسمیں

(۱) اصلی (۲) فرعی: اصلی کو طبعی، طبیعی اور ذاتی اور قصر بھی کہتے ہیں، اور اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے اور یہ نہ تو اس پر موقوف ہے کہ مدہ کے بعد کوئی سبب (ہمزہ یا سکون) آرہا ہو اور نہ اس مقدار کے بغیر حروف مدہ کا وجود ہی ہوسکتا ہے، پس مدہ ادا ہی جب ہوتا ہے جب اس کو ایک الف کے برابر کھینچ دیا جائے۔

اگر مدہ کے بعد ہمزہ ہو جیسے جَآءَ. جِیۡٓءَ. سُوۡٓءِ یا سکون ہو جیسے اَلنَّـاسُ. اَلۡعٰلَمِيۡنَ. اَلرَّسُوۡلُ تو اس صورت میں مدہ میں ایک الفی سے زیادہ بھی مد ہوتا ہے اور اس کو مد فرعی کہتے ہیں۔

(مفتاح الکمال صفحہ ۶۳/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۵۵)

تنبیہ.... طبیعی مد کو پورے احتیاط سے ادا کرنا چاہیئے پس بِسۡمِ اللّٰهِ میں دونوں الفوں کو اور اسی طرح اس واؤ، یا مدہ کو جن کے بعد مد کا سبب نہ ہو غرض تینوں کو ایک الف کے برابر کھینچنا چاہیئے، کیونکہ اس کے بغیر مدہ کی ذات باقی نہیں رہتی۔ (مفتاح الکمال صفحہ ۶۶/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۵۶)

📖.... مدِ اصلی وہ مد ہے، جس کو قاری (پڑھنے والے) کی طبیعت ہی چاہتی ہے اگر اسکو بیان نہ بھی کیا جائے تب بھی طبیعتِ سلیمہ اس کشش (کھینچے) کا تقاضا کرتی ہے۔ (المقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۲۷۸)

مدِ فرعی کی نو(۹) قسمیں

(۱)..مدِ متصل ....حرف مدّہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو یعنی حرف مدّہ اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں تو اسکو مَدِّ متصل ،مدّ واجب اور مدّ تمکین کہتے ہیں جیسے (جَآءَ،جِیْٓءَ،سُوْٓءَ)

(۲)..مَدِّ منفصل ....حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو یعنی حرف مد پہلے کلمہ آخر میں ہو اور ھمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں تو اسکو مد منفصل ،مد جائز بھی کہتے ہیں جیسے بِمَآ اُنْزِلَ. قَالُوْٓا اٰمَنَّا. فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ. یادرہے کہ مدِ منفصل دونوں کلموں کے ملنے سے مد ہوگا اگر پہلے کلمہ پر وقف کردیا تو پھر مد نہ ہوگا۔

(۳)..مدِ لازم حرفی مثقل ....حروف مقطعات میں حروف مدہ کے بعد تشدید ہو تو اس کو مد لازم حرف مثقل کہتے ہیں جیسے الٓمّٓ میں لام کا مد۔ تو اس کو مد لازم حرف مثقل کہتے ہیں۔

(۴)..مَدِّ لازم حرفی مخفف ....حروفِ مقطعات میں حروفِ مدہ کے بعد محض سکون ہو یعنی تشدید نہ ہو جیسے قٓ.نٓ.یٰسٓ میں میم کا مد تو اس کو مَدِّ لازم حرفی مخفف کہتے ہیں۔

(۵)..مَدِّ لازم کلمی مثقل ....حروفِ مقطعات کے علاوہ کسی کلمہ میں حرف مد کے بعد تشدید ہو جیسے حَآجَّ.دَآبَّۃً.مُضَآرٍّ تو اسکو مَدِّ لازم کلمی مثقل کہتے ہیں۔

(۶)..مَدِّ لازم کلمی مخفف ....حروف مقطعات کے علاوہ کسی کلمہ میں حرف مد کے بعد تشدید نہ ہو جیسے آٰلْئٰنَ تو اسکو مَدِّ لازم کلمی مخفف کہتے ہیں۔

(۷)..مَدِّ عارض وقفی ....اگر حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو تو اسکو مد عارض وقفی کہتے ہیں جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ. یَعْلَمُوْنَ۔وغیرہ

(۸)..مَدِّ لین لازم ....اگر حرف لین کے بعد سکون لازمی ہو جو وقف اور وصل دونوں صورتوں میں باقی رہے جیسے کٓھٰیٰعٓصٓ.حٰمٓ عٓسٓقٓ.میں عین کا مد تو اسکو مَدِّ لین لازم کہتے ہیں۔

(۹)..مَدِّ لین عارض.... اگر حرف لین کے بعد سکون عارضی ہو تو اسکو مَدِّ لین عارض کہتے ہیں جیسے وَالصَّیْفْ.خَوْفْ وغیرہ۔

مدّوں کی مقداریں

(۱).. طول..تین تا پانچ الف..(۲)..توسط..دو تا تین الف..(۳)..قصر..ایک الف۔

مدّات میں مقدارِ مد

مَدِّ متصل اور منفصل میں دو تا چار الف، البتہ مدّ منفصل میں قصر یعنی ایک الف کے برابر بھی جائز ہے۔ مَدِّ لازم کی چاروں قسموں (کلمی مثقل، مخفف، حرفی مثقل، حرفی مخفف) میں تین تا پانچ الف۔مدِ عارض وقفی میں بھی تین تا پانچ الف مَدِّ لین لازم میں بھی تین تا پانچ الف۔البتہ مَدِّ لین عارض میں (راجح قول کے مطابق) ایک تا تین الف۔ (تنویر المرات صفحہ۹۲/ایضاح البیان صفحہ۶۶)

مد کرنے کی وجہ

مد یا تو اسلیئے ہوتا ہے کہ مدہ خفی ہے اور ہمزہ قوی اور سخت اور مخرج کی رُو سے بعید ہے اسلیئے اندیشہ تھا کہ ہمزہ قوی سے ملنے کے سبب کہیں مدہ غائب نہ ہو جائے (جیسا کہ عام طور پر ہو جاتا ہے) اسلیئے مد کے مدہ کو خوب ظاہر کر دیا یا اسلیئے کہ مد سے آواز میں قوت آجائے اور ہمزہ کے ادا کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے اور یہ دونوں وجوہ متصل اور منفصل دونوں کے مد کیلیئے ہیں کیونکہ دونوں کا سبب ایک ہے اور وہ ہمزہ ہے۔ (مفتاح الکمال صفحہ۷۱)

ضروری تنبیہ

مد کیلیئے ایک حد ہے جس پر وہ ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ سفیدی کیلیئے بھی ایک حد ہے جس پر وہ کامل ہو جاتی ہے اور جو حد سے بڑھ جاتی ہے تو سفیدی کے بجائے اس کو برص اور کوڑھ کہتے ہیں اسی طرح زلف کے مڑی ہوئی ہونے کی بھی ایک حد ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ مڑی ہوئی ہو تو اس کو اُلجھی ہوئی کہتے ہیں اور وہ ناپسندیدہ بن جاتی ہے اسی طرح وہ مد جو اپنی مقدار (ایک الف) سے زیادہ ہو جائے وہ بھی قراءۃ نہیں ہے اس کا اختیار کرنے والا جمہور کے مسلک سے نکل جاتا ہے۔ (مفتاح الکمال صفحہ۶۲)

دورِ حاضر کے قراء کی حالت

بہت قاریوں میں یہ مرض ہے کہ وقف کرتے وقت حروفِ مدہ کے مدِ طبعی کو محض ایک فتحہ (نصف الف) کی مقدار ادا کرتے ہیں اور اس نزاکت کو کمالِ قراءت تصور کرتے ہیں مثلاً سورۃ الضحی میں اس طرح پڑھتے ہیں مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلَ ۔اور سورۃ الاعلیٰ میں اس طرح پڑھتے ہیں وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدَ یہ سراسر غلط ہے اور حرام ہے۔ (التحفۃ المرضیہ صفحہ۱۰۸)

📖 ....اگر مد اصلی نہ کیا جائے تو لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ. لَیُکَلِّفُ اللّٰہُ (اسمیں الف مدہ کی مقدار کو نہ پڑھا) اسی طرح

اَلرَّ حْمٰنُ میں اَلرَّ حْمَنُ (اسمیں بھی الف مدہ کی مقدار کو نہ پڑھا) علیٰ معھذ القیاس واو یُوْ قِنُوْنَ (میں واو مدہ کو) چھوڑنے سے یُقِنُوْنَ ہوجائیگا، اوریا۔ اَلَّذِیْنَ میں چھوڑنے سے اَلَّذِنَ ہوجائیگا۔ (ہدیہ الوحید صفحہ ۴۲،۳۶)

تفخیم کے معنٰی

تفخیم کے معنٰی پُر پڑھنے کے ہیں اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ حرف کو اس طرح ادا کیا جائے کہ اس کو آواز سے منہ بھر جائے اور آواز ی قوی ہو۔

ترقیق کے معنٰی

ترقیق کے معنٰی ہیں باریک پڑھنا یعنی حرف کو اس طرح ادا کرنا کہ اسکی آواز سے منہ نہ بھرے اور وہ پُر حروف کے مقابلہ میں نحیف اور کمزور ہو، رہی صحیح ادائیگی سو وہ استاذِ مشاق سے سننے اور اسکے موافق ادا کرنے کی مشق سے ہی آسکتی۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۱۱)

را کے پُر پڑھنے کی صورتیں

📖.....را: پر زبر ہو جیسے رَبَّکَ●.....را: پر پیش ہو جیسے مَکَرُوْا●.....را: مشدّد پر ایک یا دو زبر ہوں جیسے ،اَلْبِرَّ سِرًّا :وغیرہ●.....را: مشدّد پر ایک یا دو پیش ہوں جیسے اَلْمَفَرُّ،شَرٌّ: وغیرہ●.....را: ساکن سے پہلے والے حرف پر زبر ہو جیسے زَرْعٌ:وغیرہ●.....را: ساکن سے پہلے والے حرف پر پیش ہو جیسے اَلْخُرْطُوْمِ:وغیرہ

●.....را: ساکن سے ماقبل کا کسرہ عارضی ہو جیسے اِنِ ارْتَبْتُمْ :وغیرہ●.....را: ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو مَنِ ارْتَضٰی :وغیرہ●.....را: ساکن ماقبل کسرہ اور مابعد حروفِ مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو جیسے: قِرْطَاسٍ ، لَبِالْمِرْ صَادِ، اِرْصَادًا وغیرہ●.....را: ساکن اور اس کے ماقبل پر زبر ہو جیسے اَلْاَبْصَارْ (بحالتِ وقف)

●.....را: ساکن اور اس کے ماقبل پر پیش ہو جیسے اَلنَّاقُوْرْ (بحالتِ وقف)

را کے باریک پڑھنے کی صورتیں

●.....را: پر زیر ہو جیسے رِجَالٌ:وغیرہ ●.....را: ساکن سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو جیسے فَکَبِّرْ: وغیرہ ●.....را: مشدّد کے نیچے زیر ہو جیسے مِنَ الرِّیْحِ:وغیرہ ●.....را: ساکن اور اس کا ماقبل کسرہ ہو جیسے بِہِ السِّحْرْ: (بحالتِ وقف) وغیرہ ●.....را: ساکن ماقبل یا ساکن ہو جیسے وَالْعِیْرْ: (بحالتِ وقف)

●.....را: ممالہ یعنی وہ را جس پر اِمالہ کیا جاتا ہے جیسے مَجْرٖ ھَا:

تنبیہ..... بعض لوگ اُولِی الْاِرْبَۃِ (پ۱۸) کے را کو پُر پڑھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ را ساکن سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر اصلی ہے۔

درج ذیل راءات پُر پڑھی جاتی ہیں

آیات	پارہ	رکوع	سورۃ	رکوع
اِنِ ارْتَبْتُمْ	۷	۴	مائدہ	۱۴
اِرْکَبْ مَّعَنَا	۱۲	۴	ھود	۴
اِرْجِعُوْا	۱۳	۴	یوسف	۱۰
رَبِّ ارْحَمْهُمَا	۱۵	۳	بنی اسرائیل	۳
لِمَنِ ارْتَضٰی	۱۸	۲	انبیاء	۲
رَبِّ ارْجِعُوْنِ	۱۸	۶	مؤمنون	۶
اَمِ ارْتَابُوْا	۱۸	۱۲	نور	۶
الَّذِی ارْتَضٰی	۱۸	۱۳	نور	۷
اِرْجِعْ	۱۹	۱۸	نمل	۳
مَنِ ارْتَضٰی	۲۹	۱۲	جن	۲
اِنِ ارْتَبْتُمْ	۲۸	۱۷	طلاق	۱
اِرْجِعِیْ	۳۰	۱۴	فجر	۱

شبہِ مستعلیہ

حروفِ مستعلیہ ہمیشہ اور ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں اور ان میں کوئی حرف ایسا نہیں جو کسی حالت میں بھی باریک پڑھا جاتا ہو۔

📖.... حروفِ مستفلہ ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔ البتہ ان میں الف، لام اور راء یہ تین حرف ایسے ہیں جو بعض حالتوں میں پُر پڑھے جاتے ہیں اور بعض حالتوں میں باریک۔ (زینۃ القرآن صفحہ ۴۵)

الف کی تفخیم: اگر الف سے پہلے والا حرف پُر ہے تو الف بھی پُر پڑھا جاتا ہے جیسے خَا. صَا. ضَا. طَا. ظَا. قَا، قَالَ، طَالَ، ظَالِمِیْنَ، صَادِقِیْنَ، قَانِتِیْنَ وغیرہ: اور یہ بھی یاد رہے کہ الف سے پہلے والا حرف جس درجہ کا پُر ہوگا الف بھی اسی درجہ کا پُر ہوگا۔ (کتبِ تجوید)

الف کی ترقیق : اگر الف سے پہلے حرف باریک ہے تو الف بھی باریک پڑھا جاتا ہے جیسے بَا۔ تَا۔ حَا۔ فَا۔ هَا۔ نَاصِرِیْنَ ۔ مٰکِرِیْنَ ۔ فٰکِهِیْنَ وغیرہ۔ (کتب تجوید)

لام کی تفخیم: لفظ اَللّٰهُ یا اَللّٰهُمَّ سے پہلے اگر زبر پیش ہو تو اس لام کو پُر پڑھتے ہیں جیسے رَبُّنَا اللّٰهُ. نَصَرَهُ اللّٰهُ وغیرہ۔ اس طرح پڑھنے کو تفخیم کہتے ہیں۔

لام کی ترقیق: لفظ اَللّٰهُ یا اَللّٰهُمَّ سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو جیسے لِلّٰهِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ وغیرہ اس طرح پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں۔ (کتب تجوید)

پُر اور باریک حرفوں کے بارے میں تنبیہ

(حرفوں کے پُر اور باریک پڑھنے میں) اتنا مبالغہ نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کی وجہ سے حرف مفخم میں واؤ کی آمیزش یا واؤ کی صاف زیادتی معلوم ہو یہ اہلِ فن کے طریقہ کے بالکل خلاف ہے کہ لوگ عام طور پر پُر حرف کو ادا کرتے وقت ہونٹوں کو ذرا گول سا بنا لیتے ہیں جس سے لازماً اس حرف میں واؤ کا کچھ اثر آجاتا ہے حالانکہ تخفیم میں ہونٹوں کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہے۔

بعض لوگ حروفِ مستفلہ (باریک پڑھے جانے والے) کی اور بالخصوص اس الف کی جو حروف مستفلہ کے بعد آرہا ہو ترقیق میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ اسمیں یا کی آمیزش ہو کر اِمالہ صغریٰ کی سی کیفیت ہو جاتی ہے اور یہ بات بھی صحیح ادا کے خلاف ہے۔ خلاصہ یہ کہ تفخیم و ترقیق میں اِفراد تفریط (زیادتی اور کمی) نہیں ہونی چاہیئے اور ان تمام خامیوں کی اصلاح کسی مشفق اور کامل استاذ کے میسر آجانے سے ہی ہوسکتی ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۱)

تمام حرکات معروف ہی ہیں

محقق العصر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ فرماتے ہیں کہ تمام حرکات اور حروف قرآن مجید میں معروف وخالص منقول و ثابت ہیں اسلیئے ان کا مجہول پڑھنا لغت عربیہ اور صفت قرآنیہ کے سراسر خلاف ہے جو ہرگز درست اور جائز نہیں اسی بناء پر تمام قراء کا ہر زمانہ میں اور ہر قرن میں معروف پڑھنے پر اِتفاق و تعامل (متفقہ عمل) رہا ہے پس یہ ادا متواتر و قطعی ہے۔ (کمال الفرقان صفحہ ۲۰۲)

فائدہ.... عہد نبوی (ﷺ) سے لیکر آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن و دور میں تمام مستند قراء و فقہاء اور مجودین وآئمہ محققین علماءِ قراءت و مشائخِ ادا اور اساتذہ اَمصار و شیوخ دیار حرکاتِ عربیہ قرآنیہ کے معروف طریق

کے موافق ادا کرنے پر اتفاق وتعامل رہا ہے ونیز جملہ کتبِ تجوید وقراءت ولُغَتْ وفِقْہْ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے آج تک کسی بھی مستند ومُعْتَمَدْ مُجَوِّدْ ومُصَنِّفِ فن نے اِعتقاداً وعملاً وعلماً حرکات کے تلفظ کو مجہول شکل میں نہیں بتایا اور نہ ہی مستند ومُعْتَمَدْ وخواص اہلِ فن علماء میں سے کسی کا آج تک مجہول پڑھنے پر عمل رہا ہے۔

(کمال الفرقان صفحہ ۲۰۴)

فائدہ....کلامِ عرب میں عموماً اور قرآن کریم میں خصوصاً تینوں حرکات معروف ہیں مجہول قطعاً نہیں۔

تنبیہ....قرآن کریم میں ہر جگہ زبر، زیر، پیش کو معروف پڑھنا چاہیئے مجہول پڑھنا درست نہیں اس طرح پڑھنا اہلِ عجم کا طریقہ ہے جو عربیت کے خلاف اور لحنِ جلی اور حرام ہے۔ (کمال الفرقان صفحہ ۲۰۲)

معروف اور مجہول حرکات

معروف حرکت وہ ہے جو کامل اور خالص اور عمدہ اور ہلکی ہو جس کو سننے والا صفائی کیساتھ سمجھ لے کہ اس نے فلاں حرکت ادا کی ہے اور اس کو دوسری حرکت کا شبہ بالکل نہ رہے۔

مجہول حرکت وہ ہے جو ناقص ہو اور لطیف طبیعت پر اس کے سننے سے گرانی ہوتی ہو اور سننے والا یہ بات صفائی سے نہ سمجھ سکے کہ اس نے کون سی حرکت ادا کی ہے۔

تنبیہ.... یاد رکھیں کہ عرب کے کلام میں اور خصوصاً قرآن میں تینوں حرکتیں معروف ہی ہیں عربی میں مجہول حرکت قطعاً نہیں ہے۔

تنبیہ....افسوس کا مقام ہے کہ علمی طبقے میں بھی مجہول کے بجائے معروف حرکات کیساتھ اجنبیت کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

تنبیہ....اگر کوئی صاحب حدیث میں معروف حرکات پڑھتے ہیں تو دوسرے طلباء ان کا مذاق اُڑاتے ہیں اللہ رحم فرمائے۔ (تسہیل القواعد صفحہ ۸۹)

معروف اور مجہول کی مثالیں

حرکت کی دو قسمیں (۱) معروف (۲) مجہول اور حکم ان کا یہ ہے کہ قرآن مجید میں بلکہ تمام عربی کتابوں اور عربی بول چال میں حرکت معروف ہی ادا کی جاتی ہے۔

مجہول حرکت غیر عربی زبانوں میں مستعمل ہے، عربی میں اس کا استعمال قطعاً نہیں ہوتا۔

حرکت معروف اور مجہول میں لفظی طور پر امتیاز اور فرق تو استاذ کی زبان سے سننے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

☆ ....حرکت معروف وہ ہے جس کے کھینچنے سے واوٴ معروف اور یائے معروف پیدا ہو۔

☆ ....اگر پیش اور زیر کو اس طرح ادا کیا جائے کہ اس کے کھینچنے سے واوٴ اور یا مجہول پیدا ہوں تو وہ ضمہ اور کسرہ مجہول کہلا ئیگا اور یہ دونوں عربی میں معروف ہی پڑھے جاتے ہیں مجہول بالکل نہیں پڑھے جاتے۔

☆ ....اُردو اور فارسی میں معروف بھی ہیں اور مجہول بھی، چنانچہ لفظ نور اور جمیل کی واوٴ یا تو معروف ہیں اور لفظ مُور اور لفظ درویش کی واوٴ یا مجہول۔

☆ ....ایک زبر نصف الف ایک پیش نصف واوٴ اور ایک زیر نصف یا ہوتا ہے اسلیئے جس طرح یہ حروف معروف پڑھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان حرکتوں کو بھی معروف ہی پڑھنا چاہیئے۔ (معلم التجوید ۱۵۷)

کیفیتِ اَدَاء اور عملی مشق

ہر حرکت کے ادا کرنے میں اسکی اپنی ہی کیفیتِ ادا کو ملحوظ رکھنا چاہیئے ورنہ دوسری حرکت کی کیفیت کے اسمیں مل جانے سے وہ حرکت ناقص اور غلط ادا ہوگی، رہی ان حرکتوں کی عملی طور پر ادائیگی سو وہ استاذِ مجود سے سننے اور اسکے موافق مشق کرنے سے ہی آسکتی ہے۔ (معلم التجوید ۱۵۶)

اِظہار کے لغوی معنٰی

اظہار کے لغوی معنٰی اَلْبَیَانُ یعنی خوب ظاہر کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں اظہار کی تعریف یہ ہے (اِخْرَاجُ کُلِّ حَرْفٍ مِنْ مَخْرَجِهٖ مِنْ غَیْرِ غُنَّةٍ فِی الْمُظْهَرِ) یعنی حرف مُظْهَرْ کو اسکے اپنے مخرج سے بغیر غنہ زمانی کے ادا کرنا۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۴)

📖 ....اظہار چونکہ حرف کی اصلی حالت کا نام ہے اور باقی تین صفاتِ عارضہ ہیں اسلیئے اظہار تو وقف و وصل دونوں حالتوں میں ہوتا ہے اور باقی تین احکام چونکہ کسی حرف کے ان کیساتھ ملنے سے پیدا ہوتے ہیں اسلیئے وہ وصل ہی کے ساتھ حرف خاص ہیں۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۹)

اِظہار کی حقیقت

حروفِ حلقی سے پہلے اظہار تو اسلیئے ہوتا ہے کہ ان کا (حروفِ حلقی کا) اور نون کا مخرج دُور دُور ہے جس کا تقاضا یہی ہے کہ نون کو خود اسی کے مخرج سے کسی تغیر کے بغیر صاف طور پر ادا کیا جائے اور یہی حقیقت ہے اظہار کی۔ (التقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۲۶۳)

📖 ....اِظہار کی حقیقت یہ ہے کہ نون ساکن وتنوین کے بعد چھ حرفوں (حروفِ حلقی) میں سے کوئی آجائے تو

وہاں اظہار سے پڑھتے ہیں یعنی نونِ مظہرہ کو اسکے اصلی مخرج یعنی طرفِ لسانی اور تالو سے بغیر غنہ کے ادا کرنا چاہیئے۔

تنبیہ.... ہاں اس کا خیال رکھو کہ نون مظہرہ پر نہ تو سکتہ سا ہونے پائے اور نہ اس کا سکون ہلنے ہی پائے کہ قلقلہ سا ہو جائے اور چونکہ نون حروفِ متوسطہ میں سے ہے اسلیئے اظہار کی صورت میں اسکی آواز مخرج پر زیادہ قوت کیساتھ بھی نہیں ٹکنی چاہیئے جیسا کہ بعض لوگوں سے اظہار کے اہتمام میں ایسا ہو جاتا ہے بلکہ نون کا سکون نہایت لطافت کیساتھ ادا ہو اور پھر بلا فصل دوسرے حرف کی آواز شروع ہو جائے۔

(معلم التجوید صفحہ ۱۲۷)

.... اظہار کے ادا کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے نون ساکن اور تنوین کو ان کے مخرج سے غنہ کی صفت اور کشش دونوں کے بغیر خالص سکون سے ادا کیا جائے پھر بلا فاصلہ اظہار کے حروف کو ان کی حرکت سمیت ادا کریں اور نون پر سکتہ نہ ہونے پائے اور قلقلہ بھی نہ ہو حرف میں اظہار اصل ہے۔

(مفتاح الکمال صفحہ ۱۹/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۳۹)

اِظہارِ حلقی کی مثالیں

نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی (ء. ہ. ع. ح. غ. خ) میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ظاہر کر کے پڑھیں گے اس کو اظہارِ حلقی کہتے ہیں۔ جیسے

همزہ: وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ:مَنْ اٰمَنَ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ‏ ‏ ها: مِنْهَا: مَنْ هَاجَرَ: جُرُفٍ هَارٍ

عین: اَنْعَمْتَ: مِنْ عَيْنٍ: يَوْ مَئِذٍ خَاشِعَةٌ ‏ ‏ حا: وَانْحَرْ: مِنْ حَكِيْمٍ: عَلِيْمًا حَكِيْمًا

خا: وَالْمُنْخَنِقَةُ: مَنْ خَلَقَ: عَلِيْمًا خَبِيْرًا ‏ ‏ غین: فَسَيُنْغِضُوْنَ: مِنْ غِلٍّ: مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ وغیرہ

(معارف التجوید صفحہ ۹۴)

اِظہارِ مطلق

(۱). قِنْوَانٌ (۲). صِنْوَانٌ (۳). بُنْيَانٌ (۴). دُنْيَا میں اظہار ہوتا ہے اسکو اظہارِ مطلق کہتے ہیں۔

(معلم التجوید صفحہ ۱۲۵)

اِظہارِ مطلق کیوں ہوتا ہے؟

اگر نون ساکن یا تنوین اور واؤ یا یا تحتانیہ ایک کلمہ میں ہوں تو اس وقت ادغام نہیں بلکہ باجماع اظہار

ہوتا ہے جس کو اظہارِ مطلق کہتے ہیں جیسے قِنْوَانٌ. صِنْوَانٌ. بُنْیَانٌ. دُنْیَا اِن چاروں کلموں کے سوا قرآن مجید میں اس قسم کے اور کلمے نہیں آئے۔ اس صورت میں ادغام نہ ہونے کا یہ سبب ہے کہ ہر قسم کا ادغام تخفیف اور سہولت کیلئے کیا جاتا ہے اور ان کلموں میں ادغام سے مزید ثقالت پیدا ہوجاتی ہے مثلاً اَلدُّیَّا ثقیل ہے اَلدُّنْیَا سے۔ (عذار القرآن صفحہ ۱۵۲ وکتب تجوید کثیرہ)

تنبیہات

جب بھی نون ساکن کے بعد حلقی حروف میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں نون کے سکون کو اور اسی طرح میم ساکن کے بعد با اور جیم اور میم کے سوا کوئی اور حرف ہو تو اس صورت میں میم کے سکون کو بالکل صاف ادا کرنا چاہیئے نہ تو نون اور میم ساکن پر خفیف ساسکتہ کریں اور نہ غنہ کریں اسلیئے کہ یہ کھلی غلطی ہے، نیز قلقلہ سے بھی پوری طرح پرہیز کریں۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۸۶)

📖.... ساکن حرفوں کے سکون کو پوری طرح اس طرح کامل ادا کرو کہ حرکت کی بُو بھی نہ آنے پائے۔

(الجواھر النقیہ صفحہ ۱۱۳)

📖.... ہر جگہ حرکت اور سکون کو اہتمام کیساتھ ادا کرنا ضروری ہے تاکہ حرکت کی جگہ سکون اور سکون کی جگہ حرکت ادا نہ ہوجائے، حرکت وسکون کے بدل جانے سے بہت سی جگہ معانی بھی بدل جاتے ہیں اور خصوصیت کیساتھ ان مواقع میں سکون کی حفاظت کا دھیان ضروری ہے۔

تنبیہ.... جہاں ترکِ سکون سے بے جگہ ادغام ہوجانے کا اندیشہ ہو جیسے جَعَلْنَا اور ضَلَلْنَا اور اسی قسم کے دیگر وہ کلمات جہاں خیال نہ کرنے سے نون میں لام کا ادغام ہوجاتا ہے۔

تنبیہ.... اس امر کا دھیان بھی ضروری ہے کہ جَعَلْنَا وغیرہ میں لام ساکن پر فتحہ ادا نہ ہوجائے جیسے بعض جاہل (پڑھنے والے) لام کو ہلا دیتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لام میں قلقلہ کر رہے ہیں لام مفتوح ہوجانے سے صیغہ بھی بدل جائیگا جس سے معنیٰ متغیر ہوگا۔

تنبیہ.... اَنْعَمْتَ کے نون اور میم اور اَلْمَغْضُوْبِ کی عین کے سکون کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے بعض لوگ ایسی غفلت کیساتھ پڑھتے ہیں کہ ان کو فتحہ دے کر ع کو حذف کرتے ہوئے اَنَمْتَ پڑھ جاتے ہیں اور بعض لوگ میم کو اس طرح ہلا دیتے ہیں کہ جس سے اس پر فتحہ پیدا ہوجاتا ہے

تنبیہ.... بعض لوگ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ پڑھتے ہیں کہ میم مفتوح کے بعد غین حرکت سی پیدا ہوجاتی ہے یہ سب غلط ہے اور واجب الاحتراز ہے۔ (التحفۃ المرضیہ صفحہ ۷۷)

سکون کے معنٰی

سکون باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے دخول، خروج کی طرح مصدر ہے یعنی کے لغوی معنٰی ہیں ٹھہرنا، آرام لینا اور اصطلاحاً یہ معنٰی ہیں کہ حرف کا بغیر حرکت کے ہونا، حرف کا جزم والا ہونا۔ (معلم الاداء صفحہ ۹۷)

📖 ....ساکن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ یہ حرف اس حال میں ہے کہ اسکے بعد مدہ کا ادا کرنا ممکن نہیں۔
(مفتاح الکمال صفحہ ۱۲/تسہیل القواعد صفحہ ۹)

📖 ....ساکن حرف اسکو کہتے ہیں جس پر یا تو جزم ہو یا کچھ بھی نہ ہو (جیسا کہ قرآن مجید عربی رسم الخط طبع شدہ سعودیہ کے ہیں) (تسہیل القواعد صفحہ ۹)

📖 ....نون ساکن اس نون کو کہتے ہیں جو پڑھنے میں بھی آتا ہو اور لکھنے میں بھی، نیز وقف میں بھی ثابت رہتا ہے، اور وصل میں بھی اور اسم فعل (کلمہ کے تینوں اقسام) میں آتا ہے کلمہ کے درمیان میں بھی آتا ہے اور آخر میں بھی، اور شروع ہی سے اس کا ساکن ہونا ضروری نہیں اور کبھی تاکید کیلئے بھی آتا ہے جسے نون خفیفہ کہتے ہیں۔
(التحفة المرضیہ صفحہ ۱۰۰)

حرف ساکن کی اداء

امامِ فن حضرت قاری محمد شریف صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ حرف ساکن کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو جماؤ کیساتھ اس طرح ادا کیا جائے کہ اس کی آواز مخرج میں رُک جائے اور ہلنے نہ پائے اور پھر بغیر فصل کے دوسرا حرف ادا ہو (اگر ساکن کے بعد والا حرف فوراً اور بلا فصل ادا نہ ہوگا تو سکتہ سا ہو جائیگا) کیونکہ آواز کے ہلنے سے اس میں حرکت کا کچھ اثر آجاتا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۵۸)

📖 ....ساکن ادا ہونے میں بھی ماقبل کے تابع ہی ہے کیونکہ حرف متحرک کو ساتھ ملائے بغیر محض ساکن کا تلفظ نہیں ہوسکتا، لہٰذا اس کی تفخیم کے مراتب کے بارے میں بھی ماقبل کی حرکت ہی کا اعتبار کیا گیا ہے۔ (توضیحات مرضیہ صفحہ ۵۹ طبع جدید)

📖 ....حرف ساکن کی آواز کے مخرج میں بند ہونے کے فوراً بعد ہی دوسرا حرف نہ نکلے گا بلکہ کچھ دیر کے بعد ادا ہوگا تو یہ سکتہ ہو جائیگا۔ (توضیحات مرضیہ صفحہ ۹۰ طبع جدید)

تنبیہات

حرف ساکن کی ادائیگی میں دو باتوں کا خیال رہنا چاہیے۔ ایک یہ کہ اسکا سکون تام ادا ہو۔ جس کی صورت یہ ہے کہ حرف ساکن کے ادا کرتے وقت اِتصالِ عضوَین کا پورا پورا خیال رکھا جائے، ورنہ

اگر اتصال اچھی طرح نہ ہوگا تو لامحالہ اس میں حرکت کا اثر آجائیگا اور یہ غلطی عام ہے۔ دوسری یہ کہ اسکے بعد دوسرا حرف فوراً ادا ہو، کیونکہ اگر فوراً ادا نہ ہوگا تو سکتہ ہوجائیگا۔ پس حرفِ ساکن پر سکتہ ہونے اور اسکے متحرک ہوجانے، دونوں ہی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ (توضیحات مرضیہ صفحہ ۹۰ طبع جدید)

تنبیہ.... سکون کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہیئے، ہرگز یہ نہ ہو کہ حرکت کی طرح سنائی دے اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ساکن حرف کی صَوْت (آواز) مخرج میں بند ہوجائے اس کے بعد ہی معاً (فوراً) دوسرا حرف نکلے اور اگر یہ دوسرے حرف کے ظاہر ہونے سے پہلے اس حرف کے مخرج میں کچھ بھی جنبش ہوگئی تو لامحالہ اس سکون پر ایک حرکت کی سی صوت پیدا ہوجائیگی (جو مشابہ ہے قلقلہ کے) جس سے یہ ساکن حرف مقلقل اور مشابہ مشدّد حرف ہوجائیگا۔ (ہدیۃ الوحید صفحہ ۴۸ ملتان/صفحہ ۷۰ لاہور)

تنبیہ.... حرف ساکن کے بعد جب همزه آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساکن کا سکون تام اور حرفِ ہمزہ خوب صاف ادا ہو ایسا نہ ہو کہ همزه حذف ہوجائے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہوجائے جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ہوجاتا ہے بلکہ وہ ساکن بعض وقت مشدّد بھی ہوجاتا ہے مثلاً مَــنْ اٰمَنَ قَدْ اَفْلَحَ. اِنَّ الْاِنْسَانَ۔ (ہدیۃ الوحید صفحہ ۴۹/صفحہ ۱۷۔ لاہور)

تنبیہ.... اَنْعَمْتَ میں اکثر بچے اور اسی طرح اکثر آئمہ مساجد عین کے بجائے الف پڑھتے ہیں جیسا کہ بچوں سے بوقتِ امتحان اور آئمہ مساجد سے بحالتِ نماز اور نیز اسی طرح نون ساکن کے بجائے تشدید کی صورت میں بھی پڑھتے ہیں۔

📖.... حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ اَنْعَمْتَ کے نون اور میم کو بعض لوگ ایسی غفلت کیساتھ پڑھتے ہیں کہ ن کو فتحہ دے کر ع کو حذف کرتے ہوئے اَنَمْتَ پڑھ جاتے ہیں اور بعض لوگ میم کو اس طرح ہلا دیتے ہیں کہ جس سے اس پر فتحہ پیدا ہوجاتا ہے۔ (التحفۃ المرضیہ شرح المقدمۃ الجزریہ صفحہ ۷۷)

تنوین کے معنٰی

تنوین کے معنٰی ہیں آواز دینا اور چنانچہ نَوَّنَ الطَّائِرُ پرندہ نے آواز نکالی اور اِصطلاح کی رُو سے تنوین اس نون ساکن کا نام ہے جو اصلی حروف سے زائد ہو اور پڑھنے میں آئے اور لکھنے میں نہ آئے، نیز وصل میں ثابت رہے اور وقف میں یا تو حذف ہوجائے یا بدل جائے اور یہ اسم کے آخر میں ہی آتا ہے اور کتابت میں اس کے بجائے حرکت کو دوبار لکھ دیتے ہیں۔ (مفتاح الکمال صفحہ ۱۱)

📖.... نون ساکن وہ نون ہے جو پڑھنے میں بھی آتا ہے اور لکھنے میں بھی اور وصل میں بھی رہتا ہے اور وقف

میں بھی اور اسم اور فعل اور حرف تینوں کے درمیان بھی ہوتا ہے اور آخر میں بھی ہے۔
(مفتاح الکمال صفحہ ۱۱/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۳۱)

📖...کسی حرف پر دوزبر، دوزیر یا دو پیش کے ادا کرتے وقت آخر میں جو نون کی آواز پیدا ہوتی ہے، اسکو تنوین کہتے ہیں۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۸۵)

📖...تنوین باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا لفظی ترجمہ ''نون بنانا'' اور پرندہ کا آواز نکالنا ہے اور اِصطلاحاً اُس نون ساکن کو تنوین کہتے ہیں جو پڑھنے میں آئے اور لکھنے میں نہ آئے اور وصل میں ثابت رہے اور وقف میں یا تو حذف ہو جاتا ہے یا الف سے بدل جاتا ہے۔ اور ہمیشہ آخر کلمہ میں ہوتا ہے درمیان میں نہیں ہوتا اور اصل وضع کے اعتبار سے شروع سے ہی ساکن ہوتا ہے اور تاکید کیلئے نہیں آتا اور کتابت میں بشکل نون نہیں لکھا جاتا بلکہ نون کی آواز ظاہر کرنے کیلئے دوزبر یا دوزیر یا دو پیش لکھ دیئے جاتے ہیں۔
(التحفۃ المرضیہ صفحہ ۱۰۰)

📖...تنوین بابِ تفعیل جس کے لغوی معنٰی نون بنانا، نون پڑھنا ہیں، اور اِصطلاحاً اُس صوتِ خیشومی کو کہتے ہیں جو کلمہ کے آخری حرکت کے بعد مثل نون ساکن کے ہو۔ اور تنوین ہمیشہ آخری حرف کی حرکت کے تابع ہوتی ہے۔ (معلم الاداء صفحہ ۷۳)

📖...دوزبر دوزیر اور دو پیش کو تنوین کہتے ہیں اور جس حرف پر تنوین ہو اس کو مُـنَـوَّن (تنوین والا کلمہ) کہتے ہیں۔

📖...کسی کلمہ کے آخر میں نون ساکن غیر مرسوم (نون نہ لکھا ہوا) ہوتا ہے تو اس پر دوسری حرکت لکھ دیتے ہیں تاکہ پڑھنے والا پہلی حرکت کے بعد نون ساکن پر تلفظ کرے پس حرکتِ اُولٰی (پہلی حرکت) اُس حرف کی ہوتی ہے اور حرکتِ ثانیہ نون تنوین کی علامت ہوتی ہے۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۲۹۵)

تنوین کی حیثیت

تنوین کلمہ کے اصلی یعنی وضعی حروف میں سے نہیں ہوتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ نہ کلمہ کے شروع میں آتی ہے اور نہ درمیان میں، لیکن اس پر حروف اصلی والے تمام احکام جاری ہوتے ہیں۔
(معلم الاداء صفحہ ۷۳)

📖...تنوین حقیقت میں نون ساکن ہوتا ہے ہجوں میں دو ساکنین کا اکٹھے پڑھنا محال ہے اسلیئے ہجے کرتے وقت اَلِفُ اور یا کا نام نہیں لیتے۔

(ہدایات نورانی قاعدہ/از قاری محمد شاکر صاحب/مطبوعہ تحفیظ القرآن گارڈن کراچی)

📖.....نونِ تنوین حقیقت میں نون ساکن ہے اور اَلِفْ باعتبارِ حکم کے ساکت ہے اسلیئے اَلِفْ اور یا پر کسی حرکت یا سکون حکم نہیں لگایا جا سکتا، لہٰذا رسم الخط میں اَلِفْ کا لکھنا واجب ہے اور ہجوں میں سکون کا، اور وقف میں اِثبات (باقی رکھنے) کا حکم لگایا جائے گا۔

(نورانی قاعدہ، از قاری محمد شاکر صاحب، مطبوعہ تحفیظ القرآن گارڈن کراچی)

اِدغام کے لغوی معنٰی

ادغام کے لغوی معنٰی (اِدْخَالُ الشَّیْءِ فِی الشَّیْءِ) یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں ادغام کی تعریف ان لفظوں میں بیان کی جاتی ہے یعنی حرف ساکن کو حرف متحرک میں اس طرح ملا دینا کہ وہ دونوں مل کر ایک مشدّد حرف ہو جائیں اور دونوں کی ادائیگی کے وقت عضو ایک ہی بار کام کرے، یعنی دونوں ایک ہی مخرج سے بلا فصل ادا ہوں۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۴)

📖.....ادغام کی حقیقت یہ ہے کہ پہلا حرف دوسرے حرف سے بدل جائے اور تشدید کامل طور پر پائی جائے اور مدغم کی نہ تو ذات ہی کا اثر باقی رہے نہ اس کی صفت کا۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۴۱)

نونِ مدغم کی ادائیگی

نونِ مدغمہ کو اس طرح ادا کرو کہ اس کے بعد والے حرف سے بدل کر دونوں کو ایک مشدّد حرف کی طرح پڑھو پھر ادغام بلاغنہ میں تو نون کا اثر بھی باقی نہیں رہنا چاہیئے، اور ادغام بالغنہ میں اس کا اثر یعنی غنہ باقی نہیں رہنا چاہیئے مگر تشدید ادغام بالغنہ کی صورت میں بھی ادا ہوگی۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۷)

اِدغام کی مثالیں

نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آجائے تو اسکو اِدغام کے ساتھ پڑھتے ہیں البتہ چار حروف یا. نون. میم اور واو کو ادغام مع الغنہ (ادغامِ ناقص) سے پڑھتے ہیں۔

یا: لِمَنْ یَّرٰی: خَیْرًا یَّرَہٗ

نون: مِنْ نَّارٍ: عِظَامًا نَّخِرَۃً

میم: مِنْ مَّآءٍ: عَذَابًا مُّهِيْنًا

واو: مِنْ وَّالٍ: تُرَابًا وَّعِظَامًا

لام اور را میں ادغام بلاغنہ (ادغامِ تام) سے پڑھتے ہیں

مِنْ رَّبِّهِمْ: اَخْذَةً رَّابِيَةً

مِنْ لَّدُنْهُ: هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

(معلم التجوید صفحہ ۱۲۷

غنہ کے لغوی معنٰی

غنہ آنی کی تعریف غنہ کے لغوی معنی ہیں گنگناہٹ بھنبھناہٹ اور وہ آواز جو خیشوم (ناک کا بانسہ) میں گھری ہوئی اور کبوتر اور قمریوں کی اور ہرنی کے رونے کی اس آواز کے مشابہ ہوتی ہے جو وہ اپنے بچہ کے ضائع ہونے پر نکالتی ہے۔ (کمال الفرقان صفحہ ۸۸)

📖 ....غنہ ایک مزیدار آواز کا نام ہے جو نون اور میم میں پائی جاتی ہے۔

غنہ اس سے مراد ناک کی وہ گنگنی آواز ہے جو نون اور میم کے ادا ہوتے وقت ان میں ظاہر ہوتی ہے پھر غنہ دو طرح کا ہوتا ہے (۱) غنہ آنی (۲) غنہ زمانی۔

زمانی پھر غنہ خواہ آنی ہو اور خواہ زمانی نون اور میم ان ہی دو حرفوں کے ساتھ خاص ہے انکے علاوہ کسی اور حرف میں یہ نہیں پایا جاتا البتہ غنہ آنی تو نون اور میم میں ہر حالت میں ہوتا ہے اور کسی حالت میں بھی یہ حرف اس سے خالی نہیں ہوتے۔ اور غنہ زمانی نون اور میم میں بعض خاص حالتوں میں ہی ہوتا ہے اور اسکی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے اور قاری کو اسکے ادا کرنے کیلئے ارادہ کرنا پڑتا ہے اور غنہ آنی کی طرح بلا ارادہ اور بلا اہتمام حرف کیساتھ ہی ادا نہیں ہوجاتا۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۳۶)

📖 ....غنہ آنی تو وہ غنہ ہے جو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے خواہ یہ ساکن ہوں یا متحرک مشدّد ہوں یا مخفف، مظہرہ ہوں یا مخفاۃ کسی حالت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتا اور اگر ناک کے سوراخ کے بند ہوجانے کی وجہ سے یہ صفت ادا نہ ہو تو یہ دونوں حرف بہت ہی ناقص ادا ہوتے ہیں اور یہ ان دونوں حرفوں کی حرکت اور سکون کیساتھ ہی ادا ہوجاتا ہے جو نہایت ہی تھوڑا اور لطیف ہوتا ہے۔

غنہ زمانی وہ غنہ ہے جو نون اور میم کی صرف بعض حالتوں میں پایا جاتا ہے اور اسکی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۹۷/کمال الفرقان صفحہ ۹۲)

تنبیہ....غنہ کی مقدار دو حرکتوں (ایک الف) کے برابر ہے پس اسکو دو یا تین الف کے برابر کھینچنا جیسا کہ آجکل دستور ہو رہا ہے ناواقفیت یا بے التفاتی پر مبنی ہے۔

(مفتاح الکمال صفحہ ۴۴ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۴۰/کمال الفرقان صفحہ ۸۹)

فائدہ....تشدید کی حالت میں نون اور میم کو حرف غنہ کہتے ہیں۔

(مفتاح الکمال صفحہ ۳۸/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۲۳)

تنبیہ....غنہ کی مقدار دو حرکتوں کے برابر ہے۔

📖 ....غُنّہ خیشوم کی آواز کا نام ہے اور خیشوم نتھنے کو نہیں کہتے بلکہ یہ اس چیز کا نام ہے جو ناک کی جڑ میں منہ کے اندر والے حصّہ کی طرف حلق کے بالائی حصّہ کے اُوپر لگی ہوئی ہے۔ (مفتاح الکمال صفحہ ۲۳)

📖 ....وقف کی صورت میں مشدّد حرف کو اس طرح ادا کرائیں کہ تشدید باقی رہے اور آخر میں حرکت کا کوئی حصّہ ظاہر نہ ہو۔

📖 .... مشدّد حرف اگر قلقلہ کا ہو تو اُسے پورے جماؤ اور مضبوطی کیساتھ ادا کرتے ہوئے قلقلہ ادا کرائیں۔

📖 ....نون اور میم مشدّد میں غنہ ہوتا ہے جس کی مقدار مد ایک اَلِفْ کے برابر کرائیں نہ کم نہ زیادہ۔

📖 ....غنہ ادا کرنے کیلئے اس کے سوا اور کچھ نہیں کرنا پڑتا کہ ان حرفوں میں بہ نسبت دوسرے حرفوں کے دیر کچھ زیادہ لگائی جاتی ہے اور بس۔ (قواعد هجاء القرآن صفحہ ۱۱۷)

تنبیہ....غُنّہ کرتے وقت نتھنے نہیں پھولنے چاہیئے کیونکہ غُنّہ کا مخرج نتھنے نہیں ہیں بلکہ ناک کی جڑ ہے۔ (التقدمة الشريفيه صفحه ۸۲)

غُنّہ کا مطلب

استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یوں تو تشدید والے سب ہی حرفوں میں دو حرفوں کے برابر دیر لگتی ہے۔ لیکن اگر یہ حرف نون یا میم ہو جیسے اِنَّ اور عَمَّ وغیرہ تو ان میں دیر دوسرے حرفوں سے بھی کچھ زیادہ لگاتے ہیں جس کی مقدار ایک اَلِفْ کے برابر ہوتی ہے چونکہ ان دونوں حرفوں کے ادا ہوتے وقت آواز ناک میں اچھی طرح جاتی ہے اور دیر تک رہتی ہے، اسلیئے اس کیفیت اور دیر لگانے کو علماءِ تجوید کی اِصطلاح میں غُنّہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ (قواعد هجاء القرآن صفحه ۸۳)

درجاتِ غنّہ

●....نون و میم مشدّد میں سب سے زیادہ اور کامل تر ●....یہ دونوں اخفا والے ہوں تو اس سے کم ●....جو نون ناقص ادغام سے مدغم ہو اس سے بھی کم ●....دونوں ساکن ہوں اور اظہار والے تو اس سے کم ●....دونوں حرکت والے ہوں اور بلا تشدید ہوں تو سب سے کم غنہ ہوتا ہے اور ان میں سے پہلی تین صورتوں کے غنہ کو غنّہ صفتی اور چوتھی اور پانچویں صورت کے غنہ کو غنہ ذاتی کہتے ہیں۔

(العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۲۸/ کمال الفرقان صفحہ ۹۲/ التحفۃ المرضیہ صفحہ ۱۰۵)

تنبیہ....قاری کے ذمہ واجب ہے کہ غُنّہ کے ادا کرنے میں میم اور نون سے پہلے مدہ کے پیدا کرنے سے

پرہیز کرے، کیونکہ بہت سے حضرات اس بارے میں بے احتیاطی اور بے پرواہی کرتے ہیں اور غنہ کے ظاہر کرنے میں حد سے گذر جاتے ہیں جس سے اِنَّ اور اِمَّا سے اِیْنَّ اور اِیُمَّا ہو جاتا ہے اور یہ بدترین غلطی ہے اور کھلی تحریف ہے۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۲۴)

اِقلاب کے معنٰی

اقلاب کے لغوی معنٰی (تَحْوِیْلُ الشَّیْءِ عَنْ وَجْهِهٖ) یعنی کسی چیز کو اسکی حقیقت سے پھیر دینے کے ہیں اور اصطلاح میں اقلاب کی تعریف یہ ہے (هُوَ جَعْلُ حَرْفٍ مَکَانَ حَرْفٍ اٰخَرَ مَعَ مُرَاعَاةِ الْغُنَّةِ) یعنی صفت غنہ کو باقی رکھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھ دینا یعنی اس سے بدل دینا۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۵)

نون مقلوبہ کی ادائیگی

نون مقلوبہ کو میم کے مخرج یعنی دونوں ہونٹوں کی خشکی سے اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ پہلے تو دونوں ہونٹوں کی خشکی والے حصّہ کو نہایت نرمی کیساتھ ملا کر بقدر ایک الف خیشوم میں صفت غنہ کو ادا کیا جائے اور پھر اسکے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کی تری والے حصّہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء ادا کی جائے۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۸)

📖 ...نون ساکن وتنوین کے بعد بـا آجانے کی وجہ سے اقلاب ہوگا یعنی نون کو میم سے بدل کر اخفاء مع الغنہ سے پڑھیں گے۔

نون ساکن..کی مثال: اَنْۢبِئْهُمْ ....مِنْۢ بَعْدِیْ •.... نون تنوین..کی مثال: سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ۔

📖 ....مَنْۢ بَخِلَ. لَیُنْۢبَذَنَّ. مِنْۢ بَعْدِ. مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ. لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ. بِذَنْۢبِهِمْ. مُطَهَّرَةٍۢ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ. کِرَامٍۢ بَرَرَةٍ میں نون ساکن اور تنوین کے بعد بَا کی وجہ سے اِقلاب ہوتا ہے یعنی نون ساکن کو میم سے بدل دیتے ہیں۔

تنبیہ....قاری کو چاہیئے کہ اِقلاب میں میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کو سختی کیساتھ بند کرنے سے پرہیز کرے اور دراز یعنی ایک اَلِفْ کے برابر غنہ خیشوم سے ادا کرے اور میم کو نرمی سے ساکن کرے، اور سخت نہ ہونے دے اور اسکو فصیح بنانے کی کوشش کرے۔ (مفتاح الکمال صفحہ ۳۱/ العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۲۸)

اِخفاء کی تعریف

اخفاء کے لغوی معنٰی (اَلسَّتْرُ) یعنی چھپانے کے ہیں اور اصطلاح میں اخفاء کی تعریف یہ ہے یعنی کسی حرف ساکن کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر اس میں صفت غنہ کو باقی رکھ بغیر تشدید کے ادا کرنا۔

(معلم التجوید صفحہ ۱۲۵)

نونِ مُخفاۃ کی ادائیگی

نونِ مخفاۃ کو اس طرح ادا کرو کہ نہ تو نون مظہرہ کی طرح زبان کا سرا تالو سے پوری طرح لگنے پائے اور نہ نون مدغمہ کی طرح اس کی ادائیگی میں حرف الیہ یعنی بعد والے حرف کے مخرج پر اعتماد ہو، بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان اسطرح ادا کہ صفت غنہ تو ظاہر ہو مگر تشدید سے بالکل خالی ہو۔ معلم التجوید ص ۱۲۸

📖....فن کے محقق اساتذہ کے ارشاد کی رُو سے اخفاء کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سِرا زبان کو تالو سے جدا مگر اس سے بالکل قریب رکھ کر اس طرح کہ اس کا تالو سے ہلکا سا لگاؤ ہو بقدرِ ایک الف صفتِ غنہ کو خیشوم سے ادا کیا جائے پس سِرا زبان کو تالو سے جدا اس سے بالکل قریب ہی رکھ کر ایک الف کے برابر صفتِ غنہ کو خیشوم سے ادا کرنا بس یہی حقیقت ہے نون کے اخفاء کی۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۲۸)

📖....نونِ مُخفَاۃ میں نوکِ زبان تالو سے قریب تو ہو جاتی ہے مگر اِس سے لگتی نہیں نیز یہ کہ جلدی سے ادا نہیں ہوتا بلکہ ایک اَلِفْ کے برابر دیر لگتی ہے اور اتنی دیر تک آواز ناک میں گنگناتی رہتی ہے۔

(قواعدِ ہجاء القرآن صفحہ ۱۳۰)

📖....استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں اِخفاء کرتے وقت زبان کا سرا ابھی نون کے مخرج میں ثنایا علیا کے مسوڑھوں پر نہ لگانا چاہیئے بلکہ زبان اور مخرج میں تھوڑا سا فاصلہ رکھنا چاہیئے ۔اور غنہ میں مبالغہ اور زیادتی کرنے سے بھی بچنا چاہیئے۔

📖....اِخفاء کے حروف کیساتھ نون ساکن اور تنوین کا مخرج خیشوم میں ہے منہ سے اِس کا کوئی تعلق نہیں اسلیئے اس صورت میں ان دونوں (نون ساکن اور تنوین) کے ادا کرتے وقت زبان کو اس طرح عمل نہیں کرنا پڑتا جس طرح ان دونوں (نون ساکن اور تنوین) کے اِظہار اور اِدغام کی صورت میں کرنا پڑتا ہے۔

(العطایا الوھبیہ صفحہ ۲۴۹)

تنبیہ....(اخفاء مع الغنہ) چونکہ یہ ادا کے لحاظ سے کچھ مشکل ہے اسلیئے اس کی صحیح ادائیگی سیکھنے کیلیئے زیادہ مشق اور محنت کی ضرورت ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ١٢٨)

....نون کو نہ تو جلدی سے ادا کرتے ہیں اور نہ ہی صاف طور سے، بلکہ اِس طرح ادا کرتے ہیں کہ زبان کی نوک کو تالو سے جدا مگر قریب ہی رکھ کر ایک الف کے برابر ناک میں گنگناتے ہیں اور اِس کو اِخفاء کہتے ہیں۔ (قواعدُ هجاء القرآن صفحه ١٣١)

تنبیہات

امام القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی مہاجر مدنی " فرماتے ہیں (کہ) اخفاء کے ادا کرتے ہوئے کششِ نون میں ہونی چاہیئے نہ کہ اس سے پہلی حرکت میں جیسا کہ بعض حضرات (اب تو اکثر) کر دیتے ہیں کیوں کہ اس سے تو نون سے پہلے الف۔ یا اور واؤ پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً انتَ۔ مِنکُمْ۔ کُوْ نتُمْ ہو جاتا ہے۔
(مفتاح الکمال صفحہ ٣٦)

تنبیہ....جب نون ساکن اور تنوین میں اخفاء کریں یا تشدید والے نون اور میم میں غنہ کریں تو نون اور میم سے پہلے حرکت کو دراز کرنے اور اس کیساتھ مدّہ کے پیدا کرنے سے پورا پرہیز رکھیں جیسے مِنْ قَبْلُ. یُنفِقُوْنَ. مَنْ کَانَ اور انَّ. هُنَّ. مِمَّ ورنہ مِیْنْ قَبْلُ اور مِیمَّ اور ایْنَ ہو جائیگا۔ (تسہیل القواعد صفحہ ٩٤)

تنبیہ....اخفاء کرتے ہوئے کشش نون میں ہونی چاہیئے نہ کہ اس سے پہلی حرکت میں جیسا کہ بعض حضرات کر دیتے ہیں کیونکہ اس سے تو نون سے پہلے الف۔ یا اور واؤ مدہ پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً انتَ۔ مِنکُمْ۔ کُوْنتُمْ۔ ہو جاتا ہے نیز اخفاء کرتے ہوئے زبان کا سرا بھی نون کے مخرج یعنی ثنایا علیا کے مسوڑھوں پر نہ لگایا جائے بلکہ زبان اور مخرج میں تھوڑا سا فاصلہ رکھنا چاہیے اور غنہ میں مبالغہ اور زیادتی سے بھی بچنا چاہیئے۔
(مفتاح الکمال صفحہ ٣٦)

تنبیہ....قاری پر واجب ہے کہ نون کے اخفاء کی حالت میں اس سے پہلے ضمہ یا فتحہ یا کسرہ کے دراز کرنے سے پرہیز کرے تا کہ کُنتُمْ جیسی مثالوں میں ضمہ سے واؤ اور عَنکُمْ کے مثل میں فتحہ سے الف اور مِنکُمْ کے مانند میں کسرہ سے یا پیدا نہ ہو جائے جیسا کہ بعض ناواقف قراء سے یہ غلطی واقع ہو جاتی ہے سو یہ صریح غلطی اور کلام پاک میں زیادتی کے مترادف ہے۔ (کمال الفرقان صفحہ ١٠٨)

....حضرت نوریؒ کی شرح میں ہے کہ اخفا کے حروف کیساتھ نون ساکن اور تنوین کا مخرج خیشوم میں ہے منہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں اسلیئے کہ اس صورت میں ان دونوں کے ادا کرتے وقت زبان کو اس طرح عمل کرنا نہیں پڑتا۔

(مفتاح الکمال صفحه ٣٦)

تنبیہ.... اِخفا کی اُردو زبان میں جو مثالیں متن (جمال القرآن) میں دی گئی ہیں یعنی بانس سینگ وغیرتو یہ بھی اس صورت میں اس کی مثالیں بن سکتی ہیں کہ زبان کے دخل کو بالکل تسلیم نہ کیا جائے ورنہ اگر زبان کا کچھ دخل بھی تسلیم کیا جائے تو اس صورت میں یہ اِخفا کی مثالیں بن ہی نہیں سکتیں۔ (ایضاح البیان صفحہ ۶۳)

تنبیہ.... نون مخفاۃ کی ادائیگی میں عام طور پر تین طریقے رائج ہیں جو تینوں غلط ہیں۔

(۱).... نون مخفاۃ کو صرف خیشوم سے ادا کرنا نوک زبان کو تالو کی طرف بالکل نہ اٹھانا جس سے حروف مدہ پیدا ہو جاتے ہیں جیسے اِنْ کُنْتُمْ ،اِیْنْ کُوْنْتُمْ ہو جاتا ہے۔

(۲).... حرف مابعد کے مخرج پر اعتماد کی حالت میں نون مخفاۃ کو خیشوم سے ادا کیا جاتا ہے جس سے نون مخفاۃ کی آواز مابعد کے حرف سے مخلوط ہو کر نکلتی ہے جس طرح سنگ، جنگ، زنگ عجمی زبانوں میں ادا ہوتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے، کیونکہ یہ ادغام ناقص کی سی کیفیت ہے۔

(۳).... نوک زبان کو نون کے مخرج اصلی تالو پر محکم (مضبوط و پختہ) طریقہ سے لگا کر خیشوم سے صوتِ غنہ کو ظاہر کرنا اس صورت میں اخفا نہیں ہے بلکہ اظہار مع الغنہ ہے جو صحیح نہیں ہے۔ (اَلْجَوَاهِرُ النَّقِيَّةُ صفحہ ۲۶۷)

ایک کلمہ میں نون ساکن اور حرف اخفاء کی (پندرہ) مثالیں

نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف اخفا میں سے کوئی حرف ہو تو وہاں اخفا مع الغنہ (ادغام اور اظہار کی درمیانی کیفیت) سے ادا کریں گے۔ (کتب تجوید)

تا:یَنْتَهُوْا ثا:مَنْثُوْرًا جیم:اَنْجٰىكُمْ دال:اَنْدَادًا

ذال:مُنْذِرٌ زا:فَاَنْزَلْنَا سین:مِنْسَاَتَهٗ شین:يَنْشُرْ لَكُمْ

صاد:يَنْصُرُكُمْ ضاد:مَنْضُوْدٍ طا:يَنْطِقُوْنَ ظا:اُنْظُرْ

فا:اِنْفِرُوْا قاف:يَنْقَلِبُوْنَ کاف:يَنْكُثُوْنَ

دو کلموں میں نون ساکن اور حرف اخفاء کی (پندرہ) مثالیں

تا:مِنْ تَحْتِهَا ثا:مِنْ ثَمَرَةٍ جیم:اِنْ جَآءَكُمْ دال:مِنْ دَآبَّةٍ

ذال:مِنْ ذَكَرٍ زا:فَاِنْ زَلَلْتُمْ سین:اِنْ سَيَكُوْنُ شین:فَمَنْ شَآءَ

صاد:اَنْ صَدُّوْكُمْ ضاد:وَاِنْ ضَلَلْتُ طا:مِنْ طِيْنٍ ظا:مِنْ ظَهِيْرٍ

فا:وَاِنْ فَاتَكُمْ قاف:مِنْ قَبْلُ کاف:مِنْ كُلٍّ

نون تنوین کے بعد حرف اخفاء کی (پندرہ) مثالیں

تا: جَنّٰتٍ تَجْرِیْ ثا: جَمِیْعًاثُمَّ جیم: شَیْأًجَنّٰتٍ. حُبًّاجَمًّا دال: قِنْوَانٌ دَانِیَۃٌ

ذال: سِرَاعًا ذٰلِکَ زا: یَوْمَئِذٍزُرْقًا سین: عَظِیْمٌ سَمّٰعُوْنَ: سَلٰمًاسَلٰمًا شین: صَبَّارٍشَکُوْرٍ

صاد: رِیْحًاصَرْصَرًا ضاد: اَوْمَاضًآ اٰلِّیْنَ طا: صَعِیْدًا طَیِّبًا ظا: ظِلًّا ظَلِیْلًا

فا: خَالِدًافِیْھَا قاف: سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ کاف: عَادًا کَفَرُوْا (معارف التجوید صفحہ ۹۸)

میم ساکن کے تین احکام

اِدغام صغیر مثلین

اگر میم ساکن کے بعد دوسرا میم ہو جیسے اِلَیْکُمْ مُرْ سَلُوْنَ تو اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں اسمیں ایک الف کے برابر غنہ کریں گے۔

اِظہارِ شفوی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں اگر میم ساکن کے بعد میم اور با کے سوا اور کوئی حرف ہو تو وہاں میم کا اِظہار ہوگا یعنی اپنے مخرج سے "بلا غنہ" ظاہر کی جاوے گی جیسے انعمت اور اس کو "اظہار شفوی" کہتے ہیں۔ (جمال القرآن لمعہ نمبر ۹)

اِظہارِ شفوی کی مثالیں

(تا) اَنْعَمْتَ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ☆☆ (ثا) اَلْاَ مْثَالُ ،فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ

(جیم) لَھُمْ جَنّٰتٍ ☆☆ (حا) یَمْحُوْافِیْ صُدُوْرِ ھِمْ حَاجَۃً

(خا) اَھُمْ خَیْرٌ ☆☆ (دال) اَلْحَمْدُ ،لَکُمْ دِیْنُکُمْ

(ذال) بِھِمْ ذَرْعًا ☆☆ (را) عِمْرَانَ، اَمْھِلْھِمْ رُوَیْدًا

(زا) رَمْزًا، مِنْھُمْ زَھْرَۃَ ☆☆ (سین) تُمْسُوْنَ ، یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

(شین) وَیَمْشُوْنَ، لَھُمْ شَرَابٌ ☆☆ (صاد) اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

(ضاد) وَامْضُوْا، عَلَیْھِمْ ضِدًّا ☆☆ (طا) وَاَمْطَرْنَا. اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ

(ظا)اَنکُم ظَلَمتُم	☆☆ (عین) جَمعَهٗ،وَلَهُم عَذَابٌ
(غین)عَلَیهِم غَیرِ	☆☆ (فا)فَاَنتُم فِیهِ
(قاف)اِلٰی شَیٰطِینِهِم قَالُوا	☆☆ (کاف)سَمکَهَا، مَثَلُهُم کَمَثَلِ
(لام)فَلیُملِل ،تُنذِرهُم لَایُؤمِنُونَ	☆☆ (نون)وَلَاتَمنُن، مَالَم نُمَکِّن
(واو)اَموَا تًااَخرَجُوکُم وَالفِتنَةُ	☆☆ (ھا)زَمهَرِیرًا،اَنَّهُم هُم
(ہمزہ)اَلظَّمآنُ ،مَعَکُم اِنَّمَا	☆☆ (یا)عُمیٌ،رَزَقنٰهُم یُنفِقُونَ: (کمال الفرقان صفحہ۹۲)

اِخفاء شفوی

اگر میم ساکن کے بعد بـــا ہے تو وہاں غنہ کیساتھ اخفاء ہوگا اور اس اخفا کا مطلب یہ ہے کہ اس میم کو ادا کرنے کے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کیساتھ ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جاوے اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری کے حصہ کو سختی کیساتھ ملا کر با کو ادا کیا جاوے۔ (جمال القرآن لمعہ نمبر ۹)

📖.....جب میم کے بعد بـا ہو تو اس میم کو بھی اِخفا اور غنہ سے پڑھا جاتا ہے۔ مگر ملحوظ رہے کہ میم کے اخفا کی حقیقت نون سے جدا ہے اور وہ یہ کہ نونِ مُخفَاۃ کو تو خیشوم سے اس طرح ادا کرتے ہیں کہ زبان کی نوک تالو سے قریب تو ہوتی ہے مگر اس سے لگتی نہیں اور میـــم مُخفَاۃ کو خود اس کے مخرج سے یعنی دونوں ہونٹوں کو ملا کر ادا کرتے ہیں۔ البتہ غنہ اخفا والے میم میں بھی کیا جاتا ہے (جیسے مَا هُم بِمُؤمِنِینَ اور مَن یَّعتَصِم بِا للّٰهِ ،رَبَّهُم بِهِم. تَرمِیهِمِم بِحِجَارَةٍ). (قواعد هجاء القرآن صفحه ۱۳۲)

فائدہ.....اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ بچوں کو اِن مثالوں کے علاوہ بھی قرآن مجید میں سے از خود تلاش کرنے کا عادی بنائیں کہ بچوں میں استعداد اور صلاحیت پیدا ہو جو کہ تعلیم و تعلّم کا مقصد ہے۔ (ابو معاویہ غفرلہ)

قلقلہ کی وجہ تسمیہ

حضرت مولانا قاری محمد سلیمان دیوبندی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں قُطبُ جَدٍّ، قطب اصل میں لوہے کی اس کیل کو کہتے ہیں جس پر چکی گھومتی ہے اور جَدٌ کے معنی بخت و عظمت ہے۔ (فوائد مرضیہ صفحہ ۴۳)

📖.....استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قلقلہ اِصطلاح میں اُچکتی ہوئی اس آواز کو کہتے ہیں جو بلند بھی ہو اور قوی بھی۔ (المقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۱۱۳)

📖....استاذ القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ نام اسلیئے ہے کہ جب ساکن ہونے کی یا وقف ہونے کی حالت میں انکوادا کرتے ہیں تو بنرہ (بھیڑ، بکری کی آواز جیسی ظاہر ہوتی ہے) جس کے معنی پستی کے بعد آواز کا بلند ہونا اوران کے تلفظ کی تمام سکون کے وقت خوب ظاہر ہوتی ہے اور یہ آواز وقف میں وصل سے زیادہ واضح ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس صفت میں قاف اصل ہے کیونکہ یہ ایسا حرف ہے جس کا سکون کی حالت میں اس زائد آواز کے بغیر ادا کرنا ممکن ہی نہیں، اور اس کا سبب یہ ہے کہ اسمیں استعلاء کی صفت شدید تر ہے اور مضبوط تر ہے اور باقی چار حروف اس بارے میں قاف کے مشابہ اور اس کے تابع ہیں اور ان پانچ کے سوا باقی جو بیس مُسْتَقِرَّہ ہیں۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۰۴)

قلقلہ کی ادائیگی

حرف (قلقلہ) کے ادا ہوتے وقت مخرج میں کچھ جنبش سی ہو جائے جس کی وجہ سے آواز لوٹتی ہوئی نکلے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ حروف قلقلہ کی ادائیگی کیلیے جب ایک عضو دوسرے عضو سے ملے تو (صفت) شدّت و جہر کی وجہ سے سختی اور قوت کیساتھ ملے اور پھر ملنے کے بعد جدا بھی ہو جائے۔

(ق)....کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ اُوپر کے تالو سے۔

(ج)....کے ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اپنے مقابل تالو سے۔

(د) و (ط)....کی ادائیگی کے وقت زبان کی نوک ثنایا علیا کی جڑوں سے۔

(ب)....کی ادائیگی کے وقت نیچے کا ہونٹ اُوپر کے ہونٹ سے جب ملے تو اس ملنے کے بعد جدا بھی ہو جائے اور دوسرے ساکن حرفوں کی طرح اس کو وہیں قرار نہ ہو جائے۔ پس ایک عضو کا دوسرے عضو سے سختی اور قوت کیساتھ ملنا اور پھر ملنے کے بعد جدا ہونا بس یہی حقیقت ہے قلقلہ کی۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر حروفِ قلقلہ مخفف ہوں گے جیسا کہ وَقُرْ قَـدْرٌ اَجْرٌ الْقِطْرِ اور کِبْرٌ میں ہیں تو یہ اِنفکاک عُضوین یعنی دونوں عضووں کا جدا ہونا فوری ہوگا۔

اگر مشدّد ہوں گے، جیسا کہ بِـالْحَقِّ اور بِـالْحَجِّ وغیرہ میں ہیں تو یہ انفکاک (جدا ہونا) فوری نہ ہوگا بلکہ کچھ دیر کے بعد ہوگا ورنہ تشدید ادا نہ ہوگی۔

قلقلہ حرکت کی حالت میں کم سکون کی حالت میں زیادہ اور وقف کی حالت میں اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ (معلم التجوید صفحہ ۹۴)

قلقلہ کے پانچ درجات

(۱)....اعلیٰ: جب یہ حروف مشدّد اور موقوف ہوں مثلاً اَلْحَقُّ، اِسْتَحَقَّ۔

(۲)....جب یہ حروف ساکن وموقوف ہوں مثلاً یَسْرِ قْ ، خَلَقْ۔

(۳)....جب یہ حروف مشدد غیر موقوف ہوں مثلاً اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ ۔

(۴)....جب یہ حروف ساکن ہوں اور ان پر وقف نہ کریں مثلاً خَلَقْنَا۔

(۵)....ادنیٰ یعنی سب سے کم یہ حرکت والی حالت میں ہوتا ہے مثلاً قُلْ ۔ قَدْ میں قاف کا قلقلہ پس اس حالت میں قلقلہ نہایت کم درجہ کا ہوتا ہے جو نہ ہونے کے مرتبہ میں ہے اسی لئے قراء حالتِ سکون کی تخصیص کرتے ہیں کہ اس حالت میں قلقلہ کا احساس نہایت واضح اور کامل طریق پر ہوتا ہے۔

(کمال الفرقان صفحہ ۵۴)

....قلقلہ اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ یہ حروف ساکن ہوں پھر اگر یہ سکون وصل میں ہو تو قلقلہ سب سے کم اور وقف میں ہو تو اس سے زیادہ اور اگر وقف والے حرف پر تشدید بھی ہو تو قلقلہ اس سے بھی زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ (العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۶۱)

اِمالہ کا مطلب

حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکیؒ فرماتے ہیں مَجْرِھَا جو سورۂ ہود میں ہے، اصل میں لفظ مَجْرٰھَا ہے یعنی ر مفتوح ہے اور اسکے بعد الف ہے، اس جگہ چونکہ اِمالہ ہے اس وجہ سے فتحہ خالص اور الف خالص نہ پڑھا جائیگا، اور کسرہ اور نہ یا خالص پڑھی جائیگی، بلکہ فتحہ کسرہ کی طرف اور الف یا کی طرف مائل کر کے پڑھا جائیگا جس سے فتحہ کسرہ مجہول کے مانند ہو جائیگا اور اسکے بعد یائے مجہول ہوگی اور اسکے سوا (روایت حفصؒ میں) اور کہیں اِمالہ نہیں ہے۔ (توضیحاتِ مرضیہ صفحہ ۸۹ طبع جدید)

....اِمالہ کے معنٰی لغت میں جھکانے کے ہیں اور اِصطلاح میں امالہ کہتے ہیں فتحہ (زبر) کو طرف کسرہ (زیر) کے اور اَلِفْ کو طرف یا کے اِس طرح جھکا کر پڑھنے کو نہ تو وہ خالص فتحہ اور اَلِفْ ہی رہے اور نہ ہی خالص کسرہ اور یا بن جائے۔ (معلّم التجوید صفحہ ۱۵۶)

اِمالہ کی ادائیگی

اس رَا کا تلفظ اُردو میں ہمارے، قطرے اور سویرے کی رَا کی طرح ہوتا ہے اور حضرت حفصؒ کی روایت میں صرف اسی لفظ میں اِمالہ ہے۔ (معلّم التجوید صفحہ ۱۵۷)

فائدہ..... اگر بچے قدرے بڑے اور سمجھ دار ہوں تو ان کو اِمالہ کی تعریف اور ہجے کے وقت رَا اِمالہ والی کہہ کر بھی پڑھا سکتے ہیں مگر چھوٹے بچوں کو اِمالہ کی تعریف اور اِمالہ کا لفظ بولنا ان کیلئے ایک نئی چیز ہوگی اکثر اساتذہ اِمالہ کا لفظ بول کر ہجے کراتے ہیں چھوٹے بچے اِمالہ کیا سمجھیں بلکہ اکثر تو اِمالہ کی تعریف کو خود بھی نہیں جانتے تو دوسروں کو کیا سکھائیں گے۔ (جیسا کہ راقم السطور کے پاس بغرض تربیتی کورس اور تدریس کے آتے ہیں اُن کی سماعت سے معلوم ہوتا ہے) لہٰذا چھوٹے بچوں کو اِمالہ کی تعریف اور اس کا لفظ بولنا فی الحال صحیح نہیں خوب سمجھ لو (ابو معاویہ غفرلہٗ) اسی کے بارے میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قاعدہ پڑھانے والے اساتذہ بالعموم فتحہ واِمالہ کی اِصطلاح تک سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ (قواعدِ ھجاءِ القرآن حاشیہ صفحہ ۳۴)

📖 .... مَـجْـرٖ هَـا کے تلفظ کے بارے میں استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں اسکے تلفظ کو عام فہم تشبیہ دیکر سمجھایا ہے اور یائے مجہول کا تلفظ وہی ہے جو قطرے کی یـا کا ہے اور مَجْرٖهَا کی یا کو بھی بعینہٖ اسی طرح پڑھنا چاہیئے اور اس کو قاری کی یا کی طرح ہرگز جائز نہیں کیونکہ وہ یائے معروف ہے۔ (ایضاح البیان صفحہ ۵۴)

📖 .... جس طرح اِمالہ کبریٰ کو اُردو میں خویش، درویش، بڑے، میرے جیسی مثالوں سے سمجھایا جاتا ہے، اسی طرح اِمالہ صغریٰ کے تلفظ کو ''اے، بیت اور میچ'' کی مثالوں سے سمجھنا چاہیئے۔ (توضیحاتِ مرضیہ صفحہ ۶۰ طبع جدید)

اِشمام کے معنٰی

اِشمام کے معنٰی ہیں کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے اُسکے پیش کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہونٹوں کو گول بنالینا۔ (تسهیل القواعد صفحہ ۱۷)

📖 .... لَا تَـاْمَنَّا (سورۂ یوسف) میں همزہ کو پوری تحقیق یعنی جھٹکے سے ادا کرائیں نیز نون مشدّد میں ایک اَلِف کے برابر غُنّہ کرائیں۔

تسہیل کے معنٰی

جس کے معنٰی آسانی کرنا یعنی همزہ کو نرم کر کے خود همزہ کے اور اسکی حرکت کے مناسب حرف علت کے درمیان ادا کرنا۔ پس تسہیل میں همزہ نرم ہو کر، زبر میں همزہ اور الف کے زیر میں، همزہ اور یا کے پیش میں، همزہ اور واوٗ کے درمیان پڑھا جاتا ہے۔ (تسهیل القواعد صفحہ ۲۴)

📖 .... ءَاَعْـجَـمِيٌّ (فُصِّلَتْ ع ۵ پ ۲۴) اس میں دوسرے همزہ کی تسہیل واجب ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت امام حفصؒ کیلئے کوئی اور وجہ جائز نہیں ہے۔ (تسهیل القواعد صفحہ ۲۵)

نونِ قُطنی کے معنٰی

قُطن کے معنٰی رُوئی کے ہوتے ہیں جس طرح رُوئی سے زخم مِل جاتا ہے اسی طرح اِس نون کی وجہ سے بھی دو لفظ آپس میں مل جاتے ہیں۔ (قواعدِ ہجاء القرآن حاشیہ صفحہ ۱۱۲)

....قُطن کے معنٰی عرب میں رُوئی کے ہیں رُوئی کو اُوپر نیچے دو کپڑوں میں سِی لیا جائے تو رَزائی بن جاتی ہے یہ نون بھی دو حرفوں میں رُوئی کی مانند (مثل) پوشیدہ ہوتا ہے اسلئے اسے نونِ قُطنی کہتے ہیں۔

(المرشد صفحہ ۳۰۳)

....نون تنوین کے بعد ہمزہ وصلی ہو تو وہاں نون کے نیچے ایک زیر لگا کر پڑھوائیں جیسے لُمَزَةِ ۨالَّذِیْ اور تنوین کی جگہ صرف ایک حرکت باقی رہ جاتی ہے اسکو "نونِ قُطنی" کہتے ہیں۔ (آدابِ تلاوت صفحہ ۱۰۵)

....چھوٹا سا نون ان مصاحف میں مرسوم نہیں تھا جو حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ان کے حکم سے لکھے گئے تھے بلکہ بعد میں عام لوگوں کی سہولت کی خاطر اس کا لکھا جانا شروع ہوا۔

(توضیحاتِ مرضیہ صفحہ ۱۰۰ طبع جدید)

تنبیہ.... بعض ناواقف لوگ وصل کی حالت میں نون مکسورہ سے پہلے الف بھی پڑھ دیتے ہیں جو صحیح نہیں کیونکہ ان میں جو الف لکھا ہوا ہے وہ اس نصبی تنوین ہی کی صورت ہے جس پر وصل میں اِجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدّہٖ کی وجہ سے کسرہ آجاتا ہے اور اس کا تلفظ زیر والے نون کی طرح ہو جاتا ہے، پس جب تنوین نون مکسور کی صورت میں ادا ہوگئی تو اب الف کے پڑھنے کے کوئی معنٰی ہی نہیں۔ البتہ وقف میں یہی تنوین الف سے بدل جاتا ہے۔ پس وقف میں تو الف پڑھا جاتا ہے اور وصل میں زیر والا نون۔ دونوں چیزیں ایک ہی حالت میں جمع نہیں ہوتیں۔ خوب سمجھ لو۔ (توضیحاتِ مرضیہ صفحہ ۱۰۰ طبع جدید)

....عَادًاۨ الْاُوْلٰی. لُمَزَةِۨ الَّذِیْ. فَخُوْرًاۨ الَّذِیْنَ. قَدِیْرُۨ الَّذِیْ. نُوْحُۨ ابْنَهٗ کے الفاظ میں بحالتِ وصل تنوین نون قُطنی سے بدل جاتا ہے اور ان لفظوں میں وصل کی صورت میں الف پڑھنے میں نہیں آتا خوب سمجھ لیں۔ (کتبِ تجوید)

فائدہ.... پہلے لفظ پر وقف کرنے کے بعد اگلے لفظ الگ پڑھنے کی صورت اس طرح ہے اَلْاُوْلٰی. اَلَّذِیْ. اَلَّذِیْنَ. اِبْنَهٗ۔

تنبیہ.... عَادًاۨ الْاُوْلٰی کے پہلے لفظ پر وقف کی صورت عَادًا ہے اس صورت میں الف پر وقف ہوگا اور آگے اَلْاُوْلٰی پڑھیں گے نہ کہ نِ الْاُوْلٰی۔

تنبیہ.... بعض اساتذہ خود اور بچوں کو بھی نون قطنی سے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں جیسا کہ تربیتی کورس اور بوقتِ امتحان سننے سے معلوم ہوتا ہے اور بقیہ نون قطنی کے لفظوں کو بھی اسی پر قیاس کرلیں یعنی غلط اور صحیح کی جو نشاندہی کی گئی ہے اسی پر عمل کریں۔

تنبیہ.... نُوحُ ۨ ابْنَہٗ اگر نُوحُ پر وقف کریں تو آگے اِبْنَہٗ پڑھیں نہ کہ ۨابْنَہٗ بعض اساتذہ ۨابْنَہٗ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں ایسا پڑھنا اور پڑھانا بالکل ہی غلط ہے اور اسکی اصلاح کیلئے اہلِ علم اور اہلِ ادا کی طرف رجوع فرمائیں۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

مُقَطَّعَاتْ کے معنٰی

استاذنا شیخ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مُقَطَّعات کے معنی ہیں: کٹے کٹے یعنی الگ الگ پڑھے جانے والے حروف، مطلب یہ ہے کہ ان حرفوں سے کلمے نہیں بنائے جاتے اور ان کا تلفظ ایک دوسرے کیساتھ ملا کر نہیں کیا جاتا بلکہ یہ پورے پورے پڑھے جاتے ہیں، اور اِن کا تلفظ اُسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح تختی نمبر ایک کے ضمن میں درج شُدہ حروفِ ہجاء کا کیا جاتا ہے۔ پس الٓمٓ کا تلفظ اس طرح نہیں ہوگا جیسے اَلَمْ بلکہ اس طرح ہوگا اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ ایسے ہی کٓهٰیٰعٓصٓ کا تلفظ اس طرح نہیں ہوگا جیسے کَهَیَعَصْ بلکہ اس طرح ہوگا۔ کَافْ هَا یَا عَیْنْ صَادْ. ایسے ہی باقی حرفوں کو بھی سمجھ لیجئے۔ (قواعدِ ھجاء القرآن صفحہ ۱۵۰)

فائدہ.... یہ حروف آپس میں ملا کر نہیں پڑھے جاتے اسلیئے ان کے ہجے بھی نہیں کئے جاتے اسی واسطے یہ حروف جزم اور حرکات سے خالی ہیں کیونکہ ان چیزوں کی ضرورت جب ہی پیش آتی ہے کہ انکو ایک دوسرے سے ملانا ہو اور ان سے کلمے بنانا ہوں۔ (قواعدِ ھجاء القرآن صفحہ ۱۵۱)

فائدہ.... یہ حروف (۲۹) سورتوں کے شروع میں آئے ہیں یہ الگ الگ سے پڑھے جاتے ہیں ان کو حروفِ مفردات کی طرح الگ الگ سے پڑھائیں البتہ فرق یہ ہے کہ یہ حروف (صٓ. قٓ اور نٓ کے علاوہ) ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں بچوں کو پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک حرف پڑھنے کے فوراً بعد (بغیر کسی وقفہ کے) دوسرا حرف پڑھائیں گویا کہ تختی نمبر 1 تختی نمبر 2 اور تختی نمبر 3 پڑھنے اور پڑھانے کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں البتہ دو حرفی میں مقدارِ مد ایک اَلِفْ اور تین حرفی میں کم از کم تین اور زیادہ پانچ اَلِفْ تک۔

مُقَطَّعَاتْ کی تین قسمیں

امام القراء شیخنا حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ سورتوں کے شروع میں جو مقطعات ہیں ان سب کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)....سَـصَـعَقَ. کَـلُـمَنَ کے آٹھ میں صرف طول ہے لیکن عَیْـنُ میں توسط بھی ہے اور طیبہ سے تینوں (طول، وسط اور قصر) ہیں۔

(۲)....حَرْطَهِیَ کے پانچ میں صرف مدِّ طبعی ہے جو ایک اَلِفْ کے برابر ہے۔

(۳)....اَلِفْ میں نہ مدِّ طبعی ہے نہ فرعی۔ (مفتاح الکمال صفحہ۸۸)

فائدہ....علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ عَیْنُ کا مد میم کے مد سے کسی قدر کم ہے کیونکہ عَیْنُ میں یا سے پہلے فتحہ ہے اور مدّہ درازی میں لین سے بڑھا ہوا ہے۔ (مفتاح الکمال صفحہ۸۶)

مُقَطَّعَاتْ کی چار قسمیں

(۱)....وہ تین حرفی جن کا درمیانی حرف مدہ ہے اور اسکے بعد لازمی ساکن ہے اور وہ سات ہیں جو سَـصَـقَ. کَلُمَنَ میں جمع ہیں ان میں صرف طول ہے۔

(۲)....وہ تین حرفی جس کا درمیانی حرف لین ہے اور اس کے بعد ساکن لازم ہے اور وہ صرف عَیْنُ ہے جو (سورۃ) مریم اور (سورۃ) شوریٰ کے شروع میں ہے اس میں شاطبیہ سے طول اور توسط ہے اور طول افضل ہے اور طیبہ سے تینوں ہیں۔

(۳)....وہ دوحرفی جن کے آخر میں اَلِفْ ہے اور وہ حَرْطَهِیَ کے پانچ ہیں ان میں صرف ایک الفی مد ہے۔

(۴)....وہ تین حرفی جس کا درمیانی حرف نہ مدہ ہے نہ لین اور وہ اَلِفْ ہے اور اس کا مد کے باب سے کوئی تعلق نہیں۔ (مفتاح الکمال صفحہ۸۸)

مقطعات کی پانچ قسمیں ہیں

اُحَادِی..(ایک ایک حرف والے) اور یہ تین ہیں (قٓ) (صٓ) (نٓ) اور تینوں ایک ایک جگہ آئے ہیں۔

ثُنَائِی..(دو دو حرف والے) یہ چار ہیں (طٰہٰ) (طٰسٓ) (یٰسٓ) یہ تینوں ایک ایک جگہ ہیں (حٰمٓ) یہ چھ جگہ ہے۔

ثُلَاثِی..(تین تین حرف والے) (الٓمٓ) چھ جگہ (الٓرٰ) پانچ جگہ (طٰسٓمٓ) دو جگہ۔

رُبَاعِی..(چار چار حروف والے) (الٓمٓصٓ) ایک (الٓمٓرٰ) ایک۔

خُمَاسِی..(پانچ پانچ حروف والے) (کٓھٰیٰعٓصٓ) ایک جگہ (حٰمٓعٓسٓقٓ) ایک جگہ۔ (تسہیل القواعد صفحہ۷)

فائدہ....شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مواقع میں طلبہ کو ادغام اور اخفاء سے پڑھنے کی تاکید کی جائے اور مشق بھی کرائی جائے۔ اگر چھوٹے بچوں کو اخفا

سے نہ بھی پڑھایا جائے تب بھی (فی الحال) کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر مد اور ادغام سے پڑھانا انکو بھی ضروری ہے، اسلیئے ان دونوں کی علامتیں قرآنوں میں لکھی رہتی ہیں کیونکہ ان حرفوں پر تشدید ادغام ہی کی علامت ہے۔ (قواعدُ هجاء القرآن صفحه ١٥٠)

فائدہ.... جس حرف پر تشدید ہو تو وہاں اسکا زیادہ خیال رکھیں کہ کہیں مشدّد حرف مخفف نہ ہو جائے جیسا کہ عام طور بچوں سے ہو جاتا ہے اور جس میم پر تشدید ہو تو اس میں غنہ بھی ضرور کرائیں۔

فائدہ.... کٓھٰیٰعٓصٓ پ ١٦/ سورۃ مریم اور حٰمٓ ، عٓسٓقٓ. پ ٢٥/ سورۃ الشوریٰ میں عَیْنْ اور سِیْنْ کے درمیان نیز اسی طرح سِیْنْ اور قَافْ کے درمیان بھی اخفامع الغنہ ہوتا ہے ان دونوں کلمات میں اخفا مع الغنہ کا اہتمام کرائیں بعض اساتذہ اس طرف توجہ نہیں دیتے اس میں غفلت اور سُستی نہیں کرنی چاہیئے ذمہ داری کو ذمہ داری کیساتھ پورا کرنا چاہیئے اور دیانت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

تنبیہ.... اگر چھوٹے بچے صحیح طور پر اِخفامع الغنہ نہ کر سکیں تو غصہ نہ کریں بلکہ اس وقت تو صرف غنہ ہی سے پڑھا دیا جائے البتہ اخفا کے ادا کرانے کی مشق جاری رکھیں اسی کے بارے میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب تک اخفا کی مشق کسی ماہر اُستاذ سے میسر نہ ہو تو اس وقت تک صرف غنہ ہی کیساتھ پڑھتا رہے کہ دونوں یعنی غنہ اور اخفامع الغنہ سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ (جمال القرآن لمعه ١٠)

تین طریقے

حضرت مولانا قاری محمد طاہر مدنیؒ فرماتے ہیں کہ الٓمٓ . اللّٰہُ کو ملا کر پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

(١).... اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اللّٰہُ یعنی میم کو اللہ سے ملا کر پڑھیں اور میم کا مد نہ کریں صرف لَآمْ کا مد کریں۔

(٢).... اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اللّٰہُ یعنی ملا کر پڑھیں اور میم (طول) پر بھی مد کریں۔

(٣).... اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ. اَللّٰہُ یعنی میم پر وقف کریں اور دوسرے سانس میں اَللّٰہُ پڑھیں، اِن میں سے بہتر طریقہ پہلا ہے، اور غلط طریقے دو ہیں۔ اَلِفْ لَآمْ مِیّمَّ اَللّٰہُ اِس میں غلطی یہ ہے کہ دوسری میم پر غنہ سمیت تشدید پڑھ رہے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ دوسری میم میں تشدید و غنہ کو بالکل ظاہر نہ کیا جائے۔

📖.... اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اَللّٰہُ اس میں غلطی یہ ہے کہ ملا کر پڑھ رہے ہیں اور ھمزہ ء پڑھ رہے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ ملا کر پڑھیں اور ھمزہ ء نہ پڑھیں۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ٧٠)

📖.... الٓمٓ . اللّٰہُ (آل عمران) میں میم کی یا میں وصلاً قصر و طول دونوں ہیں اور قصر میں یا کو ایک الف کے اور طول میں پانچ یا تین الف کے برابر کھینچتے ہیں۔ (تسہیل القواعد صفحہ ٦)

تنوین کا رسم الخط

یوں تو مصاحف عثمانی میں قاعدہ کے مطابق تنوین محذوف الرسم ہوتی ہے البتہ بطورِ علامت نصبی تنوین کے بعد عموماً ایک زائد الف ہوتا ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا۔ جیسے خَبِيْرًا ۔قَدِيْرًا ۔بَشِيْرًا ۔نَذِيْرًا وغیرہ پس ان مثالوں میں وقفاً جو الف کی آواز ہے وہ اس الف کی نہیں بلکہ نصبی تنوین الف سے بدلی ہوتی ہے۔ اور الف کا مرسوم ہونا قاعدہ کلیہ نہیں، کیونکہ کہیں تنوین کے بعد بجائے الف کے، یا بطورِ علامت مرسوم ہوتی ہے۔ جو مثل الف کے زائد ہوتی ہے۔ اور الف کی طرح پڑھنے میں نہیں آتی جیسے هُدًى. طُوًى. سُوًى. ضُحًى. سُدًى. مُسَمًّى وغیرہ۔ اور کبھی تنوین بغیر کسی علامت کے ہوتی ہے۔ جیسے رَحْمَةٌ. نِعْمَةٌ. حُجَّةٌ. وغیرہ۔ ان مثالوں میں تنوین کے بعد نہ الف ہے اور نہ یا۔ اور کبھی نہ تنوین کی کوئی علامت ہوتی ہے اور نہ ہی ماقبل والا حرف مرسوم ہوتا ہے۔ اور یہ صورت صرف همزہ کیساتھ مختص ہے۔ جیسے مَآءً. نِسَآءً. جُفَآءً. نِدَآءً. مِنْ مَّآءٍ. سُوْٓءً وغیرہ۔ ان مثالوں میں نہ همزہ ہی مرسوم ہے اور نہ تنوین کی کوئی علامت۔ اور ان کلمات میں جو عین کا سرا ہے وہ همزہ نہیں جیسا کہ مشہور ہے، بلکہ محذوف الرسم همزہ کی علامت ہے، یہ تعلیمی سہولت کی خاطر حرکات وسکنات اور نقاط وغیرہ کی طرح وضع کی گئی ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ همزہ کی اپنی کوئی مستقل شکل نہیں۔ یہ کبھی تو الف کی صورت میں اور کبھی یا کی صورت میں اور کبھی واؤ کی صورت میں مرسوم ہوتا ہے۔ اور کبھی محذوف فی الرسم ہوتا ہے مثالیں.... اَلْحَمْدُ. اِيَّاكَ. اُنْزِلَ. مَاْكُوْلٍ. اِقْرَاْ وغیرہ۔ ان تمام کلمات میں همزہ بصورت الف ہے۔ اور يَوْمَئِذٍ. حِيْنَئِذٍ. بِئْسَمَا. شِئْتُمْ وغیرہ۔ کلمات میں همزہ بصورت یا ہے، اور ان میں عین کا سرا بطورِ علامت ہے کہ یہاں همزہ کی صورت میں مرسوم ہے ایسے ہی يُؤْمِنُوْنَ. مُؤْمِنٌ. يُؤْتُوْنَ وغیرہ۔ کلمات میں همزہ بصورت واو مرسوم ہے یہاں بھی عین کا سرا علامت کے طور پر ہے پس مَآءً. نِسَآءً. جُفَآءً وغیرہ مثالوں میں همزہ عام قاعدہ کی رو سے محذوف الرسم ہے۔ اور تنوین بھی حسب قاعدہ محذوف الرسم ہے۔ اور اس کے بعد تنوین کی بھی کوئی علامت نہیں ہوتی۔ (معلم الاداء صفحہ ۷۴)

لفظ اَنَا کا رسم الخط

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل لاہوریؒ کے بقول لفظ اَنَا قرآن مجید میں پینسٹھ مرتبہ آیا ہے اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ لفظ اَنَا ضمیر واحد متکلم مرفوع منفصل ہے اور اسکے معنٰی ہیں

(میں) اَنَا اصل میں اَنَ (بغیر اَلِف کے) تھا کیونکہ ضمیر کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور اس حالت میں چونکہ رسماً وکتابۃً اَنْ اِنْ مجزوم النون سے مماثلت اور مشاکلت رکھتا ہے اسلیئے نون کے بعد اَلِفْ لکھا جاتا ہے تاکہ وہ اَنْ اِنْ نون جزم والا سے جدا اور ممتاز ہوجائے۔

📖.....خلیفہ سوئم سیدنا حضرت عثمان بن عفان ذوالنورینؓ کے زمانہ خلافت میں باجماعِ صحابہ کرامؓ کاتب وحی سیدنا حضرت زید بن ثابتؓ کی نگرانی میں سرکاری طور پر جب مصاحف لکھوائے جارہے تھے وہ (کلمات) اِعْـرَابُ یعنی حرکات وسکنات اور شدّات ومدّات وغیرہ کے علامات موجودہ سے بالکل عاری اور خالی لکھوائے جارہے تھے۔ پس جب لفظ اَنْ اِنْ مجزوم النون اور اَنُ مفتوح النون کے لکھنے کی نوبت آئی تو دونوں میں رسماً مشابہت پائی جاتی تھی اگر نون پر زبر، زیر نہ ہوں تو دونوں میں کوئی فرق نہیں جیسے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ: چنانچہ کتاب المصاحف نے دونوں میں اِمتیاز واِفتراق (فرق) کے پیش نظر اَنَ مفتوح النون کیساتھ اَلِفْ لکھدیا تاکہ اَنْ اِنْ اور مفتوح النون کے درمیان رسماً وکتابۃً فرق واقع ہو، اسی واسطے موجودہ اور مطبوعہ مصاحف (موجودہ قرآنوں میں) اَلِفُ الـرسـم کے اُوپر گول دائری صغیر (چھوٹا سا) مرسوم (لکھا ہوا) ہوتا ہے جیسے اَنَا تاکہ دَالُّ علی اَلِفُ الرسم والفرق ہو۔ (تفہیم الوقوف صفحہ ۳۹۳)

📖.....استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں اَنَـا جو واحد متکلم کی ضمیر ہے قرآن مجید میں جہاں بھی آئے باوجودیکہ وصل میں ان کا اَلِفْ نہیں پڑھا جاتا مگر چونکہ لکھا ہوا ہے اسلیئے وقف میں پڑھا جاتا ہے اور وقف میں اَلِفْ کو حذف کرنا جائز نہیں۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۹۷)

📖.....فوائد مکیہ میں ہے (کہ) اَنَا جو ضمیر مرفوع منفصل ہے انکے آخر کا اَلِفْ وقف میں پڑھا جائیگا وصل میں نہیں پڑھا جاتا اِس کی تشریح میں محررِ فن استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں لفظ اَنَا میں اَلِفْ کا ثابت رکھنا اِلتباس سے بچنے کی بناپر ہے.....لفظ اَنَـا میں اَلِفْ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اَلِفْ نہ پڑھتے تو وقفاً نون ساکن کرنا پڑتا اور اس سے یہ اَنْ نـاصـبـہ یا اَنْ مـخـفـفـہ کیساتھ ملتبس (خلط ملط) ہوجاتا یا یہ وجہ ہے کہ جس طرح اس لفظ میں ایک لغت اَنَ بغیر اَلِفْ کے ہے اسی طرح دوسرا لغت اَنَـا یعنی اَلِفْ کیساتھ ہے پس وقفاً اَلِفْ کا اِثبات (باقی رکھنا) اِس دوسری لغت کے موافق ہے۔

(توضیحات مرضیہ حاشیہ فوائد مکیہ صفحہ ۱۴۲)

📖.....محقق العصر حضرت قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں اَلِفْ کا اِثبات (باقی رکھنا) لغتِ تمیم کے موافق ہے۔ (کمال الفرقان صفحہ ۱۹۳)

📖.... حضرات بصریینؒ کے نزدیک اَنَـا اصل میں اَنَ یعنی اَلِف کے بغیر اورنون سے ہے اور اَلِف اسکو قوی کرنے کیلئے زیادہ کیا گیا ہے یا وقفاً نون کی حرکت ظاہر کرنے اور باقی رکھنے کیلئے ہے اور وصلاً اَلِف کا حذف اصل کی بنا پر ہے۔

📖.... حضرات کوفیینؒ کی رائے پر اَنَـا ضمیر تینوں حروف کا مجموعہ ہے یعنی ان کے نزدیک کلمہ کی بنا اسی طرح ہے پس ان کے نزدیک وقفاً اَلِف کا اِثبات اصل کی بنا پر ہے اور وصل کی صورت میں اَلِف کا حذف تخفیف کی غرض سے ہے اور بعض اَلِف کے عوض ھا سکتہ زیادہ کر کے اَنَہ پڑھتے ہیں لیکن قرآن میں جائز نہیں۔ (معلم الاداء فی الوقف والابتداء صفحہ ۸۴)

وقف کی اہمیّت

شیخ التجوید استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ترتیل کے دو جز (۱)....تجوید الحروف (۲)....معرفۃ الوقوف پس اس سے معلوم ہوا کہ معرفت الوقوف کا حاصل کرنا بھی اُس طرح ضروری ہے جس طرح تجوید الحروف کا حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کے حاصل ہوئے بغیر ترتیل نامکمل رہتی ہے۔

تنبیہ....اگر قاری حروف کو تو تجوید کیساتھ ادا کرے لیکن وقف بے محل اور بے قاعدہ کرے تو اس سے کلام اللہ کا حُسن اور اس کا ربط فوت ہو کر بے لطفی اور بے مزگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا اِدراک وہی لوگ کر سکتے ہیں جو قرآن کے معانی سے واقف ہیں۔

فائدہ....اس میں شک نہیں کہ بعض دفعہ بے موقع وقف کرنے سے خلافِ مرادِ معنٰی کا اِیہام (وہم) ہو جاتا ہے، اس لیے قرآن کی تلاوت کرنے والے کیلئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ مسائلِ تجوید سیکھنے کی طرح وقف کے مسائل بھی سیکھے۔

فائدہ....جس آیتِ کریمہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا سے تجوید کا ضروری ہونا اور اس کا حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے، اُسی آیت سے وقف کے احکام کا سیکھنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اگر علم تجوید کے ذریعہ قرآن کے حرفوں کی تصحیح ہوتی ہے تو معرفتِ وقف کے ذریعہ قرآن کے معانی کی تفہیم ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید کا وقف کے محل اور اس کی کیفیت کی رعایت سے پڑھنا تفہیمِ معنٰی اور تحسینِ قراءت کا باعث ہوتا ہے۔

قاری کو چاہیئے کہ تلاوت کرتے وقت قواعدِ تجوید کی طرح وقف کے قواعد کی بھی پابندی کرے، تاکہ اس کی

تلاوت کا حسن دوبالا ہو، نیز بے موقع وقف کرنے سے خلافِ مرادِ معنٰی کا جو ایہام ہوتا ہے وہ بھی نہ ہو۔
(معلم التجوید صفحہ ۱۸۸)

وقف کرنے کی ضرورت

شیخ التجوید استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قاری کو دَوْرانِ تلاوت میں سانس لینے اور وقف کرنے کی ضرورت بہر حال پیش آتی ہے۔ اور وہ ایک ہی سانس میں تلاوت نہیں کر سکتا، اسلیئے اس کیلیئے ضروری ہے کہ علمِ تجوید کے بعد قرآنی وقوف کی معرفت اور ان کا علم بھی حاصل کرے، پھر جیسا کہ طلباء جانتے ہی ہیں کہ معرفتِ وقف دو چیزوں کے جاننے کا نام ہے۔

(۱)......محلِ وقف (وقف کس جگہ کیا جائے)

(۲)......کیفیتِ وقف (وقف کیسے کیا جائے) اسلیئے کہ قاری اس بارے میں دو باتوں کا پابند ہے۔

☆ ....ایک یہ کہ وقف اُنہی موقعوں پر کرے جہاں وقف کرنے سے ذہن نہ تو کسی فاسد معنٰی کی طرف منتقل ہو اور نہ کلام ادھورا ہی رہے تاکہ قرآن کے معنٰی سمجھنے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔

☆ ....دوسری یہ کہ اس قاعدہ اور طریقہ کے موافق کرے جو علماءِ قراءت کے یہاں معتبر اور متداول (دلیل سے ثابت) ہے تاکہ کلمہ مہمل اور غلط نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علماءِ قراءۃ نے ،، تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ ’’ کی طرح مَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ ‘‘ کو بھی ترتیل میں جزو اور اس کا حصّہ قرار دیا ہے۔

☆ ....حضرت علی ؓ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے جو آپ سے آیتِ شریفہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر میں منقول ہے یعنی اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ : پھر یہ کہ وقف کے بعد چونکہ آگے پڑھنا ہوتا ہے کیونکہ وقف کہتے ہی اس ٹھہرنے کو ہیں جس کے بعد تلاوت کے جاری رکھنے کا اِرادہ ہو۔

فائدہ....اس بات کا معلوم کر لینا بھی ضروری ہے کہ وقف کے بعد کونسی صورت میں مابعد سے ابتداء کرنی چاہیئے اور کونسی صورت میں ماقبل سے اِعادہ (لوٹانا)

صرف سانس اور آواز ہی کو منقطع کر دیا جائے اور حرف موقوف علیہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ بلکہ جس طرح وصل (ملانے کی صورت) میں پڑھا جاتا ہے وقف میں بھی بعینہٖ اسی طرح پڑھا جائے اور یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جب موقوف علیہ پہلے ہی سے ساکن ہو جیسے فَحَدِّثْ، وَانْحَرْ اور عَلَيْهِمْ وغیرہ اس کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۹۱)

مفید مشورہ.... استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر تلاوت کرنے والا قرآن مجید کے معانی اور عربی سے واقف نہیں ہے، تو اس کیلئے یہی مناسب بلکہ ضروری ہے کہ وہ وقف انہی موقعوں پر کرے جہاں قرآن مجید میں وقف کی علامات (نشانیاں) لگی ہوئی ہیں۔

فائدہ... علماء کرامؒ نے یہ علامتیں قرآن کے معنوں میں غور و خوض کر کے اسی غرض سے لگائی ہیں کہ معنیٰ نہ جاننے والوں کو محلِ وقف کے بارے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور وہ دورانِ تلاوت میں مناسب موقعوں پر خود بخود ہی وقف کرتے چلے جائیں اور ناواقفیت کی وجہ سے کسی ایسی جگہ وقف نہ کرنے پائیں جہاں معنیٰ کی رُو سے کلام پورا نہ ہوتا ہو یا اس جگہ وقف کرنے سے خلافِ مرادِ معنیٰ کا توہم ہوتا ہو نیز وہ دِقت بھی پیش نہ آئے۔

اِبتداء

استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وقف کی طرح ابتداء کی دو بحثیں ہیں۔

(۱)..... محلِ ابتداء (ابتداء کہاں سے کی جائے)۔

(۲)..... کیفیتِ ابتداء (ابتداء کیسے کی جائے) اسلیئے اِمام جزریؒ فرماتے ہیں کہ اے قراء! جب تم تجوید حاصل کر چکے اور قرآنی حرفوں کی عملی ادائیگی کی مشق کر چکے تو اب تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تم وقف اور ابتداء کی معرفت حاصل کرو۔ اور ترتیل کے اس حصہ سے متعلق احکام و مسائل کو بھی سیکھو۔

اگر قواعدِ تجوید کی پابندی کرنے سے قرآن مجید کے حرفوں کی تصحیح ہوتی ہے تو قواعدِ وقف کی پابندی کرنے سے اس کے معنیٰ کی تفہیم (سمجھ بوجھ پیدا) ہوتی ہے۔ اور ترتیل کے مفہوم" میں تصحیحِ الفاظ،، اور،، تفہیمِ معنیٰ،، دونوں ہی داخل ہیں۔ (المقدمۃُ الشریفیہ صفحہ ۲۸۹)

وقف کے معنیٰ

وقف کے معنیٰ ہیں ٹھہرنے کے یعنی کسی کلمہ پر سانس اور آواز دونوں کا ختم کر دینا وقف کرنے کے کئی طریقے ہیں۔

وقف بالاسکان

آواز اور سانس دونوں کو منقطع (توڑتے) ہوئے حرف موقوف علیہ (جس حرف پر وقف کیا جائے اس) کو ساکن کر دیا جائے اس طرح کہ نہ تو حرکت کا کوئی حصہ زبان سے ادا ہو اور نہ اس کی طرح ہونٹوں سے اشارہ ہی ہو، اس کو وقفِ بالاِسکان کہتے ہیں اور وقف کے باب میں اصل یہی ہے اور یہی زیادہ مروّج

بھی ہے اور یہ عام بھی ہے اسلئے کہ یہ تینوں حرکتوں (زبر، زیر، پیش) میں جائز ہے چنانچہ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
يَوْمِ الدِّيْنِ اور نَسْتَعِيْنُ تینوں کے نون میں جائز ہے۔

وقف بالرّوم

حرف موقوف علیہ کو بالکل ساکن نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کی حرکت کو بھی تھوڑا سا ظاہر کیا جائے جس کی مقدار ثُلُث حرکت یعنی حرکت کا تیسرا حصہ ہے اس طرح وقف کرنے کو وقف بالرّوم کہتے ہیں اور بعض حضرات نے وقف بالرَّوم کی تعریف اس طرح کی ہے کہ حرف موقوف علیہ کی حرکت کو ایسی خفی (پست) آواز کیساتھ ادا کیا جائے کہ قریب بیٹھنے والا ہی سُن سکے اور یہ صرف کسرہ اور ضمہ ہی میں جائز ہے خواہ یہ دونوں مُنوّن (تنوین والے) ہوں خواہ غیر مُنوّن (بغیر تنوین کے ہوں) اور (یہ) فتحہ میں جائز نہیں۔ چنانچہ يَوْمِ الدِّيْنِ اور نَسْتَعِيْنُ کے نون میں اور قَدِيْرٌ اور مِنْ نَّارٍ کی را میں تو جائز ہے مگر اَلْعٰلَمِيْنَ کے نون میں جائز نہیں۔

وقف بالاشمام

حرف موقوف علیہ کو ساکن تو بالکل اس طرح کیا جائے جس طرح کہ وقف بالاِسکان میں کیا جاتا ہے مگر ساکن کرتے ہی (فوراً دونوں) ہونٹوں کو اس طرح گول کر دیا جائے جس طرح کہ ضمہ کے ادا کرتے وقت کئے جاتے ہیں۔ اس کو وقف بالاِشمام کہتے ہیں اور یہ صرف ضمہ ہی میں ہوتا ہے خواہ منوّن ہو، خواہ غیر منوّن (یہ وقف کسرہ اور فتحہ میں نہیں ہوتا) چنانچہ یہ نَسْتَعِيْنُ کے نون اور عَلِيْمٌ کے میم میں تو ہوسکتا ہے مگر اَلْعٰلَمِيْنَ اور يَوْمِ الدِّيْنِ کے نون میں اور مِنْ نَّارٍ کی را میں نہیں ہوسکتا۔

وقف بالابدال

ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا جائے اس کے دو (۲) موقع ہیں۔

(۱)......ایک یہ کہ کسی کلمہ کے آخری حرف پر دوزبر کا تنوین ہو۔

(۲)......دوسرا یہ کہ کسی کلمہ کا آخری حرف تائے مُدوّرہ (وہ تا جو ہ کی شکل میں لکھی جاتی) ہو پس پہلی صورت میں یعنی جب کلمہ کے آخری حرف پر نصب (دوزبر) کا تنوین ہو جیسے بَصِيْرًا خَبِيْرًا مَشْكُوْرًا اور مَذْحُوْرًا وغیرہ تو اس تنوین کو الف سے بدل کر اس طرح پڑھتے ہیں بَصِيْرَا خَبِيْرَا مَشْكُوْرَا مَذْحُوْرَا اور ایسے موقعوں میں تنوین والے حرف کے بعد الف لکھا ہوا بھی ہوتا ہے۔

📖....اگر کسی کلمہ کا آخری حرف تائے مُدوّرہ ہو، خواہ اس پر دوزبر یا دوزیر یا دوپیش ہوں یا ایک زبر ایک

زیر ایک پیش جیسے مُطَهَّرَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَحْمَةٌ اَلْبَيِّنَةُ اِنَّ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤَلَّفَةِ تو اس تا کو ہائے ساکنہ سے بدل کر اس طرح پڑھتے ہیں مُطَهَّرَهْ طَيِّبَهْ اَلْبَيِّنَهْ اِنَّ الصَّلٰوهْ وَالْمُؤَلَّفَهْ اور اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

وقف بالسکون

صرف سانس اور آواز ہی کو منقطع کر دیا جائے اور حرف موقوف علیہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ بلکہ جس طرح وصل (ملانے کی صورت) میں پڑھا جاتا ہے وقف میں بھی بعینہ اسی طرح پڑھا جائے اور یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جب موقوف علیہ پہلے ہی سے ساکن ہو جیسے فَحَدِّثْ، وَانْحَرْ اور عَلَيْهِمْ وغیرہ اسکو وقف بالسکون کہتے ہیں۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۹۱)

وقف تام: کافی: حسن اور قبیح

وقف تام

جس کلمہ پر وقف کیا ہے اگر اس کو مابعد سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو۔ نہ لفظی نہ معنوی یعنی جملہ بھی ختم ہو گیا ہو اور مضمون بھی تو یہ وقف تام کہلاتا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کے شروع میں اَلْمُفْلِحُوْنَ کہ اس کو مابعد سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے نہ لفظی نہ معنوی اسلیئے کہ یہاں پر مؤمنین کا بیان ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے کفار کا بیان شروع ہوتا ہے اور یہ وقف عام طور پر سورتوں اور قصوں کے خاتمہ پر ہی ہوتا ہے۔

وقف کافی

اگر کلمہ موقوف علیہ کو مابعد سے لفظی تعلق تو نہ ہو البتہ معنوی ہو یعنی جملہ تو ختم ہو چکا ہو لیکن مضمون ختم نہ ہوا ہو تو اس وقف کو وقف کافی کہتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ ہی کے شروع میں يُنْفِقُوْنَ اور لَا يُؤْمِنُوْنَ کہ ان دونوں کو مابعد سے تعلق لفظی تو نہیں البتہ معنوی ہے اور وہ یہ کہ يُنْفِقُوْنَ کے بعد ماقبل کی طرح مؤمنین ہی کا بیان ہے اور ایسے ہی لَا يُؤْمِنُوْنَ کے بعد بھی ماقبل کی طرح کفار کا بیان ہے۔

وقف حسن

اگر کلمہ موقوف علیہ پر جملہ تو پورا ہو چکا ہو لیکن مابعد سے تعلق لفظی اب بھی باقی ہو تو یہ وقف، وقف حسن کہلاتا ہے جیسا کہ سورہ فاتحہ کے شروع میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر کیونکہ اگرچہ لِلّٰهِ پر مبتداء اور خبر مل کر جملہ پورا

تو ہوگیا ہے لیکن اس کو مابعد سے یعنی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے تعلق باقی ہے اسلیئے کہ اللہ موصوف ہے اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اسکی صفت اور ایسے ہی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر وقف حسن ہی ہے کیونکہ صفات باری عَزَّ اِسْمُہٗ کا سلسلہ ان دونوں کے بعد بھی جاری ہے۔

وقفِ قبیح

اگر کلمہ موقوف علیہ پر سرے سے جملہ ہی پورا نہ ہوا ہو تو یہ وقف، وقفِ قبیح کہلائیگا جیسا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں اَلْحَمْدُ پر اور، وَاِذْقَالَ اللّٰهُ میں، وَاِذْ قَالَ پر کیونکہ اس صورت میں مبتدا پر بغیر خبر کے اور فعل پر بغیر فاعل کے وقف ہوگا۔ مگر یاد رکھو کہ ایسے موقعوں پر وقف صرف اِضطراراً ہی جائز ہے اِرادہ اور اختیار سے جائز نہیں اس لیے کہ یہاں کلام پورا نہیں ہوتا اور اس سے کوئی مفید مطلب نہیں نکل سکتا۔

(معلم التجوید صفحہ ۲۰۷)

وقف کے ناموں کی وضاحت

وقفِ تام ....تام اسلیئے کہتے ہیں کہ اسمیں موقوف علیہ پر کلام، لفظ و معنٰی، دونوں کی رو سے تمام ہو جاتا ہے اور اس کا مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

وقفِ کافی ....کافی اسلیئے کہتے ہیں کہ اسمیں اگر چہ موقوف علیہ پر مضمون پورا نہیں ہوتا لیکن مابعد سے ترکیبی تعلق نہ ہونے کی وجہ سے مقصود کے سمجھنے میں کوئی تشنگی بھی محسوس نہیں ہوتی اور اتنی عبارت بھی کفایت کر جاتی ہے۔

وقفِ حسن .... حسن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ گو اسمیں مابعد سے بلحاظِ ترکیب ضعیف سا تعلق ہوتا ہے، لیکن چونکہ جملہ کے دونوں عمدہ جز آگے ہوتے ہیں اور مقصود کے سمجھنے میں کسی اور لفظ کی خاص ضرورت نہیں ہوتی اسلیئے ایسے موقع پر بھی وقف، قبیح نہیں بلکہ حسن ہے۔

وقفِ قبیح ....قبیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مُسند پر بغیر مُسند اِلیہ کے، یا مُسند اِلیہ پر بغیر مُسند کے ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مطلب سمجھ میں نہیں آسکتا، اسلیئے ایسے موقع پر تام یا کافی تو درکنار حسن بھی نہیں بلکہ قبیح ہے۔

(التقدمۃ الشریفیہ صفحہ ۲۹۶)

﴿باب سوم﴾
وقت کی قدر

اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ وقت کی قدر کریں حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی یہی تعلیم ہے کہ وقت کی قدر کریں اور لایعنی باتوں میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ وقت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی کماحقہٗ قدر کرنی چاہیئے وقت کے بارے میں قیامت کے دن سوال کیا جائیگا۔

اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ اوقات کی پوری پوری پابندی کریں کیونکہ اِنضباطِ اوقات (وقت کی پابندی کرنے) میں بڑی برکت ہے اسکی وجہ سے کوئی کام بھی مشکل نہیں رہتا اور ناغہ میں بڑی بے برکتی ہوجاتی ہے کام چاہے تھوڑا سا ہی ہو لیکن ناغہ نہ کریں۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو پایا ہے جو اپنے لمحاتِ زندگی کو سونے چاندی سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بے فائدہ کام میں صرف ہوجائیں۔

(اصلاحی خطبات جلد۴ صفحہ ۲۱۶)

📖.... آج ہمارے معاشرے (ماحول) میں سب سے زیادہ بے قیمت اور بے وَقعت چیز وقت ہے اس کو جہاں چاہا ضائع کردیا کوئی قدر و قیمت نہیں، گھنٹے دن مہینے بے فائدہ کاموں میں اور فضولیات میں گذر رہے ہیں جس میں نہ تو دنیا کا کوئی فائدہ نہ دین کا کوئی فائدہ اللہ تعالیٰ اس طرزِ عمل کو بدلیں اور زندگی کے قیمتی لمحات کو کام میں لگائیں۔ (اصلاحی خطبات جلد۴ صفحہ ۲۱۰)

تنبیہ..... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنا نظام الاوقات نہیں بناتا اور اپنے اوقات کا حساب نہیں رکھتا کہ کہاں خرچ ہورہے ہیں درحقیقت (وہ بطورِ عمل کے) آدمی ہی نہیں۔

(اصلاحی خطبات جلد۴ صفحہ ۲۲۱)

تنبیہ..... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری مہاجر مدنیؒ (متوفی ۱۴۰۲ھ شعبان، مدفون جنۃ البقیع مدینہ منورہ) اپنی کتاب حکایاتِ صحابہ ؓ میں ایک عربی شعر نقل فرماتے ہیں۔

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْأً ۔۔۔ سِوَى الْهَذْيَانِ مِنْ قِيْلٍ وَّقَالٍ
فَاَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ اِلَّا ۔۔۔ لِاَخْذِ الْعِلْمِ اَوْ اِصْلَاحِ حَالٍ

یعنی لوگوں کی ملاقاتیں کچھ فائدہ نہیں دیتی سوائے قیل وقال کی بکواس (فضول گفتگو) کے اسلیئے لوگوں کی ملاقات کم کرسوائے اسکے کہ علم حاصل کرنے کیلیے اساتذہ کے پاس یا (پھر) اصلاحِ نفس کے واسطے کسی شیخ (مرشدِ کامل) سے ملاقات۔ (حکایات صحابہ صفحہ ۱۲۶/آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۶۹)

....لغو باتوں اور کاموں میں وقت ضائع کرنا بہت ہی بُرا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کا اسلام جب ہی اچھا ہوتا ہے جبکہ وہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

تنبیہ.....وقت کو ضائع کرتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وقت بھی آپ کو ضائع کر رہا ہے۔

تنبیہ.....دنیا میں جتنے ننگے بھوکے اور مفلس تم دیکھ رہے ہو یا ماضی میں گزرے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بچپن ہی میں قیمتی وقت کو ضائع کیا ہے کہ وہ وقت سے صحیح فائدہ نہ اٹھا سکے۔

تنبیہ.....جو کام وقت پر آسانی سے کیا جاتا ہے وہ ہفتوں اور مہینوں پڑا رہنے کے باعث وبالِ جان معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔

تنبیہ.....اگر وقت پر کام نہ کیا گیا اوّل تو اس کی تلافی ہوتی نہیں بالفرض ہو بھی جائے تو اسمیں وہ عمدگی نہیں ہوتی جس طرح کہ وقتِ مقررہ میں ہوتی ہے (جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ ہے)۔

....دنیا کی تمام چیزیں ضائع ہوجانے کے بعد محنت سے مل سکتی ہیں لیکن ضائع شدہ وقت واپس نہیں آسکتا اسلیئے وقت کی قدر کریں اور اپنے آپ کو کام کا بنائیں۔

فائدہ.....جو کام جتنی محنت ومشقت اور جتنا وقت لیتا ہے وہ اتنا ہی عمدہ اور دیرپا ہوتا ہے تدریس کا کام بھی بہت محنت طلب ہے اسمیں کامیاب مدرّس وہ ہوتے ہیں جو پوری محنت اور لگن سے تدریس کرتے ہیں۔

....حضرت مولانا نور محمدؒ فرماتے ہیں کہ بچوں کی عمر اور استعداد برباد نہ کریں، اسکا گناہ چوری اور رہزنی سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ مال واسباب پھر بھی مل سکتا ہے لیکن گزری ہوئی عمر واپس نہیں آسکتی اور بگڑی ہوئی استعداد درست نہیں ہوتی۔ (نورانی قاعدہ صفحہ ۶ مطبوعہ دار الفکر لاہور)

....اوقات کو ذرا تول تول کر خرچ کرو اور اس کیلیئے ایک نظام الاوقات بناؤ اور پھر اس نظام الاوقات کے مطابق زندگی گذارو۔ (اصلاحی خطبات جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

....آج کے بچے (طلباء وطلبات) کل کے والد اور پرسوں کے دادا ہیں یہ بچیاں آج سے چند سالوں بعد کی

مائیں اور پھر نانیاں ہیں، ان کے اوقات آپ کے پاس امانت ہیں۔ (مثالی اُستاد حصہ اول صفحہ ۳۰۴)

تنبیہ.... حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ فرمایا کرتے تھے جس چیز کے بارے میں یہ کہا جاتا کہ فرصت نہیں ملی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کی اور اس کام کی اہمیت دل میں نہیں نیز فرماتے ہیں کہ جس کام کی اہمیت دل میں ہوتی ہے آدمی اس کام کیلئے وقت نکال ہی لیتا ہے۔ (اصلاحی خطبات جلد ۴ صفحہ ۲۲۲)

خلوت (تنہائی) کا عمل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ سے ظاہر ہے جیسے ربڑ وغیرہ میں پھونک مار کر ہوا بھر دیتے ہیں اسی طرح خلوت دل کو ذوق وشوق وجد وشکر وہمت سے پُر کر دیتی ہے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۹۳)

کچھ دیر خلوت میں فراغت کے وقت رہے اور اس میں اپنے نفس سے محاسبہ کرے، کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کیا کیا پورا کیا؟ اور نواہی میں سے کس کس کو چھوڑا؟ اور تعلیم میں اور تربیت میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں، اور کیا کیا سرانجام ہوئیں۔ (رحمۃ المتعلمین صفحہ ۱۷)

فائدہ.... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء جو تعلیم وتبلیغ (تدریس وغیرہ) اور اصلاحِ خلق کا کام کرنے والے ہیں اُن کو اس سے غفلت نہ ہونا چاہئے کہ اُن کا کچھ وقت خلوت میں توجہ الی اللہ اور ذکر اللہ کیلئے بھی مخصوص ہونا چاہیئے جیسا کہ علماءِ سلفؒ کی سیرتیں اس پر شاہد ہیں اس کے بغیر تعلیم و تبلیغ بھی موثر نہیں ہوتی اُن میں نور و برکت نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۷۷۳، کراچی)

فائدہ.... حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ علماء ومشائخ جو تعلیم وتربیت اور اصلاحِ خلق کی خدمتوں میں لگے رہتے ہیں اُن کو بھی چاہیئے کہ یہ کام دن ہی تک محدود رہنے چاہئیں، رات کا وقت اللہ تعالیٰ کے حضورِ حاضر اور عبادت کیلئے فارغ رکھنا بہتر ہے جیسا کہ علمائے سلفؒ کا تعامل (عمل) اس پر شاہد ہے کوئی وقتی ضرورت دینی، تعلیمی، تبلیغی کبھی اتفاقاً رات کو بھی اسمیں مشغول رکھنے کی داعی ہو تو وہ بقدرِ ضرورت مُستثنٰی ہے۔ (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۵۹۳، کراچی)

📖.... حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ بذریعہ خط وکتابت فاضل نوجوان حضرت مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہٗ سے فرماتے ہیں کہ ان سب اُمور (تدریس وتصنیف) کے باوجود ذکر کا دامن نہ چھوڑیں کسی نہ کسی وقت تھوڑی سی دیر کیلئے بھی ذکر فرمالیا کریں۔

سیّد دو عالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اَعمال، اَقوال، اَطوار اور عادات سب عبادت ہیں، مگر پھر بھی ارشاد

فرمایا: اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا. وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا (سورۃ مزمل) (بیشک آپ ﷺ کیلئے دن میں بہت مشغولی ہے اور آپ اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرتے رہئے اور سب سے ٹوٹ (الگ ہو) کر اُسی کی طرف متوجہ رہیئے) کچھ دیر کیلئے تَبَتُّلْ (لوگوں سے الگ) کا ہونا ضروری ہے۔

تَبَتُّلْ اور ذکر میں ایسی برکات ہیں کہ باقی سارے کام باحسنِ وجوہ تکمیل پذیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ گھڑی کو چابی دیتے وقت بہت کم وقت صرف ہوتا ہے مگر وہ کئی کئی گھنٹے بلکہ کئی کئی دن اور ماہ چلتی رہتی ہے۔ (کشکولِ معرفت صفحہ ۴۶)

📖 .... جہاں تک مجھے معلوم ہے دیوبند اور سہارنپور میں چند ایسے اصحاب ہر وقت رہتے تھے جن کا کام صرف ذکر کرنا تھا تاکہ اسکی برکت سے اعمالِ صالحہ درجۂ قبولیت حاصل کریں اور ادارہ ہر قسم کے شر و فساد سے محفوظ رہے "اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ" (اسی تک اچھا کلام بلند ہوتا ہے اور عمل صالح اس کو بلند کرتا ہے) کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اعمالِ صالحہ کا قبول ہونا کلمہ طیبہ کی برکت سے ہوگا۔ (کشکولِ معرفت صفحہ ۵۴)

📖 .... علمی اور دینی مشاغل سارے اپنی اپنی جگہ اہم اور ضروری ہیں مگر تبتّل الی اللّٰہ (خداوند کریم کی جانب یکسوئی) کے بغیر وہ صِبْغَۃَ اللّٰہِ (اللہ کا رنگ) کا مصداق نہیں ہو سکتے اس کیلئے عبادت کی ضرورت ہے "نَحْنُ لَہٗ عَابِدُوْنَ" (سورۃ بقرہ) (ہم تو اسکی بندگی کرنے والے ہیں) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (کشکولِ معرفت صفحہ ۲۰۱)

تنبیہ.... حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں تبلیغی و دینی خدمات (دوسروں کی اصلاح کیلئے) جتنا وقت نکالا جاتا ہے کیا اپنی اصلاح و تربیت کیلئے ذکر و تلاوت، نوافل و اوْرادِ مسنونہ کیلئے بھی اتنا وقت نکالا جاتا ہے؟ دینی خدمات کیلئے وقت نکالنا اور اپنی تربیت و معمولات کی ادائیگی کیلئے وقت نہ نکالنا اس بات کی علامت ہے کہ نفس مجاہدہ سے گھبراتا ہے۔

تنبیہ.... دینی خدمات کے سلسلے میں اپنے فیض کو دور دور تک پھیلا ہوا دیکھ کر اپنی ذات سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ دوسروں کی اصلاح کیلئے فکر مند حضرات کو اپنی اصلاح کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔ لہٰذا تبلیغ و دعوت، اِصلاح و تربیت، وعظ و نصیحت اور نشر و اشاعت کے ذریعے دوسروں کے عمل پر آ جانے کو اپنی نجات کیلئے کافی سمجھنا اور خود عمل کا اہتمام نہ کرنا یہ غلط فہمی ہے۔

شیخ المشائخ مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں مراقبہ، محاسبہ صحبت اہل اللہ اور کثرت ذکر کی ضرورت ہے۔ مراقبہ، محاسبہ، صحبتِ اولیاء اللہ اور کثرت ذکر سے علم و معرفت میں

ترقی ہوتی ہے جس سے تقویٰ، خشوع اور تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے کثرتِ ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام ان کی تسبیح بیان کیا کرو۔

سیدِ دو عالم ﷺ سے بھی کئی روز تک مراقبہ اور تخلیہ کروانے کے بعد علم وعرفان سے آپ کو آراستہ فرمایا گیا۔ حقیقتِ علم منکشف ہونے کیلئے دردِ محبت کی ضرورت ہے اس درد کی بدولت ایسے علوم منکشف ہوتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

حضور ﷺ سے لیکر علماءِ اُمت کا یہی معمول چلا آرہا ہے کہ وہ اشاعتِ دین کی متعدی (زیادہ) خدمات کیساتھ اپنے اوقات کا بڑا حصہ عبادتِ نافلہ اور ذکر وفکر میں صرف فرماتے تھے کیونکہ دوسروں کو تبلیغ اور انکی اصلاح کی کوشش فرضِ کفایہ ہے مگر اپنی اصلاح فرضِ عین ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک تعلق مع اللہ حاصل نہیں ہوتا اس وقت تک تبلیغ واشاعت کا فریضہ ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ اس لذتِ درد سے ناآشنا (ناواقف) ہیں ان کو حقیقتِ علم کی کیا خبر۔ حالانکہ ذکر وفکر سے قلب کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ محبت واخلاص میں ترقی ہوتی ہے اور محبت واخلاص میں جس حد تک ترقی ہوگی اسی درجہ میں اعمال کے اجر اور دوسروں کو تبلیغ کے اثر میں اضافہ ہوگا اور علم میں نور اور تصنیف وتالیف میں برکت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ علماء جنہیں ذکر وفکر ومراقبات کا اہتمام ہے ان کے کام اور تبلیغ میں جو برکت ہے وہ نفلی عبادات، ذکر وفکر سے جی چرانے والوں میں نہیں۔ لہٰذا ذکر، محاسبہ، مراقبہ اور کسی کامل کی صحبت کا کم از کم وہ درجہ فرض ہے جس سے ظاہری وباطنی گناہوں سے حفاظت ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علمِ حقیقی کی دولت سے نوازے آمین۔ (تحفۃ المدارس جلد۲ صفحہ ۵۷۳)

خلوت (تنہائی) اور جلوت (مجلس) کا عمل

حضرت امام ابنِ جوزیؒ صید الخاطر میں کہتے ہیں یعنی خلوت (تنہائی) کی تاثیرات جلوت (مجلس) میں ظاہر ہو کر رہتی ہیں سو انسان بسا اوقات تنہائی میں اللہ کے عذاب کے خوف سے یا اُس کے ثواب کی عظمت کی بناء پر اپنی شہوتوں اور لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہوتی ہے گویا اس نے انگیٹھی میں عودِ ہندی ڈالدی ہے جس کی خوشبو مہک رہی ہے اور سب مخلوق اس خوشبو کو سونگھ رہی ہے مگر انہیں یہ ہرگز معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ یہ خوشبو آ کہاں سے رہی ہے اسی طرح تم دیکھو گے کہ اس شخص کے خفیہ تقویٰ کی وجہ

سے مخلوق کی آنکھیں اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں اور لوگوں کی زبانیں اس کی مدح سرائی کر رہی ہیں جبکہ انہیں خود بھی معلوم نہیں کہ ہم یہ محبت و تعریف کیونکر رہے ہیں؟ لیکن اس کے برعکس جو شخص خلوت میں گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے گناہوں کی مقدار کے برابر اس سے عفونت اور گندی بدبو اٹھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں سب مخلوق کے قلوب اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں بہت سے درپردہ گناہ کرنے والے ایسے ہیں کہ اس گناہ کے سبب وہ دنیا اور آخرت کی ہر دو زندگانی میں بدبختی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔

تنبیہ.... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں بعض اوقات بندہ، خلوت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں اس کی طرف سے نفرت ڈال دیتے ہیں اور اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا (کہ میرے اس خفیہ گناہ کی وجہ سے میرے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے اور لوگ مجھ سے نفرت کر رہے ہیں)

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۵۹ ملتان / حاصل پور صفحہ ۲۲۹)

تذکرۂ اخلاق

محقق العصر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت عطا فرما کر اوروں پر فضیلت دی ہے اور وہ شخص یہ چاہتا ہے کہ حقیقۃً وہ اہلِ قرآن اور خاصانِ خدا میں سے بن جائے جن کے متعلق اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے ''یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ'' وہ قرآن کی ایسی تلاوت کرتے ہیں جیسے اُس کا حق ہے۔

.... بقول بعض مفسرینؒ اسکے معنٰی یہ ہیں کہ وہ کماحقّہٗ قرآن پر عمل کرتے ہیں اور جن کے متعلق حضور اقدس ﷺ کا فرمانِ مقدّس ہے ''اَلَّذِیْ یَقْرَاُالْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ الْكِرَامِ السَّفَرَةِ'' جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کا ماہر ہے وہ معزّز میر منشی فرشتوں کیساتھ ہوگا ایسے شخص کو درج ذیل اخلاق وصفات کا حامل ہونا چاہیئے۔

قرآن کو اپنے دل کی بہار بنالے جس کے ذریعہ اپنے دل کے ویران وتباہ شدہ حصّہ کو آباد کرے۔

قرآنی آداب واخلاقِ شریفہ کیساتھ تخلّق اختیار کرے۔ جن کے ذریعہ وہ اُن دوسرے سب لوگوں سے ممتاز ونمایاں نظر آئے جو قرآن نہیں پڑھے ہوئے ہیں۔

●.....میں کب گناہوں سے توبہ کروں گا؟ ●.....میں کب اپنی زبان کی حفاظت کروں گا؟ ●.....میں کب اپنی نظر کو نیچا کروں گا؟ ●.....میں کب اپنی شرمگاہ کی حفاظت کروں گا؟ ●.....میں کب وعدے کے دن (آخرت)

کیلئے توشہ (ذخیرۂ آخرت کیلئے نیک عمل) بنانے کی فکر کروں گا؟●.....میں کب اللہ سے راضی ہوں گا؟●.....میں کب اللہ پر اعتماد کروں گا؟●.....میں کب قرآن کی ڈانٹ سے نصیحت پکڑوں گا؟●.....میں کب اپنی موت کے دِن کیلئے تیاری کروں گا جبکہ مجھے اپنی اجَل (موت) کا کچھ پتہ نہیں؟●.....میں کب اپنی قبر کی آبادی کی فکر کروں گا؟●.....میں کب پیشی اور اسکی سختی کی فکر کروں گا؟●.....میں کب یہ فکر کروں گا کہ اپنے رب کے سامنے میں نے تنِ تنہا (اکیلا) پیش ہونا ہے؟●.....میں کب فکر کروں گا کہ اِس جہانِ رنگ وبُو میں انقلاب برپا ہونے والا ہے؟

تنبیہ.....مجھے رب نے دوزخ کی آگ سے ڈرایا ہے جس کی گرمی شدید، گہرائی طویل ہے جس میں داخل ہونے والے لوگ نہ تو مَریں گے کہ آرام پالیں اور نہ ان کی لغزشیں معاف ہوں گی، نہ اُن کے آنسوؤں پر رحم آئیگا جن کا کھانا تھوہر (زقوم) کا درخت ہے جن کا مشروب (پینے کیلئے) گرم پانی ہے۔ میں کب ایسی دوزخ سے ڈروں گا؟۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۲۰۷/۱۷ تا ۱۸/ صفحہ ۳۹۶/ ۳۹۹ تا ۴۰۱ حاصل پور)

اَخلاقِ رذیلہ

قاریٔ قرآن، حروفِ قرآن کا تو حافظ ہو لیکن حدودِ قرآن کا ضائع کرنے والا ہو۔

(۱).....اگر کسی مالدار کو تعلیم دے تو اسکی دنیا کی لالچ کی وجہ سے اس کیساتھ تو نرمی برتتا ہو لیکن اگر کسی فقیر کو تعلیم دے تو اِسی وجہ سے کہ اُسکے پاس دُنیا نہیں ہے جس میں وہ لالچ کر سکے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہو اور اس کیساتھ سختی سے پیش آتا ہو۔

(۲).....قرآن کے ذریعہ فُقراء سے خدمت لیتا ہو اور اَغنیاء کا مال لینے کیلئے اُن کی دُکانوں اور گھروں کا چکر لگاتا ہو۔

(۳).....اگر خوش اَلحان ہو تو اس بات کا خواہش مند رہتا ہو کہ اغنیاء وسلاطین کے سامنے قراءت کرے اور انکو نمازیں پڑھائے۔ اُن کی دُنیا میں طمع کی بناء پر۔ اور اسکے برعکس اگر فقراء اس سے نماز پڑھانے کی فرمائش کریں تو محض اس بناء پر کہ اُن کے پاس دُنیا کم ہے۔ اُسکو یہ فرمائش گراں گزرتی ہو۔ بس اس کا اصل مقصود دُنیا ہے جہاں بھی وہ اس کو ملتی ہو تو وہیں دوڑ کر پہنچ جاتا ہے۔

(۴).....قرآن کے سہارے لوگوں کیساتھ فخر سے پیش آتا ہو۔ اور قرآءاتِ سبعہ یا عشرہ کے علم وفضل کے ذریعہ اپنے سے کم درجہ کے حفاظ پر اپنی باتوں کا سِکّہ جماتا ہو۔

(۵).....جس کسی کو اُس جیسا ضبط نہیں ہے اس کو خواہ مخواہ شرمسار وذلیل کرتا ہو اور جو اُسی جیسا ضابط

ہوا سکے عیوب تلاش کرتا رہتا ہو۔
(۶)....اس کا بیٹھنا متکبرانہ ہو، اوروں کو تعلیم اپنی بڑائی جتانے کیلئے دیتا ہو۔ اسکے دل میں خشوع کی کوئی جگہ نہ ہو، لایعنی باتوں کا خوب مشغلہ رکھتا ہو اور خوب ہنستا ہو۔
(۷)....اگر اُس کا کوئی شاگرد کسی دوسرے اُستاد سے پڑھتا ہو تو اُس پر ناراض ہوتا ہو۔
فائدہ....حافظِ قرآن ،قرآن میں غور وفکر کرے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ وخوف اختیار کرے ،قرآن کی تعظیم بجالائے۔ دُنیا کی غرض سے اس کو محفوظ رکھے۔ اور فانی دنیا کے بدلہ میں باقی آخرت کو خرید لے۔
(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۷ تا ۱۸/ صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۱ حاصل پور)

اِجمالی اوصاف

استاذ کیلئے شرط یہ ہے کہ اس میں یہ صفات ہوں :
●....مسلم ہو●....عاقل ہو●....بالغ ہو●....اِعتماد کے قابل ہو●....مامون ہو کہ اسکی طرف سے بددینی کا اندیشہ نہ ہو●....ضابطہ ہو کہ جو کچھ اساتذہ سے پڑھا ہے اسکو صحیح طور پر یاد رکھتا ہو●....فاسق فاجر نہ ہو کہ علانیہ شریعت کے خلاف کام کرتا ہو●....کمینوں اور کم ہمتوں جیسے کام نہ کرتا ہو●....دُنیا کی طرف زیادہ رغبت نہ رکھے اور دنیا کے مال ودولت سے اور دنیا داروں سے بے پرواہ رہے●....سخاوت بُردباری،صبر،شریفانہ اخلاق اختیار کرے●....لوگوں کیساتھ کشادہ رُوئی سے پیش آئے لیکن اس قدر نہ ہو کہ ہنسی اور ٹھٹھے (مزاح ومذاق) کی حد تک پہنچ جائے●....تقویٰ اور عاجزی اور خشوع وخضوع اختیار کرے●....اپنے نفس کو ریا اور حسد کینہ اور غیبت سے پاک رکھے●....کسی کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ مرتبے میں اس سے کم ہی کیوں نہ ہو●....اور خود پسندی سے بھی پرہیز کرے مگر اس سے بہت کم لوگ محفوظ رہتے ہیں●....اپنی نظر کی بھی حفاظت کرے، کہ بلا ضرورت اِدھر اُدھر نہ دیکھے●....ہاتھوں سے فضول حرکت نہ کرے●....بغلوں کی بدبو بھی دور کرے●....بدبو دار چیزوں کے استعمال سے بچے●....اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے●....صورت بھی شرع کے موافق رکھے یعنی مونچھیں اور ناخن کترے اور داڑھی میں کنگھا کرے●....تمام اعضاء کو ساکن رکھے●....اپنی ہیئت بھی خوبصورت بنائے اور کپڑے صاف ستھرے رکھے●....ناجائز لباس سے پرہیز کرے اور اس لباس بھی پرہیز کرے جو اساتذہ کی شان کے لائق نہیں●....تمام حالات میں ظاہر وباطن دونوں سے حق تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہے اور اسی پر بھروسہ رکھے●....یہ خواہش نہ کرے کہ میرے پاس لوگ کثرت سے آئیں تا کہ مجلس بارونق رہے●....یہ بھی مستحب ہے کہ بیٹھنے کیلئے کشادہ جگہ اختیار کرے تا کہ سب شاگردوں کیلئے کافی ہو جائے●....شاگردوں کیساتھ خندہ پیشانی اور کشادہ

روئی سے پیش آئے●....سب کا برابر خیال رکھے البتہ ان میں کوئی مسافر ہو، یا سمجھ اور قابلیت زیادہ رکھتا ہو تو اسکو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں●....استاذ کو چاہیئے کہ شاگردوں کیساتھ نرمی سے پیش آئے اور عزت وخیر خواہی کا برتاؤ رکھے●....جو چیزیں ان کیلئے مفید ہوں، ان پر آگاہ کرتا رہے●....دنیا سے کم رغبتی کی عادت ڈالے●....استاذ قراءت پر واجب ہے کہ خالص حق تعالیٰ کی رضا کی نیت سے پڑھائے اور دُنیوی اغراض میں سے کسی غرض کا طالب نہ ہو۔ اگر چہ متاخرین فقہاء نے فی زمانہ تنخواہ لینے کی اجازت دی ہے، مگر محض اسی نیت سے نہ پڑھائے کہ مجھے تنخواہ ملے گی۔ اور حق تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو، یا یہ کہ لوگ میری تعریف کریں گے، یا ان کے دلوں پر میرا سکہ بیٹھ جائیگا اور وہ میری عزت کریں گے۔

●....جب درس گاہ میں پہنچے تو دو رکعت نفل پڑھے، اور اگر مسجد میں بیٹھ کر پڑھاتا ہو تو ان نفلوں کا اور بھی زیادہ خیال رکھے، لیکن تنخواہ دار کیلئے مسجد میں بیٹھ کر پڑھانا مکروہ ہے●....جو پہلے آیا ہو اس کو سب سے پہلے اور بعد والے کو اس کے بعد پڑھائے، ہاں اگر پہلے آنے والا دوسرے کو خوشی سے اجازت دیدے تو اس کو پڑھانے میں کچھ حرج نہیں●....جو شخص تعظیم واکرام کے لائق ہو، فاضل طلباء میں سے ہو، یا اور لوگوں میں سے، اگر استاذ اس کے آنے پر کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے●....ان کے آنے پر مرحبا کہے اور خوشی ظاہر کرے اور ان کی دلجوئی کرتا رہے، اور مہربانی سے پیش آئے۔

●....قرآن کی قراءۃ اور تمام شرعی علوم میں مشغول رہنے کی فضیلت بھی سناتا رہے تاکہ ان کا شوق روز بروز بڑھتا چلا جائے●....دنیا کا فانی اور بے حقیقت ہونا بتاتا رہے تاکہ ناپائیدار زندگی پر بھروسہ کر کے آخرت سے غافل نہ ہو جائیں●....اگر کوئی شاگرد کسی اور معتبر استاذ سے بھی پڑھنا چاہے جس سے اس کو نفع پہنچنے کی امید ہو تو اس کو خوشی سے اجازت دیدے اور یہ خیال نہ کرے کہ جب یہ دوسرے سے پڑھے گا تو اسکے دل میں میری وقعت نہیں رہے گی۔ یا دوسرے استاذ کو مجھ سے بڑھ کر سمجھنے لگے گا●....ان کے ساتھ بڑا اُونچا بن کر نہ رہے بلکہ تواضع کا معاملہ رکھے تاکہ جو بات پوچھنے کی ہو بے تکلف پوچھ سکیں●....جو بھلائیاں اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی ان کیلئے بھی پسند کرے اور جن چیزوں کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا، ان کیلئے بھی پسند نہ کرے●....اگر اُسے (طالب علم کی) نیت میں کچھ خرابی معلوم ہو تو اس سے تعلیم کو بند نہ کرے بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کی نیت درست کرنے کی کوشش کرے●....راستہ میں چلتے ہوئے پڑھانا بھی جائز ہے گو بعض حضرات نے اسکو معیوب سمجھا ہے، مگر اس پر فتویٰ نہیں، لیکن قرآن کھول کر نہ پڑھے کیونکہ راستہ چلتے لوگوں کی پیٹھ ہوگی، البتہ حفظ پڑھنے اور پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ قرآن مجید کی تعظیم کا پورا لحاظ رکھا جائے، جو شاگرد اِس لائق ہو جائے کہ اس کو پڑھانے کی اجازت دے دی جائے

تو کچھ مال وغیرہ حاصل کرنے کی لالچ سے اجازت دینے میں دیر نہ کرے کیونکہ اجازت کوئی قیمت کی چیز نہیں جس کو مال کے بدلے میں بیچا جائے۔ (آداب تلاوت صفحہ جدید ۵۹/رہنمائے مدرسین صفحہ ۸۶)

قابل اور محنتی مدرسین کے اوصاف

قابل مدرسین وہ ہیں جن کی ذات اور صفات قرآن کی بتائی ہوئی دو صفات (۱) القوی (۲) الامین کے مطابق ہیں۔

قابل مدرسین.....وہ ہیں جو اوقاتِ تعلیم میں پوری حاضری اور سخت پابندی کے ساتھ پڑھاتے ہیں تاخیر، غیر حاضری اور چھٹی سے پرہیز کرتے ہیں۔

قابل مدرسین.....وہ ہیں جن کا حفظِ قرآن مجید خوب مضبوط اور پختہ ہے ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جن کا حفظ با تجوید ہے۔

قابل مدرسین.....وہ ہیں جو کسی قابل استاذ سے فارغ ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو کسی قابل استاذ سے ٹریننگ یافتہ ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو ماہرِ فن اور تجربہ کار ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو محنت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

قابل مدرسین.....وہ ہیں جو شریف الطبع اور خوش اخلاق ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو ہر عمل میں دیانت اور صداقت رکھتے ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو نیک صالح اور پابندِ شریعت ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو فضول باتوں سے پرہیز کرتے ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو اپنے کام میں مصروف ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو طلبہ پر سوٹا (ڈنڈا) مارنے کے بجائے دماغ مارتے ہیں ●.....قابل مدرسین.....وہ ہیں جو طلبہ کو نرمی اور پیار سے پڑھاتے ہیں۔

●.....قابل مدرسین..وہ ہیں جو چھٹی کے وقت میں گھومنے پھرنے اور لوگوں کے ساتھ مجلس کرنے سے پرہیز کر کے اپنے گھر میں مکمل آرام کرکے اور پڑھائی میں نیند سستی اور غفلت سے بچ کر خوب محنت کرتے ہیں نہ ایسے کہ چھٹی میں خوب گھومتے پھرتے ہیں اور پڑھائی میں سستی غفلت اور خوب نیند کرتے ہیں۔ (مفید المدرسین صفحہ ۳)

قوتِ حافظہ کیلئے مجربات

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں کہ تم پر شہد لازم ہے کیونکہ وہ حافظہ کیلئے بہترین چیز ہے۔

فائدہ.....پودینہ کو جوش دیکر اس میں کلونجی کے تیل کے چند قطرے اور خالص شہد کا ایک بڑا چمچ ملا دیں اور صبح کو منہ نہار اسکو پی لیں، پورا دن حافظہ تر و تازہ اور طبیعت ہشاش بشاش رہے گی۔

فائدہ....شہد کو کلونجی کے تیل کیساتھ ملاکر استعمال کرنا خوش آوازی ،اور بلغم نکالنے کیلئے انتہائی مفید و مجرب ہے۔

فائدہ....حضرت ہاشمی رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ جو شخص حدیث شریف کو حفظ کرنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ کشمش استعمال کرے (صبح نہار منہ صاف ستھری کشمش کے اکیس دانے استعمال کریں)

فائدہ....ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بھولنے کی بیماری کی شکایت کی: فرمایا گائے کا دودھ لازم کرلے کیونکہ وہ دل کو بہادر بناتا ہے اور بھولنے کی بیماری کو دُور کرتا ہے۔

فائدہ....قوتِ حافظہ کی نیت سے زمزم کا پانی پئیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ عالی ہے کہ زم زم کا پانی جس غرض کیلئے پیا جائے حاصل ہوتی ہے، سلف صالحینؒ میں سے متعدد حضرات نے مختلف نیتوں سے زمزم کا پانی نوش کیا اور ہر ایک کو اُس کی غرض و نیت حاصل ہوئی۔

فائدہ....حضرت دکتور حسان شمسی پاشا رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ تازہ مچھلی میں ایسی وٹامینات پائی جاتی ہیں جو دماغ کو قوت بخشتی ہیں۔ حافظہ میں ضعف اور افکار و خیالات میں ڈھیلا پن پیدا ہوجاتا ہے اسی لئے قدیم مشائخ میں یہ محاورہ معروف رہا ہے کہ اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ۔ یعنی پیٹ بھر کر کھانا ذہانت کو ختم کردیتا ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۲۴۷ ملتان/صفحہ ۲۲۸ حاصل پور)

تنبیہ.....گناہ بھی حافظہ کی خرابی کا سبب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاذ وکیع رحمۃ اللہ سے جب حافظہ کی کمزوری کا ذکر فرمایا، تو محترم استاذ نے ترکِ معاصی کی تلقین فرمائی۔

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِىْ ... فَاَوْصَانِىْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِىْ

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰهٖ ... وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِىْ

فائدہ.....روٹی کے ٹکڑے یا بسکٹ پر سورۃ فاتحہ معہ بسملہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) لکھ کر چالیس روز نہار منہ کھلانا ذہانت کیلئے مفید ہے۔

فائدہ....اکتالیس مغز بادام شیریں پر اکتالیس بار حزب البحر پڑھ کر دم کرنا اور ایک دانہ روزانہ علی الصباح کھانا بھی مفید ہے۔

عمل....بعد نمازِ فجر یا درمیان سنت و فرض فجر کے ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر ایک چلّہ اکتالیس بار روزانہ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ وَيَسِّرْلِىْٓ اَمْرِىْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ پڑھنا بھی از بس مفید ہے۔

📖....شب جمعہ بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ سورۃ کوثر پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینا مفید مطلب ہے۔

📖....قرآن پڑھنے سے پہلے سات بار اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِىْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِىْ بِطَاعَتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور سارے وجود پر پھیرے بیحد مفید اور مجرب المجرب ہے۔

فائدہ....سورۃ اِقراء کاوِرد بھی کشادگی ذہن کیلئے مجربات سے ہے۔

📖....فجر کی نماز کے بعد اکیس بار رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ وَيَسِّرْلِىْ اَمْرِىْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ کاوِرد باقاعدگی سے ہمیشہ کیا جائے۔ان شاء اللہ تعالیٰ حافظہ اور ذہن کھل جائیگا۔

(رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۰۴)

قیمتی نصائح

(۱)....استاذ کو چاہیئے کہ طلباء کے آنے پر مرحبا کہے اور خوشی کا اظہار کرے اور ان کی دلجوئی کرتا رہے اور فرمانِ نبوی (ﷺ) کے مطابق مہربانی سے پیش آئے۔نیز اپنی حیثیت کے موافق انکی مالی امداد بھی کرتا رہے تاکہ وہ کامل یکسوئی کیساتھ تعلیم حاصل کر سکیں (جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے شاگردوں خصوصاً قاضی امام ابو یوسفؒ کیساتھ تعاون کرتے تھے)۔

(۲)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ ہمیشہ باوضو رہے کیونکہ دَورانِ تعلیم اُسے قرآن پاک پکڑنے کی نوبت آتی ہے۔

(۳)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں رکھے اور اپنے تمام کاموں میں بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی رکھے ادنیٰ چیز کی توقع بھی کسی شخص سے نہ رکھے بس اللہ تعالیٰ ہی کو کافی سمجھے۔

(۴)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ معمولاتِ یومیہ مثلاً تلاوتِ قرآن کثرت کیساتھ (نفلوں میں ہو تو اور بہتر ہے اسلئے کہ نماز میں ایک حرف کے بدلے میں سو نیکی کا ذکر آیا ہے نیز نماز کی برکت سے قرآن یاد رہتا ہے جیسا کہ حضرات اکابر کا عمل اس پر شاہد ہے نیز درود شریف، استغفار، تسبیح وتہلیل مسنون دعائیں اور ذکر اللہ کا بھی اہتمام کرے)

(۵)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ پانچوں نمازوں کو باجماعت صفِ اوّل میں تکبیر اُولیٰ کیساتھ ادا کرے۔

(۶)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ سب لوگوں سے زیادہ رات کو لمبی عبادت کرے جبکہ لوگ سو رہے ہوں اور سب لوگوں سے زیادہ آخرت کی لمبی فکر کرے جبکہ لوگ خوش ہو رہے ہوں۔

(۷)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ جب درسگاہ میں پہنچے اگر وقت ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور اگر مسجد میں بیٹھ کر پڑھا رہا ہو تو اور بھی زیادہ اہتمام کرے۔البتہ تنخواہ دار کا مسجد میں پڑھانا فقہاء کرام نے مکروہ

لکھا ہے ہاں ضرورتِ شدیدہ الگ چیز ہے۔
(۸)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ منزل پڑھنے میں سستی ہرگز نہ کرے اگر بالکل نہ پڑھے گا تو دنیا میں رزق کی تنگی میں مبتلا ہوگا اور آخرت میں نابینا اُٹھایا جائیگا نیز قرآن مجید کے بھول جانے والا قیامت کے دِن کوڑھی ہوکر حاضر ہوگا۔ (الحدیث)
(۹)....استاذ کیلئے ضروری ہے کہ کسی بزرگ سے اِصلاحی تعلق رکھے اس طرح ان شاء اللہ تقویٰ و پرہیز گاری کی بڑی بڑی برکات نصیب ہوں گی۔
(۱۰)....استاذ صاحب اگر صرف قرآن مجید ہی پڑھا ہوا ہو تو اسکو چاہیئے کہ کم از کم تعلیم الاسلام اور بہشتی زیور کسی مستند عالم سے تعلیمی اوقات کے بعد پڑھ لے۔اسی طرح حضرت تھانویؒ کے مختلف مواعظ اور مولانا محمد زکریا سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کی کتابیں یعنی فضائلِ اعمال، فضائلِ صدقات یا دیگر اکابر کی مستند کتب اپنے مُطالعہ میں رکھے۔اور اگر ہوسکے تو چھٹی کے بعد کبھی کبھار مواعظ اور فضائل میں سے کچھ کچھ طلباء کو سنا دیا کرے اس سے طلباء کے علم وعمل میں ترقی ہوگی۔
(۱۱)....اگر کوئی استاذ قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنا نہ جانتا ہو تو پہلے کسی مجود (ماہرفن) سے تجوید سیکھ لے اور اسکے بعد پڑھائے کیونکہ تجوید کے بغیر پڑھانے والا استاذ تنخواہ لینے کا حقدار نہیں جیسا کہ امام جزریؒ کا فتویٰ ہے۔
(۱۲)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ سُنت کے مطابق داڑھی رکھے، نیز لباس اور حجامت سنت کے مطابق ہونی چاہیئے۔اور اُس لباس سے بھی بچے جو استاذ کی شان کے لائق نہیں بلکہ علماء وصلحا والا جیسا لباس اختیار کرے۔
(۱۳)....استاذ صاحب اپنے تمام شاگردوں کیلئے دُعا کرتا رہے چاہے وہ اس وقت پڑھ رہے ہوں یا فارغ ہوکر پڑھا رہے ہوں۔
(۱۴)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ تنخواہ کو اصل مقصود نہ بنائے بلکہ صرف ضرورت کے درجہ میں رکھے جس کا معیار یہ ہے کہ اگر ایک جگہ مقررہ تنخواہ سے گزارہ چل رہا ہے اور کام بھی خوب ہو رہا ہے تو پھر کسی جگہ سے زیادہ تنخواہ کی پیش کش ہوجائے تو پہلی جگہ کو ہرگز نہ چھوڑے ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ مقصد صرف تنخواہ ہی ہے تدریس برائے نام ہے۔
(۱۵)...اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ قرآن مجید پڑھانے کے زمانے میں حتی المقدور طالب علم سے ہدیہ قبول کرنے

سے پرہیز کرے کیونکہ ہدیہ قبول کرنے سے اِخلاص کے فوت ہونیکا اندیشہ ہے نیز طالب علم سے ہدیہ قبول کرنے کی صورت میں اسکی رِعایت بھی رکھنی پڑے گی۔ جس سے تعلیم کا حرج ہوگا نیز یہ خیانت کی صورت بھی ہے۔

(۱۶)....قرآن مجید اور درسِ نظامی کے مدرّس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ مدرسہ کے اوقات کی پابندی کرے خواہ کوئی نگرانی کرے یا نہ کرے۔

(۱۷)....استاذ صاحب جوانی کے ایام کو غنیمت سمجھ کر پڑھانے میں خوب محنت کرے اور طریقہ تعلیم کو مزید پختہ تر کرتا جائے نیز قرب وجوار کے کامیاب اساتذہ کرام سے تعلیمی ضابطے اور اُصولِ تدریس معلوم کرتا رہے تا کہ خود ایک کامیاب مدرّس بن سکے نیز وہ اساتذہ جو دنیا سے رُخصت ہوگئے ہوں ان کے تدریسی تجربات کتابی صورت میں یا نقل در نقل ہوں ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتا رہے۔ایک کامیاب مدرّس بننے والے کیلئے ایسا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

(۱۸)....تعلیم سے متعلق تمام باتیں عمل میں لانے کیساتھ ساتھ دعاؤں کا اہتمام رکھیں خصوصاً نمازِ تہجد کے بعد اور محض اپنی محنت پر غرور نہ کیا جائے۔ کتابوں میں لکھا ہے اگر کوئی استاذ طلباء کی کامیابی کیلئے خصوصاً نمازِ تہجد میں دُعا نہیں کرتا تو وہ انکو مارنے کا حق نہیں رکھتا۔

(۱۹)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ حسد، رِیاکاری، خود پسندی اور دوسرے کو حقیر جاننے کی عادت سے بہت پرہیز کرے اور اپنے میں (مَیں) تو ہرگز پیدا نہ ہونے دے دوسرا گو اپنے سے چھوٹا ہو لیکن پھر بھی اسکو بنظرِ حقارت سے نہ دیکھے۔

(۲۰)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ طلبہ کے آنے پر مرحبا کہے اور خوشی کا اظہار کرے اور ان کی دلجوئی کرتا رہے اور فرمانِ۔

(۲۱)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ سب طلبہ کا برابر خیال رکھے البتہ اگر ان میں سے کوئی مسافر ہو یا سمجھ اور قابلیت زیادہ رکھتا ہو تو اس کو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہاں اِس کا خیال رہے کہ اسمیں عُجب اور تکبر پیدا نہ ہو۔

(۲۲)....کمسن اور معمّر (چھوٹے اور بڑے) نیز مالدار اور فقیر ہر طرح کے لوگ تعلیم قرآن حاصل کرتے ہوں تو ہر ایک کیساتھ اُس طرح کی شان اور عمر اور حالت کے مطابق معاملہ کرے اور ہر صاحبِ حق کو اس کا حق پورا پورا ادا کرے۔

(۲۳)....استاذِ قرآن کیلئے لائق نہیں کہ غنی کو تو قریب بٹھائے مگر فقیر کو دُور بٹھائے ،غنی کیساتھ تو نرمی

کرے مگر فقیر کیساتھ سختی سے پیش آئے۔ لہٰذا مدرس پر لازم ہے کہ غنی اور فقیروں دونوں میں انصاف اور برابری کرے۔

(۲۴)....بچوں کو اپنے ساتھ مانوس کرنے میں ایسے بے تکلف بھی نہ ہو جائیں کہ ان کے دلوں سے آپ کا وقار جاتا رہے اور وہ گستاخ و نڈر بن جائیں۔ دانشمندوں نے کہا ہے: مَنْ كَثُرَ مِزَاحُهُ زَالَتْ هَيْبَتُهُ یعنی جو زیادہ بے تکلّف ہو جاتا ہے اس کا رعب جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا نفسیات کے اس اصول کو ملحوظ رکھنا بھی از بس ضروری ہے، یہ درست ہے تمام بچے مزاج اور طبیعت کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہوتے، یقیناً بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب تک انکوڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے وہ چلتے ہی نہیں۔ غالباً ایسوں ہی کے بارے میں عربی زبان میں یہ کہاوت کہی گئی ہے۔ ''اَلضَّرْبُ لِلصِّبْيَانِ كَالْمَآءِ فِي الْبُسْتَانِ ''یعنی'' بچوں کی تربیت میں مار پیٹ کو ایسا ہی دخل ہے جیسا پانی کو باغ کی نشوونما میں''۔

(۲۵)....اُستاذ صاحب کو طلباء کیساتھ اتنا بے تکلّف (فری) بھی نہ ہونا چاہیئے کہ وہ اُستاذ کے سَر پر بیٹھ جائیں اور اپنی پڑھائی میں کوتاہی شروع کر دیں (جیسا کہ بعض طلباء ایسا کرتے ہیں) ایسی نرمی اور بے تکلّفی ہرگز مناسب اور جائز نہیں بلکہ اس سے تو اُستاذ اور شاگرد دونوں کا نقصان ہے نیز اس سے تو بڑے بڑے فتنے جنم لیتے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

(۲۶)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ بچوں میں مساوات اور برابری رکھے لڑائی جھگڑے کے موقعہ پر عدل وانصاف قائم رکھے۔ اَغنیاء کے بچوں کی طرف میلان اور غرباء کے بچوں سے بے رُخی کبھی نہ کرے۔

(۲۷)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ طلبہ کو تعلیم دینے اور مسائل کے سمجھانے پر اس قدر حریص ہو کہ اپنے ذاتی کام جو غیر ضروری ہوں ان سے تعلیم کو بڑھ کر سمجھے۔

(۲۸)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ جو شاگرد اِس لائق ہو جائے کہ وہ تدریس کرسکتا ہے تو اس کو بخوشی اجازت دیدے کیونکہ اجازت کوئی قیمت کی چیز نہیں۔

(۲۹)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ کوئی طالب علم اگر کسی اور معتبر اُستاد سے پڑھنا چاہے جس سے اُس کو مزید نفع پہنچنے کی اُمید ہو تو اس کو خوشی سے اجازت دے دے اور یہ خیال نہ کرے کہ جب یہ دوسرے سے پڑھے گا تو اس کے دِل میں میری عزت نہیں رہے گی یا دوسرے اُستاد کو مجھ سے بڑھ کر سمجھنے لگے گا۔

(۳۰)....استاذ صاحب شاگردوں کو فقط الفاظ وحروف کی تعلیم ہی نہ دے بلکہ اَخلاقِ حمیدہ کی بھی تلقین کرے۔

(۳۱)....استاذ صاحب طلباء کو شرعی آداب اور عمدہ باتیں بھی سکھاتا رہے تاکہ تعلیم کیساتھ ان کی تربیت بھی ہوتی رہے جو کہ تعلیم و تعلّم کا مقصود ہے۔

(۳۲)....استاذ صاحب کبھی کبھی بچوں سے ہنسی مذاق اور دل لگی والی گفتگو بھی کرلیا کریں اس سے بچے خوش رہتے ہیں مگر گفتگو تہذیب اور تربیت کے دائرہ میں ہو۔خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گفتگو میں مزاح کی مقدار وہی ہونی چاہیئے جو کھانے میں نمک کی ہوتی ہے۔

(۳۳)....استاذ کو چاہئے کہ بچوں سے یا ان کے ورثا سے کسی قسم کے نفع کی توقع نہ رکھیں چاہے کسی طرح کی بھی ہو محض توکل علی اللہ کے مطابق تعلیم دیں اور مدرسہ سے ملنے والی تنخواہ کو کافی سمجھیں ہاں کوئی اپنی طرف سے ہدیہ اور تحفہ پیش کرے تو قبول کرلینا چاہیئے یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے اکرام وانعام ہوتا ہے۔

(۳۴)....قرآن مجید کے ختم پر اُستاذ کا طالب علم سے کپڑوں کے جوڑے کا یا پیسوں وغیرہ کا لالچ رکھنا جائز نہیں ہے اس سے طرح طرح کی بے برکتیاں ہوں گی۔جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔

تنبیہ....جس استاذ کو پڑھانے کا تجربہ نہ ہو اس کو چاہیئے کہ کسی ماہر استاذ سے تعلیمی رابطہ رکھے ورنہ از خود مستغنی ہو جائے تاکہ بچوں کا مزید وقت ضائع نہ ہو۔

(۳۵)....استاذ صاحب اپنے دل میں سوچے کہ شاگرد کی یہی قربانی بڑی ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو میرے حوالے کردیا ہے مجھے ان پر محنت اور ان کی تربیت کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے(اور بس)

(۳۶)....جو اساتذہ صحیح طور پر محنت اور شفقت کرتے ہیں ایسے اساتذہ کا فیض عام وتام ہوتا ہے اور اس کے برعکس جو شفقت اور محنت نہیں کرتے طلباء ان سے دور بھاگتے ہیں نیز ایسے اساتذہ کا فیض بھی نہیں ہوتا۔

(۳۷)....استاذ صاحب بچوں کی نفسیات کو سمجھ کر چلائیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔

(۳۸)....طریقہ تدریس مکمل طور پر بچوں کے نفسیاتی تقاضوں کے عین مطابق ہونا چاہیئے اُن کی آزادی کا خیال بھی رکھنا چاہیئے۔

(۳۹)....استاذ صاحب کبھی کبھار چھٹی سے چند منٹ پہلے تھوڑی دیر کیلئے اسلامی لطیفے جو دلچسپ بھی ہوں سنا دیا کریں اس سے بچوں کا دل تعلیم اور مدرسہ کیساتھ لگا رہے گا اور تعلیم بھی اچھی طرح حاصل کریں گے۔

(۴۰)....استاذ صاحب کیلئے ضروری ہے کہ تعلیم میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے کیونکہ وہ تنخواہ کے ذریعے روزی حاصل کرتا ہے تو جب تعلیم میں کوتاہی کرے گا تو تنخواہ لینا جائز نہ ہوگا۔

تنبیہ.....مہمان کی ملاقات کے وقت طلباء بہت ہی گڑ بڑ کرتے ہیں حتی کہ آپس میں گالی گلوچ ہاتھا پائی نیز پیشاب کے بہانے رخصت لیکر اور بعض طلباء تو بغیر پوچھے ہی چلے جاتے ہیں اور درسگاہ کے باہر کھیلتے رہتے ہیں، بہتر یہی ہے کہ ملاقات بند کردینی چاہیئے یا پھر مختصر سی ہو اور مہمان کو جلد از جلد فارغ کردیا جائے اور اپنے تعلیمی کام میں لگ جانا چاہیئے اور یہی دیانت داری کا تقاضا ہے۔

تنبیہ.....استاذ صاحب کو چاہیئے کہ مدرسہ کے تعلیمی اوقات میں کسی مہمان سے لمبی چوڑی ملاقات کرنا، یا دیگر فضول کاموں میں لگے رہنا جیسا کہ موبائل فون، اخبار اور کتاب وغیرہ کا مطالعہ تو یہ کسی طرح بھی جائز نہیں (ہاں) ضرورتِ شدیدہ الگ چیز ہے۔

فائدہ.....کسی وقت بتقاضائے ضرورت کچھ سختی کرنی پڑ جائے تو دوسرے وقت میں عفوودلجوئی سے اس کا تدارک کردیجیئے۔ غصہ کی پرورش زیادہ دیر تک نہ کرتے رہیئے۔ حدیث میں ایسے شخص کی مذمت آئی ہے جس کو غصہ آئے تو جلدی لیکن جائے دیر سے۔

(۴۱).....سختی تو کسی حالت میں بھی اچھے نتائج پیدا نہیں کرتی، چہ جائیکہ چھوٹے بچوں پر کی جائے اور بچے بھی وہ جو اس پُرفتن دور میں کھیل کود اور اپنی فطری آزادی کو قربان کرکے آپ کے پاس قرآن پاک پڑھنے آئے ہیں۔ اگر اس وقت آپ (اُستاذ) سے ملاطفت (مہربانی) والے اس اصول میں کوتاہی ہوگئی تو نا معلوم اسکے نتیجہ میں کتنے بچے اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہ جائیں گے کیونکہ آپ ننھے منے بچوں کے دلوں میں دین کا پودا لگا رہے ہیں اسلیئے اس بات کی پوری کوشش کیجئے کہ جو آپ کے پاس آگیا ہے وہ محروم نہ جائے۔

تنبیہ.....بچوں کو حد سے زیادہ سزا نہ دی جائے، ان کے قصور سے زیادہ نہ مارا جائے۔ اسی طرح مارتے ہوئے منہ پر بھی نہ مارا جائے (کیونکہ حدیث شریف میں اس طرح مارنے کو منع کیا گیا ہے) اگر کسی اُستاذ نے قصور سے زیادہ مارا تو ہوگی قیامت کے رُوز اللہ کی عدالت میں اس کا جواب دینا پڑے گا، بعض اساتذہ محض چھوٹی سی بات پر اتنا مارتے ہیں کہ حد سے تجاوز ہوجاتا ہے، ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ یعنی زیادتی نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ (پارہ۲)

تنبیہ.....مارنا صرف تنبیہ کیلیئے ہوتا ہے، اگر سبق یاد نہیں کیا تو اتنا مارو کہ بس اس سے غفلت دُور ہوجائے۔ مار کی زیادتی سے نہ بچے کا حافظہ بڑھتا ہے نہ ہی یاد ہوتا ہے۔ بلکہ وہ بچہ ڈھیٹ اور ضدی طبیعت کا جاتا ہے،

مار کی وجہ سے بہت سے بچوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔
(۴۲)....بالفرض طالب علم تعلیم میں سستی اور غفلت کرتا ہے تو پہلے ناظمِ تعلیم، مہتمم مدرسہ اور پھر طالب علم کے والدین کو اطلاع کر دی جائے اگر پھر بھی نہ پڑھے تو ایک حد تک پٹائی کی جاسکتی ہے لیکن زیادہ مارنا پھر بھی درست نہیں ایسے بچے نہ تعلیم کے رہتے ہیں نہ گھر کے بلکہ وہ تو کسی کام کے بھی نہیں رہتے (جیسا کہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے تو) جب ایسے بچے مُعاشرے میں بداَطواریاں (گناہ کے کام) کریں گے تو کیا اُستاذ صاحب اس گناہ میں شریکِ کار نہ سمجھے جائیں گے؟ اس پر کبھی کسی اُستاذ نے غور کیا ہے؟
(۴۳)....اُستاذ صاحب کو چاہیئے کہ اگر کوئی شاگرد غلطی کرے تو نہ اس پر بلا وجہ سختی کرے اور نہ ہی اُسے شرمسار کرے، نیز اسی دَوران طریقہ سے اس کو غلطی کا اِحساس دلائیں اگر ہو سکے تو تمام طلباء میں مجموعی بات کے ذریعہ اس غلطی کا ذکر کریں اور اس کا نقصان بھی بیان کر دیں تاکہ سب طلباء اس غلطی سے بچ جائیں۔
(۴۴)....استاذ صاحب کسی طالب علم کو کسی بھی چھٹی (مثلاً صبح، عصر، عشاء یا جمعرات یا عام تعطیلات کے) ہونے کے قریب کوئی سزا نہ دیں۔
(۴۵)....طالب علم کو چھٹی کے وقت نہیں مارنا چاہیئے کہ ایسی مار بعض اوقات نفرت وبددلی کا باعث بن جاتی ہے اسی طرح جمعرات کو چھٹی کے وقت بھی اتنا نہیں مارنا چاہیئے جس سے چوٹ لگ جائے اس بھی بعض دفعہ بچے بھاگنے کا جواز نکال لیتے ہیں۔
(۴۶)....طالب علم کو تین بار اسکی خطا پر معاف کر دینا چاہیئے چوتھی بار پھر غلطی کرے تو استاذ محض اللہ کی رضا اور اصلاحِ حال کی نیت کر کے جتنی سزا کا اس کو مستحق سمجھے اس سے کم سزا دے اور سزا دینے کے بعد استغفار کرے۔
(۴۷)....استاذ صاحب کیلئے ضروری ہے کہ اپنا اور اپنے طالب علموں کا وقت کسی وجہ سے ضائع نہ کرے کیونکہ وقت بہت ہی قیمتی چیز ہے۔
(۴۸)....استاذ صاحب کیلئے ضروری ہے کہ ہر ایک بچے کا سبق خوب پختہ سنے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ سبق (مطالعہ) پختہ، سبقی پارہ پختہ، سبقی پارہ پختہ تو منزل پختہ۔اسلیئے یہ ضروری ہے کہ سبق خوب پختہ سنا جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ استاذ مطالعہ (سبق) خود سنے البتہ سبقی پارہ اور منزل کا پارہ دوسرے بچوں سے سنوائے اور خود بھی سنے محض بچوں پر کلّی اعتماد بالکل ہی نہ کرے مطالعہ (سبق) میں ایک غلطی اور اٹکن تک

بھی نہ آئے البتہ سبقی پارہ اور منزل کے پارہ میں ایک آدھی غلطی معاف ہے اور وہ بھی کبھی کبھار سبق، سبقی اور منزل تینوں روزانہ ہی سنی جائیں ان میں کبھی بھی کوتاہی وسستی نہ کریں اگر طالب علم کسی دن سبق اور سبقی کسی وجہ سے نہ سنا سکے تو کوئی حرج نہیں لیکن منزل میں ناغہ بالکل ہی نہ کریں۔

(۴۹)....استاذ صاحب کیلئے ضروری ہے کہ طالب علم کا تعلیمی کام اس کے ذہن اور اسکی جسمانی قوت وصحت کے اعتبار سے کرایا جائے سبق، سبقی اور منزل کا کام صرف اتنا ہی کرایا جائے جس کو وہ بسہولت کر سکے بچے کی ہمت وطاقت سے زیادہ کام نہ کرایا جائے اس سے بچے کا دماغ کمزور ہوگا اور یاد نہ ہونے سے پٹائی بھی ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ کمزور دماغ والے بچوں کو سبق قدرے تھوڑا دیکر خوب یاد کرائیں۔

(۵۰)....اُستاذ صاحب کیلئے ضروری ہے کہ بچوں کو عملی کام کرنے کی اہمیت کا احساس دلائیں تاکہ بچے اپنے تعلیمی اوقات کو ضائع نہ کریں۔

فائدہ....اگر کوئی بچہ قاعدہ پڑھنے کے بعد حفظ شروع کرنا چاہے تو حفظ سے پہلے کئی ایک پارے ناظرہ ضرور پڑھائیں صرف قاعدہ پڑھا کر حفظ شروع کرانے میں جلدی نہ کریں اگر سرپرستوں میں سے کوئی زیادہ حفظ کرانے کا زور دے تو انکو بچے کی اِستعداد سے متعلق سمجھا دیں امید ہے کہ وہ مان جائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ بچوں کی اِستعداد نیز والدین کی نفسیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تعلیمی سلسلہ جاری رکھیں۔

تنبیہ....اُستاذ صاحب اور مدرسہ کے ذمہ دار حضرات پڑھائی کے اوقات میں طلبہ سے اتنا کام لینا کہ وہ ان کے کام میں ہی لگے رہیں، پڑھنا پڑھانا برائے نام ہی رہ جائے (جیسا کہ بعض مکاتب میں ایسا ہوتا ہے، ابو معاویہ غفرلہ) یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ بلکہ ایک طرح کی خیانت ہے اور اُن کا وقت ضائع کرنا بھی ہے ہاں کبھی کبھار چھٹی کے اوقات میں تھوڑا سا کام لینے میں کوئی حرج نہیں۔

تنبیہ....استاذ صاحب کیلئے ضروری ہے کہ حفظ کرنے والے طلباء کو تین وقت (صبح، ظہر، مغرب) میں پڑھائے صرف ایک یا دو وقت میں پڑھانے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا تجربہ کار اساتذہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ جو استاذ مغرب کے بعد نہیں پڑھتا وہ کماحقہٗ بچوں کو حفظ نہیں کرا سکتا (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) کیونکہ سبق یاد کرنے کا بہترین وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا ہے۔ (ابو معاویہ غفرلہ)

﴿باب چہارم﴾

طالب علم کا خیر مقدم

حدیث عن ابی سعید الخدریؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّ رِجَالاً یَأْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِھِمْ خَیْرًا (رواہ الترمذی) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہیں تمہارے پاس دُور دراز ملکوں (مختلف ملکوں اور شہروں) سے علمِ دین سیکھنے کو آویں گے انکے بارے میں میری وصیّت کے موافق بھلائی سے پیش آنا (ترمذی) اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جو شخص علمِ دین طلب کرنے کیلئے آوے اسکے حق میں جناب رسول اللہ ﷺ خیر اور حُسنِ معاملہ کی وصیّت فرماتے ہیں۔ (اصلاحِ انقلاب اُمّت جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

📖 ....سیّدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے تم جب انہیں دیکھو تو ان سے کہنا رسول اللہ ﷺ کی وصیّت کے مطابق خوش آمدید اور انھیں (علم) سکھانا (ایک دوسری روایت میں ان کی مدد کرنا اور خوش کرنا کے الفاظ بھی موجود ہیں) چنانچہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

سیّدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں محسنِ انسانیت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ مسجد نبوی شریف میں سُرخ چادر اوڑھے تکیہ لگائے بیٹھے تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ اِنِّیْ جِئْتُ اُطْلُبُ الْعِلْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ ! میں علم حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے خوش آمدید کہا۔ اور ارشاد فرمایا: طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر خوشی اور محبت سے ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۵۶)

📖 ....سیّدنا ابو ہردن عبدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے بڑے ادب اور خوشی سے مَرحَبا کہا۔

📖 ....حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارے پاس لوگ دنیا کے گوشے گوشے (مختلف ممالک اور علاقوں)

سے علم حاصل کرنے آئیں گے۔ لہٰذا جب وہ آئیں تو تم ان کا خیر مقدم کرنا۔

(التبیان صفحہ۳۳/تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۵۶)

📖 ....وصیتِ نبوی ﷺ کے مطابق حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے حلقہ نشینوں اور شاگردوں کیساتھ انتہائی شفقت ومحبت اور ایثار وخلوص کا معاملہ کیا (اور) انکی دلداری دل جوئی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۴۱)

📖 ....حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں لوگ دُور دَراز علاقوں سے علمِ دین حاصل کرنے کیلئے مدینہ منورہ آتے تھے جن کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت فراخ دِلی اور خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرتے سُبْحَانَ اللّٰہِ! (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۵۶)

فائدہ... سنّتِ نبویہ کے مطابق معلّم واستاذ کیلئے کچھ تربیتی وتعلیمی آداب کا لحاظ ضروری ہے تاکہ تعلیم کے بہترین نتائج نکلیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ استاذ طالب علم سے خندہ پیشانی (اخلاق اور محبت) سے پیش آئے، اس کی آمد پر اپنی خوشی کا اظہار کرے اور خیر مقدم والے الفاظ ادا کرے تاکہ طالب علم کے دل کی گرہ کھل جائے اور استاذ اور علم کی جو ہیبت (خوف) اس پر طاری ہے وہ زائل ہوجائے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت امامِ ابوحنیفہؒ طلبہ کیساتھ زیادہ بیٹھتے تھے اور ان کی نہایت عزّت وتکریم اور (بوقتِ ضرورت) مدد کیا کرتے تھے (جیسا کہ امام ابویوسفؒ ودیگر تلامذہ کی مالی صورت میں کیا کرتے تھے) (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۵۵)

اُسوۂ حسنہ

حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام لوگوں کیلئے بہترین اور اعلیٰ نمونہ ہے، آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت میں مختلف اسالیب اور انداز استعمال فرماتے تھے، اور سامعین کی (خوب) رعایت فرماتے اور انکی حالت کے مطابق اندازِ تعلیم وتربیت تبدیل فرماتے تھے۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۶۵)

فائدہ.... تعلیم الفاظ کے ذریعہ دی جاتی ہے اور تربیت کا تعلق عادات واَخلاق سے ہے۔ دینی تعلیم وتربیت کا انتہائی مقصود وتقویٰ اور رضائے خداوندی ہے۔ اسلئے طلباء کرام کے اعمال کی نگرانی ضروری ہے تاکہ جن اعمال کے ذریعے یہ مقاصد حاصل ہوتے ہیں وہ بھی ہو رہے ہیں یا نہیں؟ اُنکو مدنظر میں رکھا جائے۔

تنبیہ.... طلباء کرام کو حروف والفاظ سکھانے کی حد تک استاذ ذمہ داری سے سبکدوش ہونا خیال نہ کریں اس سلسلہ میں آول تو استاذ محترم کا خود عمل بچے کیلئے معیار ہوتا ہے اسلئے استاذ محترم اپنی حرکات وسکنات کا بطورِ خاص خیال رکھیں۔ اُستاذ محترم جو کچھ رہے ہیں وہ طلباء کرام کے دل ودماغ میں نقش ہورہا ہے اور وہی کچھ ان سے صادر بھی ہونا ہے۔ جس پر معاشرہ نیکی اور بدی کا حکم لگائیگا اسلئے دل ودماغ کی پاکیزگی کا اعلیٰ معیار اللہ تبارک وتعالیٰ نصیب فرمائے، ورنہ کم ازکم استاذ محترم کو دائرہ شریعت میں فرائض پر کاربند ہونا اور محرمات کے ارتکاب سے خلوت وجلوت میں بچنا چاہیئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے آمین۔

فائدہ.... کم ازکم طلباء کرام کے سامنے تو ''مصنوعی تقویٰ'' ہی سہی، اس حد سے تجاوز نہ کرے کہ طلباء کرام اسکو جواز بنا کر آئندہ کیلئے اپنا راہِ عمل بنالیں گے حالانکہ وہ خلاف شریعت ہوگا۔

(قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۷۰)

معلّم کی ضرورت

حضرت مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ تعلیم وتربیت کے ذریعہ استاذ کے اثرات شاگردوں پر پڑتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو امت کیلئے معلّم اور مربّی (تربیت دینے والا) بنا کر بھیجا، اور آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت خود فرمائی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ پ۵ اور آپ ﷺ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ (وحی الٰہی سے پہلے) نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوب تربیت فرمائی (نیز ارشاد فرمایا وَاِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ اے پیغمبر ﷺ! آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اسلئے آپ ایک اعلیٰ اور کامل معلّم تھے، ایسا با کمال معلّم نہ آپ سے پہلے کسی نے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی نے دیکھا اور نہ ہی قیامت تک کوئی ایسا دیکھ سکے گا) آپ ﷺ کی اعلیٰ صفات میں کمالِ علم، عظیم حکمت، اعلیٰ اَخلاق، شاگردوں کیساتھ شفقت اور رحمت ان کی تعلیم وتربیت کیلئے نہایت عمدہ اور مفید اسالیب (تدابیر وطریقوں) کا استعمال اور انکی خبرگیری جیسی صفات اپنے کمال کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۶۷)

📖.... ماہرینِ تعلیم بتلاتے ہیں کہ معاشرے میں معلّم کا کردار ایک اچھے مالی کے کردار کی طرح ہے جس طرح باغ میں پودوں کی مناسب افزائش (نشوونما) مالی کی بھرپور توجہ کے بغیر نہیں ہوسکتی اسی طرح بچوں کی تعلیم اور تربیت بھی معلّم کی بھرپور توجہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

شیخ مکتب ہے اک عمارت گر — اس کی صنعت ہے روحِ انسانی

(مثالی استاذ جلد ۱ صفحہ ۳۲، طبع جدید)

📖 ....اچھے اور برے استاد کی مثال وہی ہے جو اُن دو کسانوں کی ہے کہ جن کو زمین، کھاد، بیج، پانی اور زرعی آلات کی ایک جیسی سہولیات حاصل تھیں۔ایک نے بہتر طریقہ استعمال کیا اور اللہ کے حکم سے اس نے اچھی فصل حاصل کی اور اسکے برعکس دوسرے نے اصل بیج بھی ضائع کردیئے۔ مثالی اُستاد حصہ دوم ص ۳۶۵

📖 ....علم کا پیشہ تمام پیشوں سے اشرف وافضل ہے، دنیا میں لوگ جتنے کام کررہے ہیں ان سب کاموں میں معلّم کی فضیلت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

عربی کا ایک بہترین جملہ ہے جو ہر استاذ کو یاد کرلینا چاہئے۔خَیْرُ الْاَ شْغَالِ تَھْذِیْبُ الْاَطْفَالِ'' بہترین مصروفیت اور بہترین مشغلہ بچوں کی تربیت کرنا ہے۔

لوگ دنیا میں مختلف کاموں میں مشغول ومصروف ہیں کوئی مٹی گارے پر محنت کرکے اسکو خوبصورت بنارہا ہے کوئی لوہے پیتل پر محنت کرکے اسکو ہوا میں اُڑاتا ہے، لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب مشغلوں میں سب سے بہترین مشغلہ (تدریس کا) عنایت فرمایا کہ آپ انسانیت پر محنت کرکے ایک ایک فرد کو ایمان تقویٰ اور اخلاق وایثار کا ایسا مینارۂ نور بناسکتے ہیں جو خود روشن ہونے کیساتھ ساتھ صدیوں تک نسلوں کی راہ نمائی کا ذریعہ بنے۔

حکماء فرماتے ہیں کہ بادشاہ تو لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور معلّمین بادشاہوں پر حکومت کرتے ہیں: استاذ ہی افراد کی تربیت کرتا ہے۔ (مثالی استاذ جلد ا صفحہ ۳۲ طبع جدید)

پیغمبرانہ عمل

حضرت مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ تعلیم وتربیت پیغمبرانہ عمل ہے آپ حضرات خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو نبوّت والے کام کیلئے منتخب کیا ہے اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کریں وہ کم ہے یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ ہمیں محنت مزدوری اور دوکانوں اور فیکٹریوں کی ملازمت میں لگا دیا جاتا بلکہ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے یہ کوشش کی ہوگی کہ وہ قرآن کی تعلیم حاصل نہ کریں اور اسکول، کالج میں پڑھ کر یا کوئی ہنر سیکھ کر کہیں ملازمت کریں اور روپیہ کمانے کی مشین بن جائیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوریوں اور غلطیوں کے باوجود ہمیں اپنی مقدّس کتاب کیساتھ جوڑے رکھا اور بالآخر ہماری زندگی تدریس کیلئے قبول فرمالی اور ہمیں یہ موقع فراہم کردیا کہ ہم مسلمان بچوں کی تعلیم وتربیت میں (اپنے) آپکو اس طرح لگائیں کہ وہ مستقبل کے مدرّس، عالم، مفتی، مجاہد اور مبلّغ (اسلام) بن کر ہمارے لئے صدقہ جاریہ کی صورت اختیار کرجائیں۔ (تحفہ اساتذۂ کرام صفحہ ۹۰)

تربیت کے معنٰی

تربیت کے مختلف معانی ہیں، نشوونما پانا، مہذب بنانا، تعلیم دینا، غذارسانی، بلند ہونا وغیرہ وغیرہ۔
(اولاد کی تربیت صفحہ ۳۴۹)

پہلے اپنی تربیت

حضرت ابن المقفعؒ کا قول ہے کہ جو شخص استاد بننا چاہتا ہے سب سے پہلے (اُسے کسی مرشد کامل سے) اپنے نفس کی تربیت (اصلاح) کرنا چاہیے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی زبان سے زیادہ اپنی عملی شہرت اور کردار سے لوگوں کی تعلیم وتربیت کرسکے گا۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۷۱)

تنبیہ.... فرمایا آجکل پڑھنے پڑھانے والوں کی اس طرف توجہ ہی نہیں کہ کسی بزرگ کی خدمت میں جاکر رہیں۔ بس تھوڑی سی کتابیں پڑھ لیں اور سمجھ لیا کہ ہم بہت کچھ ہو گئے۔ (تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۴۰۲)

📖.... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل بچوں کی تعلیم کے باب میں بڑی گڑبڑ ہورہی ہے۔ نااہل استاذ تعلیم دینے کیلئے مقرر ہوتے ہیں۔ نہ تو تعلیم ہی بچوں کی ہوتی ہے نہ تربیت۔ (تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

📖.... مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرارالحقؒ فرماتے ہیں مدارس میں دو چیزوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

(۱)....ایک تعلیم کی کہ جس سے علم پہنچے۔

(۲)....دوسری تربیت کی کہ جس سے اخلاق درست ہوں۔ اگر تعلیم محض رہ گئی تو علم آجائیگا اور اخلاق نہیں آئیں گے (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) تو وہ علم وبالِ جان بن جائیگا اور اگر اخلاق تو درست ہوگئے لیکن علم نہ آیا تو جاہلانہ اَفعال سرزد ہوں گے۔ اس سے منکرات وبدعات سرزد ہوں گے اور یہ دونوں صورتیں تباہی کی ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ علم واخلاق دونوں جب تک جمع نہ ہوں تو کام چلنے والا نہیں۔

(تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

تربیت کیلئے دو چیزیں

انسان کی صحیح تعلیم وتربیت کیلئے نہ صرف کتاب کافی ہے، نہ کوئی مربی انسان، بلکہ ایک طرف آسمانی ہدایات اور الٰہی قانون کی ضرورت ہے، جس کا نام کتاب یا قرآن ہے، دوسری طرف ایک معلّم اور مربی انسان

کی ضرورت ہے جو اپنی تعلیم و تربیت سے عام انسان کو آسمانی ہدایات سے روشناس کر کے ان کا خوگر بنائے کیونکہ انسان کا اصلی معلّم انسان ہی ہو سکتا ہے کتاب معلّم یا مربی نہیں ہو سکتی، ہاں تعلیم و تربیت میں معین و مدد گار ضرور ہے۔ (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۳۳۶ : کراچی)

معلّم کی مثال

معلّم یا مدرّس وہ تو تربیت، دعوت اور توجہ میں ایسی مثال رکھتا ہے جیسے کہ دیوار کیلئے کنارے کا پتھر جس کے بغیر دیوار کی مضبوطی ناممکن ہے۔

معلّم وہ پہلا وسیلہ تعلیم و تربیت ہے جس پر مقصد و مبادی کی رسائی تک اطمینان کیا جاتا ہے۔ اُمّت جس چیز کی طرف کوشش کرتی ہے اور زندگی کی امیدیں و پروگرام، زندگی کی نوعیت ان تمام کا تعلق معلّم سے ہے۔

خاندان کی تیاری اور نوجوان کی علمی، سلوکی اور اخلاقی تربیت معلّم ہی پر موقوف ہے جیسے کہ معلّم پر ہر ممکن کوشش کر کے ابتدائی عقائد اور دینی احکام کی تربیت دینا ضروری ہے اسی طرح نوجوانوں کی اور اپنے شاگردوں کی زندگی کی ہر لمحے کی رہنمائی بھی لازم ہے۔

معلّم ہی واحد راستہ ہے جو طلباء کرام، نوجوان نسل اور خاندان کو ہلاکت سے بچا کر انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔ فساد اور تباہی سے دور کر کے خداوندِ قدّوس کے دینِ متین کے قریب لے آتا ہے۔

معلّم کی اہمیت اس کی ذات و شخصیت اور طلباء و بچوں کے اندر تاثیر کرنے میں ظاہر ہے۔ یہ بچے اور طلباء اپنے استاد سے بڑا اثر لیتے ہیں۔ بہت مرتبہ تو طالب علم اپنے استادوں میں سے کسی ایک کے اخلاق ،تصرفات اور اس کے دین پر چلنے کی سو فیصد تقلید کرتا ہے، اور خصوصاً ابتدائی مراحل کے طلبہ تو ضرور ایسا ذوق رکھتے ہیں۔

معلّم ایسی صفات کا حامل ہو جن کی فکر و دعوت میں وہ مصروف ہے، کوشش کر رہا ہے، تلاش میں ہے یعنی طلبہ کرام جن کو صفات کی طرف تعلیم دے رہا ہے وہ اسمیں بھی موجود ہوں، یہ بھی ضروری ہے کہ معلّم کے اندر داعی کی ساری صفات، صبر، حلم، اخلاق، عمل میں پختگی اور توکل علی اللہ موجود ہوں۔ اس کیلئے عمدہ نمونہ انبیاء و رسل ہیں خصوصاً رسول اکرم ﷺ۔

تنبیہ...... اساتذہ پر ضروری ہے کہ وہ اس مقدس فریضہ (تدریس جوان کے سپرد کیا گیا ہے اس) کی ادائیگی

میں کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں صبر سے کام لیں۔ضرور انہیں دشمنی، اِصرار، تکالیف، انکار اور مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن یہ صبر کا دامن نہ چھوڑیں اور اللہ تعالیٰ سے اس پر اجر وثواب کی امید رکھیں۔ (تحفۂ اساتذ کرام صفحہ ۲۳۷)

معلّم کی اَخلاقی تربیت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ آج دنیا میں تعلیم کو بہتر بنانے کیلئے نصابوں کی تبدیل وترمیم پر تو سب لوگ غور کرتے ہیں، لیکن تعلیم کی روح کو درست کرنے کی طرف عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی، کہ مدرس اور معلّم کی اخلاقی حالت اور مصلحانہ تربیت کو دیکھا جائے اس پر زور دیا جائے، اس کا نتیجہ ہے کہ ہزار کوششوں کے بعد بھی ایسے مکمل انسان پیدا نہیں ہوتے جن کے عمدہ اخلاق دوسروں پر اثر انداز ہوں اور دوسروں کی تربیت کر سکیں۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اساتذہ جس علم وعمل اور اخلاق وکردار کے مالک ہونگے ان سے پڑھنے والے طلبہ زیادہ سے زیادہ انہی جیسے پیدا ہوسکیں گے، اسلیئے تعلیم کو مفید اور بہتر بنانے کیلئے نصابوں کی تدوین وترمیم سے زیادہ اس نصاب کے پڑھانے والوں کی عملی وعلمی اَخلاقی حالات پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۳۴۱ کراچی)

رسول اللہ ﷺ کی نرم مزاجی

رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً دس (یا آٹھ) سال کی تھی ان کی والدہ اُمِ سُلَیم نے انکو مستقلاً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دے دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے آخری روزِ حیات تک یہ آپ کی خدمت میں رہے ان ہی کا یہ بیان ہے کم عمری اور لڑکپن کی وجہ سے آپ ﷺ کے کاموں میں مجھ سے بہت سی کوتاہیاں بھی ہوجاتی تھیں، لیکن کبھی آپ ﷺ نے مجھے کسی غلطی اور قصور پر اُف تک نہیں کہا، اور کبھی مجھ پر غصہ نہیں فرمایا۔۔ بلاشبہ یہ بہت بڑی اور بہت مشکل بات ہے لیکن ہم امتیوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی اس نرم مزاجی اور بُردباری کا کوئی حصہ ہم کو نصیب فرمائے۔ (امین) (معارف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

رسول اللہ ﷺ کی نصیحت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ سکھاؤ اور آسانی پیدا کرو، تنگی نہ پیدا کرو، لوگوں میں شوق پیدا کرو، انہیں

بے زار نہ کرو اور جب تم میں سے کسی کو غُصّہ آجائے تو وہ خاموشی اختیار کر لے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۸۸)

📖 ... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرمی پر وہ جزا دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا، نرمی جس چیز میں شامل ہوتی ہے اُسے سنوار دیتی ہے اور سختی یا شدّت جس چیز میں بھی شامل ہوتی ہے اُسے خراب کر دیتی ہے پھر جو چیز نرمی کے سب سے زیادہ حق دار ہوسکتی ہے وہ تعلیم ہے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۸۸)

📖 ... اگر ہمارے اَسلاف اس طرح تحمل اور نرمی سے کام نہ کرتے تو علمِ دین ہم تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا تھا، اصل بات یہ ہے کہ اُنکے اندر علمِ دین کی اشاعت کا جذبہ تھا اسلیئے سب کچھ برداشت کرتے تھے، ہمارے دل اس سے خالی ہیں۔ (آداب المعلمین صفحہ ۱۵)

غُصّہ

اللہ تعالیٰ نے غصّہ انسان کی فطرت میں رکھا ہے کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے اندر غصّہ کا مادہ نہ ہو اور اپنے جائز دِفاع کیلئے غصّے کا استعمال کرنا جائز ہے شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی، غصّہ رکھا ہی اسلیئے ہے کہ وہ انسان اپنی جان کا اپنے مال کا دِفاع کر سکے اپنے بیوی بچوں کی طرف سے دِفاع کر سکے اپنے عزیز و اقارب اور ماتحتوں کا دِفاع کر سکے یہ غصّے کا جائز محل (موقع) ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ﷺ) سے عرض کیا کہ حضرت! مجھے کوئی وصیّت فرمایئے! تو رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ غصّہ مت کیا کرو اس شخص نے بار بار ایک ہی بات کو دہرایا تو آپ (ﷺ) نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ غصّہ مت کیا کرو۔

تنبیہ...... معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سے وصیت کی درخواست کرنے والے صاحب کچھ غیر معمولی قسم کے تیز مزاج اور مغلوب الغضب تھے اور اِس وجہ سے اُن کیلئے مناسب ترین اور مفید ترین وُصیّت اور نصیحت یہی ہوسکتی ہے کہ "غصّہ نہ کیا کرو" اسلیئے رسول اللہ ﷺ نے بار بار اُن کو یہی نصیحت فرمائی۔

تنبیہ...... واضح رہے کہ شریعت میں جس غصّہ کی مُمانعت اور سخت مَذمّت کی گئی ہے اس سے مراد وہ غصّہ ہے جو نفسانیت کی وجہ سے ہو اور جس سے مغلوب ہو کر آدمی اللہ تعالیٰ کی حدود اور شریعت کے احکام کا پابند نہ رہے۔

فائدہ... غصّہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور حق کی بنیاد پر ہو اور اسمیں حدود سے ذرّہ بھر بھی تجاوز نہ ہو بلکہ بندہ اسمیں حدود اللہ کا پورا پابند رہے تو وہ کمالِ ایمان کی نشانی اور جلالِ خداوندی کا عکس ہے۔ (معارف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

📖 ...سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا پہلوان اور طاقت ور وہ نہیں جو اپنے مدِ مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔
(معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۲۲۸)

📖 ...سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے غصہ کو دُور رکھے گا اور پی جائیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی سے اپنے عذاب کو رُوکے گا اور وہ عذاب سے بچ جائیگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غصہ کو پی جائیگا درانحالیکہ اسمیں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصہ کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کرسکتا ہے (لیکن اسکے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اُس کو بلائیں گے اور اسکو اختیار دینگے کہ حوارانِ جنت میں سے جس حُور کو چاہے اپنے لئے اِنتخاب کرلے۔ (معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۲۳۲)

مصنوعی غصہ

حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ساری عمر اس پر عمل کیا کہ طبعی غُصے کے وقت نہ کسی کو مارا اور نہ ڈانٹا، پھر جب غُصہ ٹھنڈا ہوجاتا تو اس کو بلا کر مصنوعی قسم کا غُصہ پیدا کرکے وہ مقصد حاصل کرلیتا، تاکہ حدود سے تجاوز نہ ہوجائے، کیونکہ غُصہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں انسان اکثر و بیشتر حد پر قائم نہیں رہتا۔ (اصلاحی خطبات جلد۴ صفحہ ۴۷)

دماغی قوت کا نقصان

حضرت علامہ شیخ محمد بن سالمؒ کا قول ہے کہ لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو جھگڑے اور غصے کے وقت اپنی دماغی قوت کھو بیٹھتے ہیں اور انکی حلم و بردباری ختم ہوجاتی ہے اور انسان کی قوت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ نفس (غصہ) پر غالب ہو اور غصے کے وقت اپنے اُوپر ضبط (قابو) ہوسکتا ہے۔

فائدہ....غصہ کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس کو راہِ اعتدال (درمیانی چال) پر لانا مقصود ہے نوجوان کیلئے تو غصہ پر ضبط رکھنا انتہائی ضروری ہے اگر غصہ پر کنٹرول نہ ہو تو انسان سے بعض دفعہ ایسے کام ہوجاتے ہیں جس میں بعد میں سخت نَدامت (شرمندگی) کا سامنا کرنا پڑتا ہے (جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے)

تنبیہ.... بعض اوقات استاذ کو اپنے شاگرد پر تعلیم و تربیت کی خاطر غصہ کرنا پڑتا ہے لیکن جتنا غصہ کرنے

کی ضرورت ہے اتنا ہی کرنا چاہیئے ضرورت سے آگے بڑھنا نہ چاہیئے ورنہ اسمیں نفسانیت (ذاتی آرزو) شامل ہو جائیگی اسکے نتیجے میں وہ گناہ گار بھی ہوگا نیز تعلیم و تربیت میں بے برکتی بھی ہوگی۔

(تحفۃ العلماء/تحفۂ اساتذہ کرام)

غصہ کا بہترین علاج

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غصہ شیطان کے اثر سے آتا ہے اور شیطان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہیئے کہ وہ وضو کرے غصہ کو ختم کرنے کی یہ خاص الخاص تدبیر ہے۔

فائدہ.... غصہ کی مدت اور تیزی کی حالت میں اگر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد آجائے اور اس وقت اٹھ کر اچھی طرح پورے آداب و شرائط کے لحاظ سے وضو کرلیا جائے تو غصہ کی تیزی میں فوراً سکون پیدا ہو جائیگا اور بالکل ایسا محسوس ہوگا کہ وضو کا پانی براہِ راست غصہ کی بھڑکتی ہوئی آگ پر پڑا۔

(۱)....کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔

(۲)....بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔

(۳)....پانی پی لے ان تدبیروں کے اختیار کرنے سے ان شاء اللہ غصہ پر (کافی حد تک) قابو پایا جاسکتا ہے۔

(حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں) مجھے یاد ہے کہ میں پہلے غصہ میں تعجیل (جلدی) کرتا تھا جس سے کام بگڑتا تھا تو میں نے اس کا یہ علاج کیا کہ ایک کلیہ یاد کرلیا کہ تعجیل نہ کرنا چاہیئے اس سے برسوں تک کام لیتا رہا بحمداللہ اس طریق سے تعدیل (بہتری) ہوگئی اور اس قسم کے کلیات و مختصرات کی سب اہل فنون کو ضرورت ہے۔

نبی کریم رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا ''اِنِّیْ اَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَھَا لَذَھَبَ عَنْہُمَا یَجِدُ ''یعنی میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصہ والا اُسے کہہ لے تو ابھی غصہ جاتا رہے اور وہ کلمہ اعوذ باللہ ہے۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۸۶)

.... ایک مرتبہ حضرت عروہؒ کو غصہ آیا ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے فوراً پانی منگا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ میرے باپ نے جناب رسول مقبول ﷺ سے روایت کی ہے کہ اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّیْطَانِ ''

نبی کریم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ” اِنَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ “ یعنی غصہ شیطان کا اثر ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے غصہ کے وقت حرارت ہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں ۔ چہرہ کیسا سرخ ہو جاتا ہے ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں یہ سب نار (آگ) ہی کی وجہ سے ہے۔

شیطان سے کسی نے پوچھا کہ انسان کے جسم میں تو کہاں رہتا ہے تو اس نے کہا جس وقت انسان خوش ہوتا ہے تو دل میں ہوتا ہوں اور جب غصہ ہوتا ہے تو سر کے اُوپر ہوتا ہوں ۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۸۷)

تنبیہ .... (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں) غُصّہ کا علاج یہ ہے کہ غُصّہ میں نہ مارا کرے جب غُصّہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے سزا اُتنی دینی چاہیئے ۔ یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ لڑکے (طلباء) قیامت میں بدلہ لیں گے ناحق ستانے کا بڑا گناہ ہے ۔ (تحفۂ اساتذہ کرم صفحہ ۲۰۰)

استاد کیلئے صبر کا مقام

فقیہ ملّت حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ نے کوئی بڑا مرتبہ دیا ہو اور لوگوں کی ضروریات اس سے متعلق ہوں اُسے چاہیئے کہ وہ اہلِ حاجت کی بے قاعدگیوں اور گفتگو کی غلطیوں پر حتی الوسع صبر کرے کہ یہی اسکے مرتبہ کا تقاضا ہے ۔ خاص طور سے حاکم ، قاضی اور مفتی (اور مدرّس) کو اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے ۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۰۴ ، کراچی)

فائدہ .... اگر کوئی شخص اچانک کسی بے قاعدگی کا مرتکب ہو تو اُسے فوراً ملامت اور زجر و توبیخ شروع نہیں کردینی چاہیئے بلکہ پہلے اسکی بات سن لینی چاہیئے تاکہ اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس اس بے قاعدگی کا جواز تھا یا نہیں ۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۰۳ ، کراچی)

📖 .... اُستاذ وہ ہستی ہے جس کا کام شاگردوں کی تربیت کر کے انکو فرش سے عرش تک پہنچانا ہے “ اپنی قوتِ برداشت میں اِضافہ کرے ۔ اور اس صلاحیت کو کام میں لاتے ہوئے تحمّل کا مظاہرہ کرے ۔ اس وقت تنبیہ کے طور پر کوئی طرزِ عمل ایسا نہ اختیار کرے اور نہ ایسا کوئی فقرہ زبان سے کہے کہ جس سے وہ بے تربیت بچہ مزید اخلاقی پستی کا شکار ہو جائے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ انسانیت کی تربیت کرنے والے اِداروں میں ہمیں سلیقہ سکھلانے والے تو وہی زبان بول رہے ہیں جو میں گلیوں اور بازاروں میں سنتا رہتا تھا ۔ (مثالی اُستاد حصہ اوّل صفحہ ۴۱)

📖 .... جس وقت شاگرد کی نازیبا حرکات پر غصہ آجائے تو آپے سے باہر نہ ہونا یہ اس پر عمل (ضبطِ غصہ کرنے) کا وقت ہے اور یہی ایک کڑوا گھونٹ ہے بہر حال ایسے موقع پر یہ سوچنا چاہیئے کہ اس نازیبا اور

مناسب حرکت کی کس طرح ایسی اصلاح کی جائے کہ شاگرد سے ہمیشہ کیلئے یہ برائی چھوٹ جائے۔

استاذ صاحب کی چائے رکھی ہوئی تھی جلد باز شاگرد بھاگتے ہوئے وہاں سے گزر گیا اور چائے گرائی جس سے استاذ صاحب کی کتابیں، کپڑے خراب ہوگئے یا مسجد کی صف پر چشمہ رکھا ہوا تھا کسی طالب علم کا گزرتے ہوئے اُس قیمتی چشمے پر پاؤں لگ گیا اور چشمہ اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگیا، یہ وقت اُستاذ کے امتحان کا ہے۔ کہیں زبان سے یہ تو نہیں نکلتا! •.....اے اندھے اللہ نے آنکھیں نہیں دیں؟ •.....چھ فٹ کا آدمی بیٹھا ہوا نظر نہیں آتا؟ •.....تم لوگ انسان ہو یا حیوان؟ •.....کھانا کھاتے ہو یا گھاس؟ •.....تم جیسی قوم کبھی نہیں سدھر سکتی۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۶۳)

.....اُستاذ یہ سوچے کہ ان سب کے باوجود اس میں ہمارے لئے خیر ہے اور امید ہے کہ ان میں سے کچھ شاگرد ایسے نکل آئیں جن سے اِصلاحِ اُمت کا کام اللہ تعالیٰ لے لیں اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بن جائیں۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۱۶۵)

.....اگر متعلمین سے کوئی بات خلافِ طبیعت پیش آئے اور باعثِ ملال ہو تو یہ خیال کر کے ان سے دین کا نفع مجھ کو بہت ہے، معاف کردے معاف کر دینے سے اللہ پاک کے ہاں قرب بڑھے گا۔
(رحمۃ اللمتعلمین صفحہ ۲۳/آداب المعلمین صفحہ ۴۰/تحفۂ اساتذہ کرام ۶۵)

.....غُصّہ کے وقت اِنتقامی کاروائی کا دوسرا بڑا بھاری نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہاں موجود دوسرے شاگرد استاذ کا یہ طرزِ کلام اور یہ عمل اُخذ (نمونہ) کرتے ہیں اور اپنے دوستوں اور بھائی بہنوں کیساتھ یہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں اور جب اس پر انکے والدین چونکتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ عمل اور یہ الفاظ تم نے کہاں سے سیکھے؟ تو وہ برملا جواب دیتے ہیں ہماری درسگاہ میں اُستانی فلاں بچّے کو یوں کہہ رہی تھیں یا اُستاذ یوں کہہ رہے تھے۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۴۱)

کسی شاگرد سے تنہائی

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ استاذ کو چاہیئے کہ اپنا کوئی ذاتی یا مدرسہ کا کوئی کام لینے میں کسی ایسے شاگرد کیساتھ خصوصیت نہ رکھے جس کے بارے میں یہ خیال اور اندازہ ہو کہ وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دوسروں پر اترائیگا یا کسی اَخلاقی جرم میں مبتلا ہو جائیگا، نیز وہ اَمرَد (یعنی دس سے تقریباً سترہ، اٹھارہ سال تک اسلیئے بعض کی بالغ ہونے کے بعد دو تین سال تک داڑھی نہیں آتی) بھی نہ ہو، کیونکہ اپنے نفس پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا، بالخصوص کسی حسین بچے کیساتھ تو تنہائی کسی طرح بھی نہ

ہونے دے کہ یہ شیطان کا اِنتہائی خطرناک حربہ ہے۔
تنبیہ.... نبض شناس علماء نے فرمایا ہے کہ اَمَارِدْ (بے ریش) کیساتھ اِختلاط، اِختلاط مع النّساء (عورتوں) سے بھی زیادہ خطرناک ہے اوراس کا کوئی اور ضرر (نقصان) نہ بھی ہو تب بھی تہمت لگنے کا کھٹکا تو ہے ہی اور تہمت کے موقعوں سے بچنے کی حدیث میں تاکید آئی ہے زیادہ کیا لکھا جائے (تفصیل کیلئے تفسیر معارف القرآن جلد نمبر ۸ سورۃ النّاس کے ضمن میں دیکھی جاسکتی ہے) عاقل کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔
(قواعدِ ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۸/ آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۹/ جدید ۸۰/ رہنما مدرسین صفحہ ۲۸)
عملی نمونہ.... حضرت ابوامامہ ﷺ راوی ہیں کہ ہم قرآن کے ایک استاد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو بچوں کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے جب انکے پاس ایک ہی بچہ رہ گیا جو اُنکو قرآن سنا رہا تھا تو میں نے واپس ہونیکا ارادہ کیا اِس پر اُس استاد نے میرا کپڑا (قمیص وغیرہ) پکڑ کر کہا تھوڑا صبر کرو حتی کہ یہ بچہ بھی (پڑھائی سے) فارغ ہوکر چلا جائے (اسکے بعد آپ تشریف لے جانا) اوراس استاد نے بخوفِ فتنہ اس بچے کیساتھ اپنا تخلیہ (علیحدگی کو) گوارا نہیں کیا (باوجود یہ کہ وہ صالح تھے)
تنبیہ.... حضرت عطاء بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کسی بھی اَمْرَدْ بچے کو اپنے پاس قطعاً نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔
تنبیہ.... حضرت یحیٰی بن مَعین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے، مَاطَمِعَ اَمْرَدُ بِصُحْبَتِیْ میں امردوں کو اتنا ٹائٹ (ڈانٹ کر) رکھتا ہوں کہ کسی بے ریش بچے کو میرے پاس بیٹھنے کا یارا اور حوصلہ نہیں ہوا۔
(تحفہ حفاظ صفحہ ۱۹۳)
تنبیہ.... تمام علماء کا صحیح اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ بغیر داڑھی والے خوبصورت بچے کو بغیر کسی تعلیمی ضرورت وغیرہ کے دیکھنا حرام ہے۔ شہوت کیساتھ ہو یا بغیر شہوت کے، فتنہ کا ڈر ہو خواہ نہ ہو۔ نظر کرنے والا نیک صالح ہو خواہ غیر صالح۔
تنبیہ.... حضرت امام شافعیؒ وغیرہ بے شمار علماء نے اس کے حرام ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔ اور اسکی دلیل حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (تحفہ حفاظ صفحہ ۱۹۲)
تنبیہ.... بری نیت سے بے ریش بچے کو صرف دیکھنا یا اس سے مصافحہ کرنا بھی بالاتفاق حرام ہے چہ جائیکہ اس کیساتھ تخلیہ (تنہائی) کیا جائے یہ مدرس کیلئے زہر قاتل ہے۔

تنبیہ.....(حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں) میں ہر عورت کیساتھ تو صرف ایک شیطان دیکھتا ہوں لیکن امرد (بے ریش) کیساتھ سترہ (۱۷)۔

📖.....حضرت امام ابوحنیفہؒ نے حضرت امام محمدؒ سے فرمایا جب تک تمہاری داڑھی نہ آئے میرے سامنے نہ بیٹھا کرو۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۲۴ ملتان/حاصل پور صفحہ ۸۴)

فتنہ کا باعث

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ہم جنسی سے بچنے کیلئے وہ تمام دروازے بند کرنا ضروری ہیں جو اس منحوس عمل (اغلام بازی کے فعل) تک پہنچاتے ہیں، بے ریش نوعمر بچوں کیساتھ اِختلاط سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

تنبیہ.....بعض حضرات تابعینؒ کا قول ہے کہ دیندار عبادت گذار نوجوانوں کیلئے پھاڑ کھانے والے درندے سے بھی بڑا دشمن اور نقصان دِہ، وہ اَمرَد لڑکا ہے، جو اس کے پاس آتا جاتا ہے۔

تنبیہ.....حضرت حسن بن ذکوانؒ کہتے ہیں مالداروں کے بچوں کیساتھ زیادہ اُٹھنا بیٹھنا نہ کرو، اسلیے کہ ان کی صورتیں عورتوں کی طرح ہوتی ہیں، اور ان کا فتنہ کنواری عورتوں سے زیادہ سنگین ہے۔

(تحفۃ المدارس جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

تعلیم و تربیت لازم و ملزوم

رئیس الحفاظ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تربیت تعلیم سے زیادہ ضروری چیز ہے خصوصاً بچوں کیلئے تعلیم تو مقررہ نصاب کے تحت دیجاتی ہے اور اسکی حدود متعیّن ہے لیکن تربیت کا نہ کوئی نصاب ہے نہ حدود متعیّن ہے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۵/جدید ۷۷)

📖.....تربیت تو صرف استاذ کے حُسنِ سلیقہ، سلامتی، ذوق اور اہتمام و توجہ پر موقوف ہے ناسمجھ اور چھوٹے بچے غیر شعوری طور پر اپنے استاذ کے اعمال اور اخلاق کی نقالی کرتے ہیں۔

تنبیہ.....استاذ کو ہمیشہ یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ یہ بچے میرے اخلاق و اعمال کے آئینہ دار ہیں جو کچھ میری زبان سے سنیں گے وہی بولیں گے اور جو کچھ مجھے کرتا دیکھیں گے وہی کریں گے اور ان کی نکوکاری، خوش اخلاقی، سلیقہ مندی کو میری طرف منسوب کیا جائیگا۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۵/جدید ۷۷)

تربیت کا ذمہ دار کون؟

بچے کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری گھر اور مدرسہ دونوں پر ہے دونوں میں سے تنہا کوئی بھی یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا والدین اور استاذ میں ہم آہنگی (موافقت) اور تعاون بچے کی تربیت پر بڑا گہرا اثر ڈالتا ہے۔
(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۰۵)

📖 .... ماں باپ کیساتھ ساتھ فقط استاذ ہی وہ شخصیت ہے کہ بچوں کی تربیت کا ذمہ دار ہے۔
(مثالی اُستاذ حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

سلف صالحین ؒ کے واقعات

طلبہ کو تربیت کے سلسلہ میں سلف صالحینؒ کے واقعات اور انکے زمانۂ طالب علمی کے حالات سنانا بے حد مفید ہے افسوس کہ مدارس میں اس کا اہتمام نہیں رہا (جیسا کہ مشاہدہ ہے) حالانکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ طلبہ کی ہر قسم کی حالت درست کرنے میں یہ طریقہ بہت موثر ہے۔
(آداب المعلمین صفحہ ۳۸/ تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۶۴/ مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۱۶۵)

📖 .... مدرسہ اسلامی فتح پوری (انڈیا) کے سالانہ جلسہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ تشریف لائے تو ایک مجلس میں احقر صدیق احمد باندویؒ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی مدظلہٗ کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم دونوں میرے شاگرد ہو اسلیئے نصیحت کرتا ہوں کہ دورانِ سبق میں خواہ کسی فن کی کتاب ہو، طالب علم کیلئے اِصلاح کی بات ضرور کیا کرو (اکثر) اساتذہ اس کا خیال نہیں رکھتے جس سے عام طور پر طلبہ کی اخلاقی زندگی خراب ہوتی جاری ہے۔
(آداب المعلمین صفحہ ۳۸/ تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۶۵)

📖 .... کتاب ,,المدرّس،، میں لکھا ہے کہ دورانِ سبق خواہ کسی بھی فن کی کتاب ہو طالب علم کیلئے اصلاح کی بات ضرور کیا کرو اور استاذ کو چاہیئے کہ وہ طالب علم کو دینی تعلیم کے سلسلے میں فضائل وغیرہ سنا کر ترغیب دلائے۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۱۶۵)

📖 .... جہاں تک روحانی تربیت کا تعلق ہے، روزانہ اِجتماعی طور پر طلباء کا اور اساتذہ کے سامنے فضائلِ اعمال، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب (خطوط) اور انکے تواضع کے واقعات، حکیم الامت حضرت اقدسؒ کے ملفوظات یا دیگر اکابر کے تقویٰ وتواضع اور اخلاقی احوال سے متعلق پڑھ کر سنائے جائیں۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۸۴)

📖 .... استاد پر لازم ہے کہ تعلیم کیساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کی فکر بھی کرے اور یہ بات آزمودہ ہے کہ کوئی بات ذہن نشین کرانے میں جتنا اثر واقعات اور قصّوں سے ہوتا ہے شاید ہی کسی اور چیز کا ہوا سلئے استاد کو چاہئے کہ مختلف مواقع پر مختلف واقعات سنا کر شاگردوں کی ذہن سازی کرے۔
(مثالی اُستاد حصہ اوّل صفحہ ۳۱۴)

ادب سکھانے کیلئے سزا

بچوں کی عمر اور جسمانیت کی رعایت کیساتھ تعلیم و تربیت کیلئے تادیب و سرزنش اور سزا بھی (کسی حد تک) ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور دس سال کی عمر میں اس کیلئے انکو مارو۔

فائدہ..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو قرآن پڑھنے میں لحن یعنی غلطی پر مارتے تھے۔

فائدہ..... خلیفہ ہارون رشیدؒ نے اپنے صاحبزادے کے مؤدب (تعلیم و تربیت کرنے والے اساتذہ) کو جن باتوں کی تاکید کی تھی ان میں یہ بھی تھی کہ ,,فَإِنْ أَبَاهَا فَعَلَيْكَ بِالشِّدَةِ وَالْغِلْظَةِ،، اگر وہ تمہاری باتوں کو نہ مانے تو تم شدّت و سختی سے کام لو۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۲۸)

کیا سزا ہر ایک کیلئے ضروری ہے؟

اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم بچے کی انفرادی طبیعت کو مدنظر رکھیں •..... بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کیلئے ایک بار سزا ہی کافی ہوتی ہے •..... بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں غلطی کا احساس دِلا دینا ہی کافی ہوتا ہے •..... بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ غصہ کیساتھ صرف انہیں دیکھ لینا ان کیلئے کافی ہوتا ہے •..... بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں ایک سخت کلمہ کہہ دینا ہی کافی ہوتا ہے •..... لیکن بعض بچے ایسے ہوتے کہ جب تک انہیں سخت سزا نہ دی جائے وہ باز نہیں آتے۔ انہیں نصیحت کرنا یا قہر آلود نگاہ سے دیکھنا یا احساس دلانا وغیرہ قطعاً کارگر نہیں ہوتا •..... یہ کام مربی کا ہے کہ وہ بچے کی طبیعت کا جائزہ لے اور دیکھے کہ اس کیلئے سزا ضروری ہے یا نصیحت؟ یا دونوں؟ •..... اکثر مربی حضرات یہی فرماتے ہیں کہ بچے کو وقتاً فوقتاً دونوں چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی اس کیلئے نصیحت و شفقت ضروری ہوتی ہے اور کبھی زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) اور سزا۔ (اولاد کی تربیت، صفحہ ۳۸۴)

طلبہ کو سزا دینا حقوق العباد ہے

حقوق العباد کا معاملہ بڑا خطرناک ہے •..... اسلئے کہ بندہ کا حق توبہ سے بھی معاف نہیں

ہوتا•.....سزا میں والدین کی اجازت ضروری ہے•.....سزا میں اہتمام کی اجازت بھی ضروری ہے •.....اسمیں مدرّسین کو بہت ڈرنا چاہیئے•.....طلبہ کو سوچ سمجھ کر سزا دینا چاہیئے•.....طلبہ کو ناپ تول کر سزا دینا چاہیئے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۰۴)

غلط پٹائی کی چند وجوہ

حضرت مولانا قاری کریم بخش غفاری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ طریقہ تدریس سیکھے بغیر تدریس کرنا۔

(۱).....مدرّسین میں خوفِ خدا کا نہ ہونا۔

(۲).....تدریس کے نظام کو نہ سمجھنا جس سے آئے دن پٹائی کی نوبت کا آجانا۔

(۳).....مدرّسین کا درسگاہ میں دیر سے آنا اور آتے ہی بلاوجہ طلباء کو مارنا۔

(۴).....مدرّسین کا گھر سے کسی وجہ سے ناراض ہوکر آنا اور غصہ طلباء پر کرنا اور خوب پٹائی کرنا۔

(۵).....درسگاہ کو کنٹرول نہ کرسکنا اور تنگ آکر طلباء کی پٹائی کرنا۔

(۶).....ایک دوسرے طلباء کی شکایت سُن کر بغیر تحقیق کے فیصلہ کر کے کسی ایک یا دونوں کی پٹائی کرنا۔

(۷).....امتحان اور جائزہ میں درجہ کی کمزوری کی وجہ سے پٹائی کرنا۔

(۸).....درسگاہ میں غبی (کند ذہن) طلباء کی کثرت ہونے کی وجہ سے تنگ آکر پٹائی کرنا۔

(۹).....مدرّس کا جسمانی طور پر نحیف اور کمزور ہونا اور خود پر ضبط نہ کرسکنا اور غصہ طلباء پر نکالنا وغیرہ وغیرہ۔

(ضرب الطالبین بتغیر یسیر صفحہ ۱۵)

اساتذہ والدین کا احساس کریں

(۱).....بچے اپنے والدین کو بہت پیارے ہوتے ہیں۔(۲).....بچے اپنے والدین کے پھول ہوتے ہیں۔

(۳).....بچے اپنے والدین کی امید ہوتے ہیں۔(۴).....بچے اپنے والدین کی دعاء ہوتے ہیں۔

(۵).....بچے اپنے والدین کا سہارا ہوتے ہیں۔(۶).....بچے اپنے والدین کے جگر کا ٹکڑا ہوتے ہیں۔

(۷).....بچے اپنے والدین کی جائیداد ہوتے ہیں۔(۸).....بچے اپنے والدین کے وارث ہوتے ہیں۔

(۹).....بچے اپنے والدین کا صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔ الغرض یہ بچے بے وارث نہیں باوارث ہوتے ہیں۔ لہٰذا مدرسین یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بچوں کیساتھ ہر معاملہ کا ہم کو حساب دینا ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہ خیال ذہن میں رہے گا۔ تو ان شاءاللہ فائدہ ضرور ہوگا۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۴۲)

دل کی سختی کا علاج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوتِ قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ سخت دلی اور سنگ دلی ایک روحانی خرابی اور مرض ہے جو انسان کی بدبختی کی نشانی ہے سائل نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل اور اپنی روح کی اس بیماری کا حال عرض کرکے آپ سے علاج دریافت کیا تھا، آپ ﷺ نے ان کو دو باتوں کی ہدایت فرمائی۔

(۱)....ایک یہ کہ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا کرو۔

(۲)....دوسرے یہ کہ بھوکے فقیر مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

(معارف الحدیث جلد دوم صفحہ ۱۷۹/ بکھرے موتی جلد ا صفحہ ۱۵۶)

📖 .... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ میں نے صادق ومصدوق سیدنا ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرماتے تھے کہ نہیں نکالا جاتا رحمت کا مادّہ مگر بدبخت کے دل سے۔ مطلب یہ ہے کہ رحم اور ترس کے مادّہ سے کسی کے دل کا بالکل خالی ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ بدبخت اور بے نصیب ہے کیونکہ کسی بدبخت ہی کا دل رحمت کے مادّہ سے خالی ہوتا ہے۔

(معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۱۷۸)

📖 ....نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اَتُحِبُّ اَنْ یَّلِیْنَ قَلْبُکَ؟ وَتُدْرِکَ حَاجَتَکَ؟ اِرْحَمِ الْیَتِیْمَ وَامْسَحْ رَأْسَهٗ وَاَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِکَ یَلِنْ قَلْبُکَ وَتُدْرِکْ حَاجَتَکَ ''کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو اور تمہاری ضروریات پوری ہوں (یعنی دینی اور دنیاوی) تو یتیم پر رحم اور شفقت کرو اور شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرو، اسے وہ کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، اس سے تمہارا دل نرم ہوگا اور تمہاری حاجتیں اور ضرورتیں پوری کی جائیں گی''۔

فائدہ.... یاد رکھیے! لوہار ٹھنڈے لوہے سے سخت سے سخت گرم لوہے کو مارتا ہے تو گرم لوہے کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں آپ ٹھنڈے اور نرم رہتے ہوئے بڑی سے بڑی برائی کو دور کر سکتے ہیں۔

تنبیہ....دوسری بات یہ ہے جس کو ہم غصہ میں ڈانٹ رہے ہیں، تو ڈانٹنے والے کا دُنیوی اور اُخروی بگاڑ یقینی ہے۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۶۷)

سخت مزاج اُستاذ کا حال

حضرت مولانا مفتی محمد حنیف عبدالمجید مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ جو استاذ غصہ میں آپے سے (خود) باہر ہوجایا کرتا ہے وہ مہتمم اور ناظمِ تعلیمات (اور دیگر اَراکین مدرسہ) کی نگاہوں سے گِر جایا کرتا ہے۔ایسا اُستاذ چاہے کتنی ہی صلاحیتوں کا مالک ہواور پورے مدرسے میں اس کا کوئی ثانی نہ ہولیکن پھر بھی یاتو حالات اُسے مجبور کردیتے ہیں کہ وہ خود اِستعفیٰ پیش کردیتا ہے یامدرسہ کی انتظامیہ ہی اس کوسال کے آخیر میں نوٹس بھیج دیں ہے کہ آپ اگلے سال کیلئے کہیں اور بندوبست (انتظام) کرلیں اس طرح ایسے اُستاذ کی صلاحیت، علمی قابلیت مدارس کے بار بار بدلنے کی وجہ سے یا تو ضائع ہوجاتی ہے یا اُمتِ مسلمہ کواس سے پورافائدہ نہیں پہنچتا۔

تنبیہ....ایسا اُستاذ شاگردوں کی نگاہ سے بھی گِر جاتا ہے اگر مدرسہ والے اُس اُستاذ کونکال دیتے ہیں تو شاگرد شکرانے کے نوافل پڑھتے ہیں کہ اچھا ہوا یہ اُستاذ چلاگیا یہ بات واضح رہے کہ ہماری مرادوہ اُستاذ نہیں جس کا رُعب پورے مدرسے کے تمام بچوں پر ہوایسا اُستاذ کا وجود ہر مدرسہ کی اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔

ہماری مراد جوغصہ میں بے قابو ہو،غصہ میں آپے سے باہر ہوجائے غصہ میں اسکی زبان اوراسکے ہاتھ سے وہ قول وفعل صادر ہوکہ بعد میں اسے خود بھی پشیمانی (پریشانی) ہو۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۶۶)

ہمیشہ سختی سے کام نہ لیجئے

اُستاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں اس سلسلہ میں، مَیں شعبہ ہائے حفظ کے اساتذہ کی خدمت میں ایک یہ گذارش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تسلیم ہے کہ آپ کا کام بڑا مشکل ہے اور آپ خدمتِ قرآن کا ایک نہایت دشوار اور کٹھن مرحلہ طے کررہے ہیں، تاہم خدارا یہ بھی ذہن میں رکھیئے کہ اس زمانہ کے بچوں کا بالعموم نہ تو وہ حافظہ ہے جو آج (۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء) سے چالیس پچاس برس پہلے کے بچوں کا ہوا کرتا تھا اور نہ ہی اب وہ حالات ہیں جو اس وقت تھے، اُس وقت تو اگر کوئی استاذ کسی بچہ کو جرم اور ضرورت سے زیادہ بھی سزادے دیتا تھا تب بھی اس کے والدین برداشت کرجاتے تھے لیکن اب وہ حالات قطعاً نہیں ہیں۔

(۱)....اوّلاً تو حفظ کا شوق ہی بہت کم ہے۔

(۲)....ثانیاً دینی اساتذہ کا ادب وہ احترام بھی باقی نہیں جو اُس وقت تھا اور اس سب کے علاوہ یہ کہ اس کام سے برگشتہ کرنے والے اور ارادے متزلزل کر دینے والے داعیے بھی اب بہت ہو گئے ہیں۔ایسے حالات میں اب آپکو بھی سنبھل سنبھل کر قدم رکھنا ہوگا اور بڑی حکمتِ عملی، بردباری اور صبر وتحمل سے یہ کام انجام دینا ہوگا۔اگر آپ نے اس بارے میں چالیس پچاس برس پہلے کے اساتذہ کی نقالی کی اور خود کو بھی انہی کی طرح نصف صدی پہلے کا استاذ تصور کرلیا تو آپ کے شاگرد ایک ایک کر کے آپ کے ہاتھ سے نکل جائیں گے اور آپ تنہا بیٹھے رہ جائیں گے اور نہ صرف یہ بلکہ ممکن ہے کہ وہ سرے سے حفظ کرنے کا خیال ہی ترک کر دیں اور اسکا اثر دوسروں پر بھی پڑے گا۔ہمیشہ ہاتھ میں ڈنڈا لیئے اور پیشانی پر غیظ وغضب کے آثار نمایاں کیئے ہی نہ رہیے بلکہ الفت ومحبت اور ترغیب وتشویق سے بھی کام لیتے رہیے۔

📖....بچے کو معمولی سی بات پر پیٹ ڈالنا تو آسان ہے لیکن اسکی غلطی پر صبر کرنا اور اس کو برداشت کرنا۔اصل مردانگی یہ ہے اور استاذِ کامل کہلانے کا صحیح معنی میں حقدار ہو بھی وہی سکتا ہے جو ضرب وستم سے نہیں بلکہ وملاطفت سے کام لے۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۷)

محرومی کا ایک اہم سبب

اُستاذ الحفاظ استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ کام کرنے سے یہ تجربہ ہوا ہے کہ بچوں پر زیادہ سختی نقصان دِہ رہتی ہے جہاں تک ہو سکے عفو سے کام لیا جائے بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ نرمی سے ایک ماہ میں اتنا کام ہو جاتا ہے کہ سختی سے دو ماہ میں بھی نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ زیادہ سختی (حفظ سے) بددلی کا باعث ہو جاتی ہے اور جس کی وجہ سے بچے قرآن مجید حفظ کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں۔جہاں تک ہو سکے ان کی شرارت اور بے ادبی پر صبر وتحمل سے کام لیا جائے کہ آدمی اپنی اولاد کیساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرتا ہے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۶/جدید ۷۸)

تنبیہ....مارنے کی وجہ سے بڑے بڑے قابل اساتذہ ناکام ہو چکے، بہت سے طلباء قرآن جیسی عظیم دولت سے محروم ہو چکے، مزید ہو رہے ہیں لہٰذا اساتذہ کرام ان اسباب پر غور فرمائیں اور نہایت سنجیدگی سے سوچیں کہ کہیں ہم قوم کے بچوں کی قسمت (اور مستقبل کی زندگی) سے تو نہیں کھیل رہے؟ ضرب الطالبین ص ۱۴

فائدہ....چھوٹے اور معصوم بچوں کو سزا تو بالکل ہی نہ دیں البتہ قدرے بڑے ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار ڈانٹ ڈپٹ اور کڑوی آنکھیں دکھانا جائز ہے، نیز بالغ یا قریب البلوغ طلباء کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے ضرورت کے تحت سزا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

اگر بچے سے غلطی ہو جائے

ایک صحابی ﷺ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ (ﷺ) کیساتھ مسجد میں تھے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ ﷺ نے اُسے ڈانٹ کر رُک جانے کیلئے کہا آپ (ﷺ) نے فرمایا ''چھوڑ دو اس پر شدت نہ کرو'' ان مسجدوں میں پیشاب اور گندگی مناسب نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر یا نماز یا تلاوت قرآن کیلئے ہیں، پھر آپ (ﷺ) نے ایک شخص کو ہدایت دی وہ ایک ڈول پانی لایا اور اس جگہ بہا دیا۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے '' کہ ایک اعرابی (دیہاتی شخص) مسجد میں آیا، رسول اللہ (ﷺ) وہیں تشریف فرما تھے، اس نے نماز پڑھی پھر دُعا مانگی اے پروردگار! مجھ پر رحم فرما اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما، آپ (ﷺ) اسکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کرنے کی کوشش کی، ذرا سی دیر بعد اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اسکی طرف لپکے لیکن آپ (ﷺ) نے (انھیں روکتے ہوئے) فرمایا اس پر ایک ڈول بہا دو پھر فرمایا، تمہیں آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے تنگی پیدا کرنے والا نہیں۔ اس واقعے میں رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے دیہاتی پس منظر اور طرزِ معاشرت کا لحاظ فرمایا اور اپنے ساتھیوں کو مشتعل (غصہ) ہونے سے رُوک دیا اور انھیں یہ بتایا کہ اس کا علاج (ایسی مسجد میں جس کا فرش کچا اور کنکریوں کا ہو) آسان ہے یعنی ایک ڈول پانی بہا دیا جائے پھر آپ (ﷺ) نے اپنے ساتھیوں کو انکے پیغام کی نوعیت و مزاج سے بھی آگاہ فرمایا وہ یہ کہ لوگوں کیلئے آسانی پیدا کرنا نہ کہ تنگی۔

فائدہ.... غلطی کرنے والوں میں نرمی و شفقت کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہوتا ہے جس سے ناواقفیت یا غفلت یا کسی کمزوری کی وجہ سے غلطی ہو گئی خاص طور پر جب وہ غلطی پہلی بار ہوئی ہو۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۹۰)

📖.... حضرت معاویہ سلمی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز میں کلام کرتا ہوا، داخل ہوا، کچھ لوگوں نے اشارے کنائے سے مجھے ڈانٹا، مجھے بھی غصہ آیا، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو حضور ﷺ نے نہایت شفقت سے اپنے پاس بلا کر فرمایا دیکھو! نماز میں انسانی کلام کی گنجائش نہیں ہوتی، نماز تو اللہ کے ذکر کیلئے ہے۔ اسمیں تسبیح و تہلیل اور اللہ تعالیٰ کی مناجات ہوتی ہے لہٰذا نماز میں کوئی دوسرا کلام نہیں کرنا چاہیئے، آپ ﷺ نے نہ مجھے سرزنش (ڈانٹ ڈپٹ) کی اور نہ بُرا بھلا کہا بلکہ نہایت مشفقانہ انداز میں بات سمجھا دی، فرماتے ہیں خدا کی قسم مَا رَاَیْتُ مُعَلِّمًا میں نے کبھی ایسا شفیق معلم نہیں دیکھا۔ (معالم العرفان جلد ۳ صفحہ ۵۱۱)

فائدہ.... استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ طالب علم کو تین بار اس کی خطاء پر معاف کر دینا چاہیئے، چوتھی بار اگر پھر غلطی کرے تو استاذ محض اللہ کی رضامندی اور اس کی اصلاحِ حال کی نیت کر کے جتنی سزا کا اسکو مستحق سمجھے اس سے کم سزا دے اور سزا دینے کے بعد استغفار کرے فرمایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس بات پر عمل کیا ہو اور بچے میں دوری پیدا ہوئی ہو۔

(آدابِ تلاوت حاشیہ صفحہ قدیم ۶۱/ رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۴/ دلکش نقش صفحہ ۲۳)

فائدہ.... بچہ اگر کوئی غلطی کرے تو اسے نصیحت کی جائے اگر باز نہ آئے تو کچھ دیر کیلئے اس سے ناراض ہو جائیں، اگر پھر بھی باز نہ آئے تو کچھ دیر کیلئے اسے قہر آلود نگاہوں سے گھوریں۔ اگر پھر نہ رُکے تو اسے بلند آواز سے جھڑکیں۔ اگر یہ حیلہ (طریقہ) بھی کارگر نہ ہو تو بچے کی جو پسندیدہ چیزیں ہیں ان سے بچے کو محروم کر دیں۔ اگر دیکھیں کہ بچہ پھر بھی اثر قبول نہیں کر رہا تو پھر بچے کو ہلکی پھلکی سزا دیں۔

(اولاد کی تربیت صفحہ ۳۸۵)

تنبیہ.... آج ذرا سی اور معمولی سی بات پر طلبہ کی اس قدر پٹائی ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دشمن قبضہ میں آ گیا ہے جس سے جی بھر انتقام لینا ہے۔ (آداب المعلمین صفحہ ۱۳)

تنبیہ.... طالب علم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے یا اس نے غفلت ولاپرواہی کی بناء پر کوئی غلطی کر لی تو استاذ کو چاہیئے کہ اُس پر سختی وتشدد نہ کرے بلکہ نرم روی اختیار کرے، اُس پر زیادتی اور غصہ نہ کرے بلکہ صبر وتحمل سے کام لے، کیونکہ اگر اس نے سختی اور تشدد کیا تو کوئی بعید نہیں کہ وہ شاگرد متنفر ہو کر قرآن پڑھنا چھوڑ دے اور پھر کبھی مدرسہ یا مسجد میں آنے کا نام ہی نہ لے۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

سخت جملوں کا اِستعمال

حضرت مولانا مفتی محمد حنیف عبدالمجید مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ اگر کسی طالب علم سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو استاذ کے یہ طنز آمیز جملے کہ۔ ”پانچویں میں پہنچ گئے ہیں اب تک سلیقہ نہیں آتا۔ لگتا ہے چار سال سُو کر گزارے۔ دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے کتنی مرتبہ سمجھایا ہے کہ اس طرح کام کیا کرو، مگر عقل تو تمہاری گھاس چرنے گئی ہوئی ہے۔ پورے دس سال کا گھوڑا ہو گیا ہے اور ابھی تک بچہ بنا رہتا ہے، ویسے سچ ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ تم تو برکت کیلئے پڑھتے ہو، تمہارے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس قسم کے فقرے جب سب (طلباء اور اساتذہ) کے سامنے کہے جاتے ہیں تو انسان کی عزتِ نفس پر تازیانے (آرا چلنے) کا کام کرتے ہیں۔ اور ان زخموں کو اگرچہ دیکھا نہیں جاسکتا لیکن ان کی ٹھیس شدت سے محسوس

ہوتی ہے، بچپن میں کسی کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے تو یہ اسکی شخصیت میں ایک دراڑ بن کر تمام زندگی اس کیلئے سوہانِ روح بنی رہتی ہے۔ (مثالی اُستاذ حصہ دوم صفحہ ۹۸)

معلّم کا تکیہ کلام

ایک استاذ اور معلّمہ کا طرزِ کلام بازاری لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک اُصول ہے کہ بچوں اور بڑوں دونوں کو وہ طرزِ کلام ناگوار معلوم ہوتا ہے جو بدتہذیبی والا ہو مثلاً کئی حضرات (اساتذہ اور عام لوگوں) کا تکیہ کلام کم بخت، گدھا یا الو ہوتا ہے۔

تنبیہ.... جس شخص کا تکیہ کلام کم بخت ہو، وہ نوکر کو بلاتے ہوئے فرماتے ہیں، کم بخت کہاں جا مرا، دن بدن بگڑتا جارہا ہے۔ کم بخت اور یہ گھر والے بھی ایسے کم بخت ہیں نوکروں کو بالکل ڈھیل دے رکھی ہے جو چاہیں کریں، کیا بجا ہوگا اس وقت؟ یہ کم بخت گھڑی بھی بند ہے اب بتایئے انہوں نے چند جملوں میں (۴) مرتبہ کم بخت کہہ دیا، اس کا ایک نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ نئی نسل اور معاشرہ میں یہ الفاظ تکیہ کلام بنتے جاتے ہیں پھر ایسے تکیہ کلاموں کو استعمال کرنے سے نصیحت کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور پھر یہ نصیحت نہیں رہتی، اپنا تکیہ کلام بھی ایسا اچھا بنایئے کہ آپ کے شاگرد بھی اسکو اپنا ئیں۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۱۷۵)

تنبیہ.... آجکل سننے میں آتا ہے کہ اکثر اساتذہ کرام اپنے شاگردوں کو عجیب الفاظ اور انداز سے بولتے اور بلاتے ہیں کہ سننے والا عجیب سا محسوس کرتا ہے کیا یہ زبان سے بولے جانے والے الفاظ استاذِ محترم کے ہیں (الامان والحفیظ) اسلیئے اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان سے نکلنے والے الفاظوں کو مہذب بنائیں تاکہ شاگرد اور ان کے والدین آپ کے بارے میں اچھا تأثر قائم کرسکیں اگر آج آپ نے اپنے الفاظ کی اصلاح نہ کی تو کل کو آپ کے شاگرد بھی آپ سے سنے ہوئے الفاظ ہی ادا کیا کریں گے کہ ہمارے استاذِ محترم بھی اس طرح بولتے تھے۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

سرپرستوں کو اطلاع

حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم کوتاہی کرتا ہے پہلے اسکو شفقت اور نرمی سے سمجھائے، اس کا اثر نہ ہو تو تنبیہ کرے، اس کا بھی اثر نہ لے تو مدرسہ کے ذمہ دار کو اسکے حالات سے مطلع کرے۔

فائدہ.... اگر بار بار سمجھانے اور تنبیہ کے بعد بھی اسکی حالت درست نہ ہو تو اسکے سرپرست کو مطلع

کردیا جائے کہ یہاں اس کا رہنا مفید نہیں، دوسری جگہ بھیج دیا جائے، ممکن ہے وہاں کچھ حاصل کرلے۔
(آداب المعلمین صفحہ ۱۴/ تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۷۵)

تنبیہ.... حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ (مدرسین) تمام کام اپنے ذمہ سمجھتے ہیں کہ پڑھانا بھی ہمارے ذمہ ہے، گھر سے بلوانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اور جنتی بنانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

فائدہ.... حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں (سیدھی بات ہے) اگر کوئی نہ پڑھے تو تم اسکی حالت لکھ کر مہتمم صاحب کو دے دو، وہ اگر مصلحت سمجھیں گے انکے ماں باپ سے اطلاع کر کے خارج کردیں گے تم ماں باپ کا کام اپنے ذمہ کیوں لیتے ہو۔ (تحفۃ العلماء جلد ۱ صفحہ ۴۴۷/ تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۰۱)

شریروں کی جماعت

بعض طلبہ طبعی طور پر شرارتی ہوتے ہیں ان میں سے بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ مدرسہ کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ بہت تنگ ہوتے ہیں دیکھنے اور سننے میں آیا ہے ایسے طلبہ بدمحنت اور کام چور ہوتے ہیں اور اس سے دوسرے طلبہ بھی متاثر ہوتے ہیں، یونہی بدمحنتوں اور شریروں کی ایک جماعت بن جاتی ہے جو کہ مدرسہ، اساتذہ اور والدین کیلئے وبالِ جان بن جاتی ہے، ایسے طلبہ کا علاج شرعی حدتک ضروری ہے۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

شریر طلباء کی اِصلاح کس طرح ہو؟

ہم بچے کے احساسات اور اسکی کم عقلی سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جب بچہ تھوڑی سی غلطی کرتا ہے ہم اسے فوراً سزا دیتے ہیں یا ڈانٹ ڈپٹ کرکے اسکی تحقیر کرتے ہیں اگر اسکے ہاتھ سے گھر کی کوئی چیز ٹوٹ جائے تو اسے تمام گھر والوں کی جانب سے زجر و توبیخ کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی (بلکہ اکثر دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ) یہی ڈانٹ ڈپٹ اسکی کج روی (بگڑنے) کا سبب بن جاتی ہے۔

فائدہ.... سوچنا چاہیئے کہ بچے کی دنیا ہماری دنیا سے مختلف ہے۔ ہمیں اسکی دنیا اور کم فہمی کو نہیں بھلانا چاہیئے۔ کبھی بچہ تیز اور شرارتی ہوتا ہے۔ اس وقت اسے نرمی کیساتھ صحیح سمت میں چلانا چاہیئے۔
(اولاد کی تربیت صفحہ ۳۹۷)

📖.... یہ بات ہمارے ذمہ ہے کہ ہم انہیں سکھائیں کہ وہ شر اور شریر، جھوٹ اور جھوٹے، تکبر اور متکبر، چوری اور چور وغیرہ امور سے کس طرح اظہارِ نفرت کرے جن کا اِدراک عموماً ہر بچہ کرسکتا ہے۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۱۲۴)

📖 ....سزا کے ذریعے تربیت تعلیمِ اسلامی کے مُنافی (خلاف) نہیں ہے تاہم بچے کی تربیت کا طبعی طریقہ یہی ہے کہ بچے کو نصیحت کے ذریعے اچھے اُمور کی طرف مائل (راغب) کیا جائے۔

فائدہ....جن بچوں نے سزا کے ذریعے تربیت حاصل کی ہے انہوں نے ایک کامیاب زندگی گذاری اور ایک درخشندہ مستقبل کے حامل بنے۔

تنبیہ....جن بچوں کی تربیت صرف نصیحت کے ذریعے ہی ہوئی تو وہ زندگی کے تھپیڑوں کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کر سکے۔

فائدہ....بچے کی تربیت کے بارے میں شریعتِ مقدسہ کی یہ بھی ہدایت مدِ نظر رہے کہ شریعت نے بچے کی تربیت کیلئے ترغیب وترہیب (خوف اور اُمید) دونوں پر عمل کا حکم دیا ہے۔

فائدہ....بعض اوقات سزا بچے کی تربیت میں وہ کام کرتی ہے جو کوئی اور چیز سرانجام نہیں دے سکتی۔تھوڑی سی سزا اُس کی پوری زندگی سنوار دیتی ہے۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۳۸۳)

📖 ....مربی پہلے تو پند ونصیحت سے ہی کام لے۔لیکن جب پند ونصیحت بالکل ہی کارگر نہ ہو تو مجبوراً سزا کا سہارا لے تاکہ بچے کو اس سزا کے دوران اس چیز کا احساس ہو جائے کہ واقعۃً مجھ سے خطاء سرزد ہوئی تھی۔ اس سے ان شاء اللہ بچہ معاشرہ میں ایک کامیاب انسان کے طور پر ابھرے گا۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۳۸۳)

نفسیات کو مدِ نظر رکھیں

طلباء کی نفسیات کا جاننا، یعنی معلّم کو اپنے طلبہ کی عادات وخصائل سمجھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے اسکے علاوہ معلّم کو طلبہ کی ضروریات، دلچسپی اور انفرادی اختلاف سے واقف ہونا ضروری ہے، فنِ تدریس کا کمال استاذ کی اس خوبی میں پوشیدہ ہے۔

فائدہ....حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں، معلّمین شاگردوں کو اپنی اولاد کی مانند تصور کریں نیز بچے کو ایک دوست کی ضرورت ہوتی ہے جو اسکی مشکلات کو سمجھ سکے اور ان کے حل میں مدد دے سکے اور ظاہر بات ہے کہ معلّم ایک دوست راہنما اور مشیر کے فرائض انجام دیتا ہے۔

فائدہ....استاذ کی تعلیم اگر محبت سے بھری ہو تو وہ یقیناً بھگوڑے بچے کو بھی لاکر مدرسے میں اور طلبہ کیساتھ جوڑ سکتا ہے۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۲۶۲)

آئندہ ایسا نہ کیجئے

بچوں سے کوئی کوتاہی اور قصور ہو جانے پر گرجدار آواز میں صرف یہ جملے ''خبردار! آئندہ ایسا نہ کیجئے'' اب چھٹی کی تو خیر نہیں'' اور یا تو یہاں رہے گا یا میں رہوں گا'' استعمال کرنے کی بجائے کوشش کریں کہ ٹھنڈے دل ودماغ سے اپنا غصہ اترنے کے بعد اسکو اپنے پاس بلا کر پیار ومحبت سے اس طرح سمجھائیں کہ اسکے دل ودماغ میں اس برائی کی نفرت، غیر حاضریوں پر ہونے والے نقصان کی مذمت اس طرح بیٹھ جائے کہ وہ از خود ذہنی طور پر آمادہ ہو جائے اور دل کی خوشی کیساتھ خود اس برائی کو چھوڑ دے۔

(مثالی اُستاذ حصہ دوم صفحہ ۴۲۸)

غُصّہ کی حالت میں سزا

حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ فرماتے ہیں غُصّہ اور طیش میں آکر کبھی بچوں کو سزا نہ دے کیونکہ کوئی حکیم غصہ میں بھرا ہوا مریض کے مرض کو ختم نہیں کر سکتا۔

تنبیہ.... غُصّہ میں دل قابو میں نہیں رہتا، جب استاد کا دل ہی قابو میں نہیں تو وہ شاگرد کو کیسے اپنے قابو میں لاسکتا ہے، اس میں تو اور خرابی کا اندیشہ ہے۔

فائدہ.... تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سخت کلمات کی بہ نسبت نرم کلمات زیادہ مؤثر ہوتے ہیں یہ حماقت ہے جس برتن میں آدمی کچھ ڈالنا چاہے پہلے ہی اسمیں سوراخ کر دے، جب شاگرد کے دل کو اپنی سختی اور مار پیٹ سے چھلنی (بہت سے سُراخ) کر دیگا تو اسمیں خیر کی بات کس طرح ڈال سکے گا۔

تنبیہ.... خوف دلانے اور دباؤ ڈالنے سے خواہ وقتی طور سے کام چل جائیگا مگر یہ کامیابی عارضی ہوتی ہے، اور آجکل وقتی کامیابی بھی نہیں ہوتی بلکہ ایک فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے، جو (مدرسہ کے) اراکین اور ذمہ دار حضرات کیلئے انتہائی پریشانی اور مدارس کیلئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

تنبیہ.... یاد رکھیئے! چھوٹے بچوں کے دل میں رعب اور خوف کا سمانا ایسا ہی بُرا ہے کہ جیسا نرم ونازک پودے پر بادِ صرصر (گرم ہوا) کا تند جھونکا یا پھولوں پر لو، کا چلنا۔ (آداب المعلمین صفحہ ۱۰)

دھمکی آمیز جملے

مدرّسین طلبہ کیلئے خاص انداز استعمال کریں یہ جملے مدرّسین بوقتِ ضرورت ہر طالب علم کیلئے اسکے مزاج کے مطابق صرف ڈرانے کیلئے استعمال کریں۔ اس کا فائدہ پٹائی کے بغیر پٹائی سے زیادہ ہوگا۔

فائدہ: مثال کے طور پر اساتذۂ کرام طالب علم سے یا طلبہ سے کہیں ●....اگر آپ نے حفظ کا یہ عمل وقت پر پکا نہ سنایا تو پھر آپ کی خیر نہیں ہوگی ●....آپ کا خاطر خواہ انتظام ہوگا ●....آپ کی خوب پٹائی ہوگی ●....آپ کی چھٹی بند ہوگی ●....آپکی حاضری دفتر میں ہوگی۔ چلیئے دفتر میں تشریف لے جائیں، چلیئے ناظم صاحب کے حاضر ہو جایئے وغیرہ وغیرہ۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۰۵)

سزا دینے کا وقت

حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ وقاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ اس بارہ میں یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھیں کہ دوپہر اور شام وغیرہ کی رخصت سے ایک گھنٹہ، اور ایک دو یا زائد ایام کی تعطیل سے ایک دن قبل (بطورِ ضرورت) سزا دے سکتے ہیں اور اس قریب وقت میں ہرگز سزا نہ دیں۔ بلکہ تَلَطُّف اور مہربانی ،شفقت اور محبت کا برتاؤ رکھیں کہ بچہ آپ کیساتھ پوری طرح مانوس ہو اور اس کے دل میں آپ کی طرف سے تھوڑا سا بھی بُعد اور دُوری نہ ہو۔ ورنہ (تعلیم کیلئے) واپس آنے میں بہت ہی پس وپیش کریگا، بلکہ بسا اوقات ایسی صورت میں شیطان اس پر پورا قبضہ کر لیتا ہے اور تعلیم موقوف کرا دیتا ہے اور ایک یا اس سے زائد ایام کی رخصت پوری کرنے کے بعد بچہ آئے، تو پہلے دن اس کیساتھ خفگی اور ناراضگی کا برتاؤ ہرگز نہ کریں (بلکہ اب تو اکثر اساتذہ ناراضگی کا بھرپور مظاہرہ کرنے کیساتھ ساتھ خوب پٹائی بھی کر دیتے ہیں۔ ابو معاویہ غفرلہٗ)

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۷ رجدید ۸۷/ رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۳)

سخت سزا کے بُرے نتائج

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ مارنا تعلیم وتربیت کیلئے مفید نہیں ہوتا بلکہ مضر ہوتا ہے:

(۱)....ایک تو یہ کہ بچہ کے قویٰ (اعضاء) کمزور ہو جاتے ہیں۔

(۲)....دوسرے یہ کہ ڈر کے مارے سارا پڑھا بھول جاتا ہے۔

(۳)....تیسرے یہ کہ جب پٹتے پٹتے عادی ہو جاتا ہے تو بے حیا بن جاتا ہے۔ پھر پٹنے سے اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اس وقت یہ مرض لاعلاج ہوتا ہے اور ساری عمر کیلئے ایک بُری عادت یعنی بے حیائی اسکی طبیعت میں ہو جاتی ہے۔

نیز فرماتے ہیں آپ نے دیکھا کہ جس شریر بچہ کو بار بار پیٹا جائے اٹھتے بیٹھتے لات جوتے کا معاملہ رکھا جائے وہ بے حیا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ (اصلاح خواتین صفحہ ۲۵۵)

تنبیہ....مربیین کا ہمیشہ سختی کرنا اور اس کیساتھ تُرش رُوئی (سختی) سے پیش آنا بسا اوقات بچوں میں بدمزاجی اور اکھڑپن کو پیدا کردیتا ہے اور بسا اوقات بچے اس قابلِ نفرت عادت کے عادی ہوجاتے ہیں اور اس سے مانوس ہوجاتے ہیں، اُس کا بُرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر وہ بچے مربیین کے سامنے جری اور دلیر ہوجاتے ہیں اور انکے دلوں سے ان کی ہیبت اور رُعب ختم ہوجاتا ہے۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۱۳۵)

📖....استاذ الحفاظ حضرت قاری عبید اللہؒ بن حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ نے لکھا ہے کہ زیادہ مار تعلیم کیلئے مفید نہیں ہے بلکہ مضر ہے۔

(۱)....ایک یہ کہ بچے کے قُویٰ (انسانی جوڑ و ہڈیاں) کمزور ہوجاتے ہیں۔ (۲)....دوسرے مار کے ڈر سے حواس باختہ (پاگل) ہوجاتا ہے۔ (۳)....تیسرے زیادہ مار بددلی کا باعث ہوتی ہے۔ (۴)....چوتھے مدرسہ اور پھر گھر سے بھاگنے لگتا ہے جو والدین اور اُستاذ کیلئے بھی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ (۵)....پانچویں دوسرے بچوں پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ (۶)....چھٹے: پٹتے پٹتے (مار کے) عادی ہونے پر ڈھیٹ اور بے حیا ہوجاتا ہے اور پھر مار کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یہ سب باتیں تعلیم کیلئے زہرِ قاتل (نقصان دِہ) ہیں اس کے پیشِ نظر بوقت ضرورت ہلکی سزا دیں جو اَلضُّرُوْرِیُ یُتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَۃِ (ضرور" بقدرِ ضرورت ہی ضروری ہوتا ہے) کے تحت ہو اور تعلیم و تربیت میں معین ہو یہ سزا اتنی زیادہ نہ ہو جو ملامت کے درجہ تک پہنچ جائے کیونکہ سزا کا قیامت کے دن بھی حساب ہوگا۔ حضرت خبیب ابن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اساتذہ کرام بادشاہوں والا نصیب لے کر آتے ہیں ان کا حساب انہی جیسا ہوگا۔

تنبیہ....بچوں کی سرزنش (ڈرانے دھمکانے) کیلئے لچکدار چھڑی رکھیں، کوشش کریں کہ اس کے بھی استعمال کی نوبت نہ آئے اس طرح کہ لکڑی دکھائیں زیادہ اور لگائیں کم۔ علاوہ ازیں سر کے بال یا کان کھینچنا یا سر پکڑ کر ہلانا، مونڈھے اور ہاتھ کی انگلی کو پکڑ کر دَبانا، مزید برآں گدّی یا پشت پر تھپڑ وغیرہ لگانا ان سزاؤں کا استعمال لکڑی کی سزا سے بہتر ہے۔

تنبیہ....اس مقصد کیلئے پلاسٹک کا پائپ اور اسکی رسی، بجلی کی تار، سخت موٹی لکڑی وغیرہ ہرگز استعمال نہ کی جائے (احتیاط) بے ریش بچے کو سزا دیتے وقت اپنے اور اس کے درمیان کسی چیز یعنی ڈیسک وغیرہ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۱۱۶/جدید ۱۱۴)

آجکل کے مدرّسین

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آجکل کے مدرسین (گویا) ظالم اور قصائی ہیں جن میں شفقت نام کونہیں میں نے ایک بچہ کودیکھا اسکی عمر چار برس سے زیادہ نہ ہوگی اور لڑکے اس کو ڈنڈاڈولی (دونوں ہاتھ اور ٹانگوں سے اٹھائے) کئے لارہے ہیں۔

تنبیہ.....افسوس ہے کہ اکثر بچے انہیں ذابحین (ذبح کرنے والوں) کے قبضہ میں آتے ہیں اور وہ تباہ اور برباد ہوتے ہیں کیونکہ ان کے اس برتاؤ سے یا طبیعت کند ہوجاتی ہے یا پڑھنا چھوڑ بیٹھتے ہیں اور یہ پرانا مقولہ ہے کہ حافظ جی! ہڈی ہمارا چمڑا تمہارا۔

صاحبو! استاذ کیلئے ضروری ہے کہ وہ مربی ہواور اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو وہ استاذ بننے کے قابل نہیں ایک طرف تو تربیت ہوایک طرف تعلیم پھر دیکھئے یہ شخص کس شان کا نکلتا ہے۔

(تحفۃ العلماء صفحہ۴۱۳/ضرورۃ العمل فی الدین صفحہ۳۳)

کسی قسم کا کوئی خوف نہیں

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں عدالت اور پولیس کو تو یہ بھی فکر ہے کہ مظلوم شخص اُوپر کے حُکّام سے اِستغاثہ (فریاد) نہ کربیٹھے۔شوہر کو محبت ہوتی ہے،باپ کوشفقت ہوتی ہے یہ اسبابِ ظلم کے کم کرنے والے ہوجاتے ہیں،اوران حضرات (مدرسین کوکسی قسم کا) کوئی اندیشہ (خوف) نہیں ہے۔

(تحفۃ العلماء جلد ا صفحہ ۴۲۵/تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۷۸)

ایک خطرناک گناہ

سیّدی ومرشدی قبلہ حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ قاری صاحبان آجکل معصوم بچوں کو بے دردی سے پیٹتے ہیں اور اسمیں شرعی حدود کی قطعاً کوئی رعایت نہیں کرتے۔شریعت کی رُو سے جانور کو بھی چہرے پر مارنا حرام ہے مگر قاری صاحبان کی مار کا نشان عموماً بچوں کا چہرہ ہی ہوتا ہے۔

تنبیہ ....حضرات (مدرّسین) کو سوچنا چاہیئے کہ یہ ایک ایسا ہولناک گناہ ہے جس کی معافی کی بھی کوئی صورت نہیں،اسلئے نابالغ بچہ دل سے معاف بھی کردے تو اسکی معافی کا (شرعاً،اخلاقاً) کوئی اعتبار نہیں۔ہاں بالغ ہونے کے بعد معاف کردے تو معافی معتبر ہے مگر قاری صاحبان جن بچوں پر ظلم کرتے ہیں بالغ

ہونے کے بعدان سب سے ایک ایک کر کے ملنااوران سے معاف کرانا ممکن نہیں۔

تنبیہ.....بعض بچّے بلوغ سے پہلے ہی دُنیا سے رُخصت ہوجاتے ہیں اور بہت سے بچے دُوردراز کے علاقے سے آتے ہیں پڑھ کر چلے جانے کے بعد اساتذہ سے کبھی ملاقات کی نوبت ہی نہیں آتی اور معافی کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ بطیبِ خاطر (اپنی ہی خوشی سے) بخش دیا جائے۔

تنبیہ.....یہ حضرات اگر بالغ لڑکوں سے بخشوائیں بھی تو اس کا کیا اعتبار کہ وہ مُروّت سے مغلوب ہوکر معاف کررہے ہوں نہ کہ دل کی گہرائی سے غرض اس گناہ کی بظاہر تلافی ممکن نہیں۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۸۱)

📖.....حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گناہ کی معافی کی کیا شکل ہوگی؟ اسلیئے کہ اس گناہ کی معافی کس سے مانگے؟ اگر اسے بچّے سے مانگے تو وہ نابالغ بچہ معاف کرنے کا اہل نہیں ہے، اسلیئے کہ اگر نابالغ بچہ معاف بھی کردے تو شرعاً اسکی معافی کا اعتبار نہیں۔

تنبیہ.....حضرت والا فرمایا کرتے تھے اسکی معافی کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آتا، اتنا خطرناک گناہ ہے۔ اسلیئے اُستاذ، ماں، باپ کو چاہیئے کہ وہ بچّے کو اس طرح نہ ماریں کہ اس سے زخم ہوجائے یا نشان پڑجائے، البتہ ضرورت کے تحت جہاں مارنا ناگزیر (ضروری) ہوجائے صرف اس وقت مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(اصلاحی خطبات جلد ۴ صفحہ ۴۶)

📖.....حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بچوں کی بہتر سزا یہ ہے کہ چھٹی بند کردی جائے اِسکا اُن پر کافی اثر ہوتا ہے۔

نیز دوسزائیں مقرر کررکھی ہیں۔

☆.....ایک کان پکڑوانا جسکو مرادآباد والے بطخ بنوانا (ہمارے علاقہ میں مرغ بنوانا) کہتے ہیں۔

☆.....دوسرے اٹھنا بیٹھنا اسمیں دونوں اصلاحیں ہوجاتی ہیں جسمانی بھی، کہ ورزش ہے اور نفسانی یعنی اخلاقی بھی کہ اس سے زجر (تنبیہ) ہوجاتی ہے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۰۳)

غلطی پرٹوکنے کا صحیح طریقہ

حضورِ اکرم ﷺ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں، زندگی کے ہر شعبے اور معاملے میں ہر استاذ و معلّم کو چاہیئے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرے، خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کے معلّم ہونے کی حیثیت سے کہ آپ ﷺ اپنے شاگردوں کو کس طرح سمجھاتے تھے کس طرح ان کی تربیت فرماتے تھے، غلطی پر انکو کس طرح تنبیہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جماعت ہو رہی ہے اور لوگ رکوع میں پہنچ گئے تو وہ ویسے ہی نیت باندھ کر رکوع میں شامل ہو گئے پھر آہستہ آہستہ چل کر صف میں شامل ہو گئے جب نماز ختم ہوگئی تو انہوں نے آپ ﷺ سے ذکر فرمایا تو آپ (ﷺ) نے پہلے انکی حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا "زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا" "اللہ تیرے اس شوق کو مزید بڑھائے"، اور پھر فرمایا لا تعد "آئندہ ایسا نہ کرنا"۔
(مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۲۶۳)

📖 ....اگر استاذ کا انداز شاگرد کی غلطیوں پر محض ڈانٹ ڈپٹ چیخ پکار کرنا اور انکو بُرا بھلا کہنا رہا تو اس سے وقتی طور پر تو شاید وہ بات مان جائیں گے (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) مگر وہ جوں ہی آزاد ہوں گے پھر وہی حرکت دوبارہ کریں گے۔ لہٰذا نصیحت کرتے ہوئے شریں زبان، نرم گفتگو اور بہترین طرزِ کلام اپنائیں۔

فائدہ....اگر شاگرد کو اُسکی ناشائستہ حرکت پر نصیحت کرنا ہو اور وہ حرکت ایسی ہو کہ اگر سب کے سامنے ظاہر کی جائے تو اُسے شرم آئیگی تو اس کو تنہائی میں نصیحت کرے اور بعد میں وہ نصیحت سب کو سنادے مگر اس شاگرد کا نام نہ لے اس طرزِ عمل سے اس کو ندامت نہ ہوگی اور نصیحت کا فائدہ دوسروں کو بھی حاصل ہو جائیگا۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۱۵۸/ آداب المعلمین صفحہ ۳۷)

تنبیہ....ایک مدرّس کو کبھی اجتماعی طور پر اور کبھی اِنفرادی طور پر اپنے شاگردوں کو نصیحت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اِنفرادی نصیحت میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جس کو نصیحت کی جارہی ہے وہ اُکتا نہ جائے بُرا نہ مانے اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے کیونکہ اگر مخاطب کو اپنی توہین کا احساس ہوا یا اس نے بُرا مانا تو نصیحت کارگر نہیں ہوگی اور نتیجہ برعکس ہو جائیگا۔ (مثالی اُستاذ حصہ اوّل صفحہ ۱۷۵)

رُوک ٹوک نہ کرنا

بچے سے رُوک ٹوک کو بالکل ختم کر دینا اور بچے کیساتھ زیادہ نرمی اختیار کرنا بھی بچے کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

تنبیہ....نرمی ہی نرمی ہو تو بچہ بعض اوقات گھٹیا حرکات اپنانے لگتا ہے جو اسکی دین اور صحت کیلئے مضر ہوتی ہے۔ اسی سے بچے کے اخلاق فاسد ہوتے ہیں اور اسکے نزدیک اَخلاقِ حسنہ اور فضائل کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۳۹۸)

تنبیہ.... بعض اساتذہ کرام بالکل بے حس لاپرواہ اور انتہائی غفلت برتتے ہیں، بچے کھیلتے رہیں پڑھیں نہ پڑھیں انکی طبیعت پر چنداں اثر نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ ایسے میں بھی بچے کی عمر کا ضیاع ہے اسکی بھی تائید کرنا

مشکل ہے۔ (قراء رحیمیہ کاذوقِ تدریس صفحہ ۶۰)

فائدہ....بچوں کے معاملات میں نرمی کرنا، انہیں جسمانی وزبانی سزانہ دینا اور اِفہام وتفہیم کے اسباب اورطرز اختیار کرنا شاید یہ ایسے تربیتی طریقے اور تدبیریں ہیں جو بچوں کے اندر نیک اعمال کے جذبات کو پیدا کرتے ہیں پھر چھڑی کی ضرورت اُنہیں نہیں ہوتی، پھر یہ تربیتی ریاضت ان میں اچھے ثمرات ظاہر کرتی ہے۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۱۳۵)

لفظ ''بیٹا'' شفقت بھرا خطاب

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (صاحبِ تفسیرِ عثمانی) اتنے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ہم نے تو اُن کو اُس وقت دیکھا تھا جب پاکستان میں تو کیا، ساری دنیا میں علم وفضل کے اعتبار سے ان کا ثانی نہیں تھا۔ساری دنیا میں ان کے علم وفضل کا لوہا مانا جاتا تھا،کوئی ان کو ''شیخ الاسلام'' کہہ کر مخاطب کرتا،کوئی ان کو ''علامہ'' کہہ کر مخاطب کرتا، بڑے تعظیمی القاب ان کیلئے استعمال کئے جاتے تھے،کبھی کبھی وہ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے،اس وقت ہماری دادی بقیدِ حیات تھیں، ہماری دادی صاحبہ رشتے میں حضرت علامہ کی ممانی لگتی تھیں، اسلئے وہ ان کو ''بیٹا'' کہہ کر پکارتی تھیں،اوران کو دعادیتی تھیں کہ ''بیٹا! جیتے رہو'' جب ہم ان کے منہ سے یہ الفاظ اتنے بڑے علامہ کے لئے سنتے ،جنہیں دنیا ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے پکار رہی تھی تو اس وقت ہمیں بڑا اچھنبا (عجیب سا) محسوس ہوتا تھا،لیکن علامہ عثمانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مفتی صاحب (مفتی محمد شفیعؒ) کے گھر میں دو مقصد سے آتا ہوں۔

(۱)....ایک یہ کہ حضرت مفتی صاحب سے ملاقات۔

(۲)....دوسرے یہ ہے کہ اس وقت روئے زمین پر مجھے ''بیٹا'' کہنے والا سوائے ان خاتون کے کوئی اور نہیں ہے،صرف یہ خاتون مجھے بیٹا کہہ کر پکارتی ہیں،اسلئے میں بیٹا کا لفظ سننے کیلئے آتا ہوں، اسکے سننے میں لطف اور پیار محسوس ہوتا ہے وہ مجھے کوئی اور لقب سننے میں محسوس نہیں ہوتا۔حقیقت یہ ہے کہ اس کی قدر اس شخص کو ہوتی ہے جو اس کہنے والے کے جذبے سے آشنا (واقف) ہو، وہ اس کو جانتا ہو کہ مجھے یہ جو ''بیٹا'' کہہ کر پکارا جارہا ہے، یہ کتنی بڑی نعمت ہے، ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان یہ لفظ سننے کو ترس جاتا ہے۔

(اصلاحی خطبات جلد ۴ صفحہ ۲۵)

فائدہ....اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ وہ اپنے شاگردوں کو ''بیٹا'' کہہ کر پکاریں، جیسا کہ سیدنا نوح علیہ السلام اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات میں آتا ہے یاد رکھیں! اس طرح بولنے میں ایک حلاوت اور لذت ہے جو کہنے اور سننے والے کو محسوس ہوتی ہے۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

سزا کے بعد دُعاء

حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے شاگرد میرے سے مار تو سیکھتے ہیں لیکن میرے سے طلباء کو مانوس بنانا نہیں سیکھتے ایک وقت کسی طالب علم کو مارتا ہوں تو دوسرے وقت اس کے بعد اس کو ایسا خوش کرتا ہوں کہ وہ ساری مار بھول جاتا ہے۔ (سوانح فتحیہ صفحہ ۲۲۷)

📖 ....ایک صاحب نے حضرت قاری (رحیم بخشؒ) سے سوال کیا کہ حضرت مجھے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ آپ طلبہ پر سختی بھی کرتے ہیں مارتے بھی ہیں یہ طلبہ روتے رہتے ہیں مگر مدرسے سے بھاگنے کا نام نہیں لیتے آخر اسمیں راز کیا ہے؟

(تو) حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا تمہیں تعجب اسلیئے ہورہا ہے کہ تم صرف دن کی روشنی میں ان طلبہ کو روتے ہوئے دیکھا اگر تم رات کے اندھیرے میں ان کیلیئے مجھے روتا ہوا دیکھ لو تو تمہیں تعجب نہ رہے اور کبھی ایسا سوال نہ کرو۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۰۳)

📖 ....حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپکی ایک خاص عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ تہجد کے وقت شاگردوں کی کامیابی کیلیئے نہایت تضرع وزاری کیساتھ رُورُو کر خوب ہی خوب دعائیں کیا کرتے تھے، تازیست (وفات تک) آپکا یہی معمول رہا اور اسکو آپ کامیابی کا گُر اور اسکی بنیاد قرار دیا کرتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ (سوانح فتحیہ صفحہ ۲۲۶)

📖 ....حضرت مولانا قاری تقی الاسلام دہلوی مدظلہٗ (لاہور) استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ویسے تو آپ کی طبیعت بہت نرم تھی، غصہ نام کو نہ تھا، لیکن جب جلال آجاتا تو پھر اللہ ہی اللہ۔ اس کے باوجود تمام طلبہ کو حضرت کیساتھ والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ کوئی بدبخت ہی ایسا ہوگا جو من مانی کرتا ہوگا۔ ورنہ سب ہی مطیع وفرمانبردار اور جان دینے والے اور ہر ایک کا یہی گمان کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں مجھ پر سب سے زیادہ نظرِ شفقت ہے یعنی ہر ایک اپنی جگہ مطمئن یہی وجہ تھی کہ آنے والے آتے اور تعلیم پوری کر کے جاتے اور جانے کے بعد بھی رابطہ منقطع نہ کرتے۔ (سوانح قاری محمد شریفؒ صفحہ ۴۸)

📖 ....استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ اپنے شاگردوں کیلیئے جتنے سخت نظر آتے تھے اسی

قدر انہیں اپنے تلامذہ سے محبت وشفقت تھی اور اس شفقت کا ظہور مختلف انداز سے ہوتا تھا۔ الغرض! آپ کی خصوصیات میں سے طلباء کیساتھ آپ کا وہ شفقت ومحبت کا برتاؤ ہے جس نے طلباء کو ان کا گرویدہ بنادیا تھا عموماً آپ طلباء کیساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اگر بوقتِ ضرورت سختی فرماتے تو بعد میں اتنا پیار بھی کرتے کہ طلباء پہلی سختی قطعی بھول جاتے گویا زخم پر مرہم رکھ دیتے آپ طلباء کی راحت وآرام کا انتہائی خیال رکھتے۔ طلباء کی اصلاح اور اخلاق کی درستگی کی طرف آپ خاص طور سے توجہ دیتے اور ان کے اعمال وافعال کی خوب نگرانی رکھتے ان کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے چشم پوشی فرماتے۔ ان کی چیزوں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنے پاس سے انہیں کھلاتے اور موقع بہ موقع مدرسہ یا مسجد یا گھر میں انہیں کھانے پر مدعو فرماتے اور بااِصرار خوب پُر تکلف کھانا کھلایا کرتے اور حیثیت کے مطابق ان پر دادودہش (خدمت ایثار) کرنے کے عادی تھے طلباء کی تعلیمی فراغت پر ان کیلئے پڑھانے کی جگہوں کا بطورِ خاص فکر واہتمام فرماتے۔ بلکہ منتظمین ومہتممینِ مدارس سے تنخواہوں کے بارہ میں کافی ردوقدح فرماتے۔ تاکہ یہ اساتذہ اپنی ضروریات سے فارغ البال ہوکر اور اپنی معاش سے مطمئن ہوکر خوب دل جمعی اور پوری یکسوئی وبے فکری سے تعلیمی فرائض سرانجام دیں۔ آپکے شاگردوں میں یہ بات پائی جاتی تھی کہ کبھی حضرت قاری صاحبؒ سے کھل کر اور بے باک ہوکر گفتگو نہ کرتے ادب ورُعب مانع رہتا جو آپ نے پوچھ لیا۔ اس کا جواب دیدیا اور بس۔ باوجودیکہ آپ کی شفقت بھی بے پناہ تھی آپ کے سبھی شاگرد فرداً فرداً یہی سمجھتے تھے کہ حضرت کو جتنی محبت مجھ سے ہے اوروں سے نہیں، سب سے زیادہ محبت مجھی سے ہے۔ (دلکش نقش صفحہ ۴۸)

معاف کرواور فراموش کرو

حدیث میں رسول اللہ (ﷺ) کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ کی طرف سے منادی ہوگی کہ جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ہے وہ کھڑا ہوجائے تو اس وقت وہ لوگ کھڑے ہوں گے، جنھوں نے لوگوں کے ظلم وجور کو دنیا میں معاف کیا ہوگا۔

(معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۱۸۹ ر کراچی/ انوار البیان جلد ۱ صفحہ ۵۵۲/ معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۵۳ رشہداد پور)

📖.... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ باعزت کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو قدرت ہوتے ہوئے معاف کردے۔ (انوار البیان جلد ۱ صفحہ ۵۵۲)

عجیب واقعہ.... حضرت امام بیہقیؒ نے حضرت سیّدنا علی ابن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدینؒ) کا ایک عجیب واقعہ

نقل فرمایا ہے کہ آپ کی ایک کنیز آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت علی ابن حسین رضی اللہ عنہ کے اوپر گرا، تمام کپڑے بھیگ گے، غُصہ آنا طبعی امر تھا، کنیز کو خطرہ ہوا، تو اس نے فوراً یہ آیت پڑھی وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یہ سنتے ہی خاندانِ نبوّت کے اس بزرگ کا سارا غُصہ ٹھنڈا ہو گیا، بالکل خاموش ہو گئے، اس کے بعد کنیز نے آیت کا دوسرا جملہ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ پڑھ دیا، تو فرمایا کہ میں نے تجھے دل سے بھی معاف کر دیا، کنیز بھی ہوشیار تھی، اسکے بعد اس نے تیسرا جملہ بھی سُنا دیا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ میں اِحسان اور حُسنِ سلوک کی ہدایت ہے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ لوگوں کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دینا انسانی اخلاق میں ایک بڑا درجہ رکھتا ہے، اور اس کا ثوابِ آخرت نہایت اعلیٰ ہے۔ (معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۱۹۰)

سزا کے بعد تلافی کی آسان صورت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنی زیادتی کی تلافی کرنا چاہے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ سزا کے بعد بچوں کیساتھ شفقت کرو۔ اور جس پر زیادتی کی ہے اس کیساتھ احسان کرو یہاں تک وہ خوش ہو جائے جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کے طمانچہ مار دیا تھا۔ پھر اس کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا۔ پھر دوسرے نوکر سے کہا اس سے پوچھو، اب کیا حال ہے۔ کہنے گا کہ میں تو دُعا کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے۔ بس یہ طریقہ تلافی کا بہت اچھا ہے اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی اثر نہ ہوگا اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائیگا اور جب میاں جی (استاذ صاحب) کا ایک دو دفعہ کرنے میں خرچ ہوگا تو آئندہ کو خود بھی ذرا سنبھل کر مارا کریں گے۔

فائدہ.... سزا کے بعد بچوں کو خوش کرنے کی اسلئے بھی ضرورت ہے کہ ان کے دل میں معلّم کی طرف سے بغض وعداوت نہ پیدا ہو جائے جو علم کی محرومی کا سبب ہے۔

(تحفۃ العلماء، جلد ۱، صفحہ ۴۳۰/تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۷۹)

📖.... حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں میں طلبہ کو سزا کے طور پر کبھی کبھی مار بھی دیا کرتا تھا لیکن بعد میں اسکی تلافی اور دلداری میں کسی کو چار آنے اور کسی کو آٹھ آنے حسبِ موقعہ دیا کرتا تھا، بہت سے طلبہ تو اس انتظار میں رہتے کہ شیخ سزا دے دیں تو ہمیں پیسے ملیں، جس سے (ہمارا) ہفتہ عشرہ کا خرچ چل جائے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۷۷)

تربیت میں اسلاف کا طریقِ کار

آنحضرت ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم بچے کا حق کیسے پہچانیں؟ اور اسے کیسے تربیت دیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گتھی کو سلجھایا ہے اور تربیت کیلئے مناسب زمانہ کا تعین فرمایا ہے۔

(۱)....ولادت سے سات برس کی عمر تک۔

(۲)....سات برس کی عمر سے ۱۴ سال کی عمر تک۔

(۳)....چودہ سال سے اکیس سال کی عمر تک۔

(۴)....فرمایا (پہلے) سات سال تک اپنے بچے کیساتھ کھیلو۔

(۵)....سات (دوسرے) سال اسے ادب سکھاؤ۔

(۶)....پھر (تیسرے) سات سال اس کیساتھ دوستی کرو۔

(۷)....پھر (اکیسویں سال کے بعد) اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔

(۸)....آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بچے کا والد پر یہ حق ہے کہ اسے حُسنِ ادب (تربیت) کی تعلیم دے۔

فائدہ....سلف صالحینؒ نے بچوں کی تربیت وادب کیلئے ایک واضح راستہ کا انتخاب کیا ہے' کہ والد یا تو خود اس اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہو یا پھر اپنا بچہ کسی با اعتماد مربی کے سپرد کردے۔ (اولاد کی تربیت صفحہ ۴۰۸)

طلباء کی عملی تربیت کا نصاب

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وضو کی چودہ سنتوں کو ترتیب وار طلباء کو زبانی یاد کرادیے جائیں۔

(۱)....نیت کرنا (۲)....بسم اللہ پڑھنا (۳)....دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۴)....مسواک کرنا (۵)....کلی کرنا (۶)....ناک میں پانی ڈالنا (۷)....ڈاڑھی کا خلال کرنا (۸)....ہاتھ پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا (۹)....ہر عضو کو تین بار دھونا (۱۰)....ایک بار تمام سر کا مسح کرنا (۱۱)....دونوں کانوں کا مسح کرنا (۱۲)....ترتیب سے وضو کرنا (۱۳)....پے در پے کرنا یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا عضو دھولے۔

📖....مزید ارشاد فرمایا کہ اپنے طلباء کو کھانے پینے کی ۱۵ سنتیں بھی زبانی یاد کرادیں اور ان کی کاپیوں میں نوٹ بھی کرادیں (۱)....دسترخوان بچھانا (۲)....دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا (۳)....بسم اللہ پڑھنا (۴)....اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا (۵)....اپنے سامنے سے کھانا (۶)....تین انگلیوں سے کھانا (۷)....پلیٹ یا پیالہ کو

انگلیوں سے خوب چاٹ لینا (۸)..... اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا (۹)..... کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا (۱۰)..... ٹیک لگا کر نہ کھانا (۱۱)..... کھانے کے بعد کی دعا پڑھنا (۱۲)..... پہلے دستر خوان اٹھا کر پھر اٹھنا (۱۳)..... دستر خوان اٹھانے کی دعاء پڑھنا (۱۴)..... کھانے کے بعد ہاتھ دھونا (۱۵)..... ہاتھ دھوکر پھر کلی کرنا۔ (تحفۃ المدارس جلد۲ صفحہ ۱۳۴)

پچاس گناہ کبیرہ کی تفصیل

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کے خلیفہ اجل مصلح اُمت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی فرماتے ہیں کہ طلباء کو گناہ کبیرہ کے نام کی یاد کرائے جائیں تا کہ ابھی سے ان کے دلوں میں گناہوں کی نفرت ہو۔

(۱)...حقارت سے کسی پر ہنسنا (۲)...طعن کرنا (۳)...کسی کو برے لقب سے پکارنا (۴)...بدگمانی کرنا (۴)...کسی کا عیب تلاش کرنا (۵)...غیبت کرنا (۶)...کسی کو بلا وجہ برا بھلا کہنا (۷)...چغلی کھانا (۸)...تہمت لگانا (۹)...دھوکہ دینا (۱۰)...عار (شرم) دلانا (۱۱)...کسی کے نقصان پر خوش ہونا (۱۲)...تکبر کرنا (۱۳)...فخر کرنا (۱۴)...ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا (۱۵)...کسی کے مال کا نقصان کرنا (۱۶)...کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا (۱۷)...چھوٹوں پر رحم نہ کرنا (۱۸)...بڑوں کی عزت نہ کرنا (۱۹)...بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا (۲۰)...کسی دنیاوی رنج سے نہ بولنا (تین دن سے زیادہ چھوڑ دینا جائز نہیں) (۲۱)...کسی جاندار کی تصویر بنانا (۲۲)...کسی کی زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا (۲۳)...کسی ہٹے (صحت مند نوجوان) کا بھیک مانگنا (۲۴)...ڈاڑھی منڈانا یا یکمشت سے کم کٹانا (۲۵)...کافروں اور فاسقوں کا لباس پہننا (۲۶)...مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا (۲۷)...عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا (۲۸)...بدکاری کرنا (۲۹)...چوری کرنا (۳۰)...ڈاکہ مارنا (۳۱)...جھوٹی گواہی دینا (۳۲)...یتیموں کا مال کھانا (۳۳)...ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انکو دکھ دینا یعنی ستانا (۳۴)...بے خطا (ناحق) جان کو قتل کرنا (۳۵)...جھوٹی قسم کھانا (۳۶)...رشوت لینا (۳۷)...رشوت دینا (۳۸)...رشوت کے معاملہ میں پڑنا (۳۹)...شراب پینا (۴۰)...جوا کھیلنا (۴۱)...ظلم کرنا (۴۲)...کسی کا مال بغیر پوچھے لے لینا (۴۳)...سود لینا (۴۴)...سود دینا (۴۵)...سود لکھنا (۴۶)...سود کا گواہ بننا (۴۷)...جھوٹ بولنا (۴۸)...امانت میں خیانت کرنا (۴۹)...وعدہ خلافی کرنا۔ (تحفۃ المدارس جلد۲ صفحہ ۱۳۴)

﴿متفرقات﴾

مستقل مزاجی کامیابی کی ضمانت ہے

کہتے ہیں کہ کسی مقصد میں کامیابی کیلئے عزمِ مصمم، مضبوط قوتِ ارادی اور مستقل مزاجی بنیادی شرائط ہیں۔ تیمورلنگ تاریخ میں لرزندۂ جہاں کے نام سے جانا گیا جبکہ اس نے مستقل مزاجی کا درس ایک معمولی کیڑے (چیونٹی) سے لیا جس نے دیوار پر چڑھنے کیلئے بیسیوں بار کوشش کی تو کامیاب ہوئی۔

انسان (مدرّس) یہ طے کرلے کہ جس اِدارے میں کام شروع کروں اسی اِدارے سے ریٹائرمنٹ لوں۔

بزرگوں سے جب کامیابی کا راز پوچھا جاتا ہے تو ہنس کر دولفظوں میں جواب دیتے ہیں ''مستقل مزاجی'' انسان کو نوے (۹۰) فی صد کامیابیوں میں جو عنصر پنہاں ہے وہ ''مستقل مزاجی'' ہی ہے گو کہ کچھ دیگر محرکات بھی کارفرما ہوسکتے ہیں لیکن اصل چیز بہرحال ارادے کی پختگی ہی ہے۔

یہ بات بھی طے ہے کہ بغیر رکاوٹ، دشواری یا مشکلات کے منزل کا حصول ممکن نہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ بآسانی حاصل ہونے والی چیز میں وہ مزہ بھی نہیں جو تگ ودو اور جِدّ وجُہد سے ملنے والی شے میں ہے۔

تدریس اور اسمیں ترقی کوئی گڈے گڑیا کا کھیل نہیں ہوتا، اس کیلئے بڑی ہمت وحوصلے اور استقلال کی ضرورت ہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ مستقل مزاجی اور مسلسل محنت کی بدولت فلاں شخص ترقی کر کے سولہ گریڈ تک پہنچ گیا، فلاں شخص فلاں اسکول میں آٹھویں گریڈ میں ملازم ہوا تھا، اب سولہویں گریڈ میں پہنچ گیا ہے، آگے بڑھنے کا جذبہ اور کام میں لگن اسے تحریک دیتے رہے۔ انسان اِستقلال اور محنتِ شاقہ کی وجہ سے ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔

ایک شخص کسی مدرسے میں تعلیم الاسلام سے تدریس شروع کرتا ہے اور مستقل مزاجی کیساتھ لگے رہنے سے وہاں کے بڑے استادوں کی صف میں شامل ہوجایا کرتا ہے (اسی طرح شعبہ قرآن میں شروع ہوکر حفظ گردان تک کا کامیاب استاذ بن جاتا ہے۔ ابومعاویہ غفرلہٗ)

مسلمان جب بھی کوئی کام شروع کرتا ہے تو وہ اس یقین کیساتھ کرتا ہے کہ میں اسمیں ضرور کامیاب ہو ں گا، وہ پیش آمدہ مشکلات اور عارضی رکاوٹوں کیساتھ بہادرانہ جنگ کرتا ہے اور بالآخر ضرور کامیاب ہو جاتا ہے اور قانونِ قدرت ہمیشہ اس نتیجے کی تائید کرتا چلا آیا ہے۔ (مثالی اُستاذ حصہ دوم صفحہ ۲۰۶)

سبق آموز واقعہ

ایک روز حضرت جنید بغدادیؒ اپنے مریدوں کیساتھ بغداد کے ایک محلے سے گزر رہے تھے، اچانک دیکھا کہ چوراہے پر ایک لاش لٹکی ہوئی ہے جس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹا ہوا تھا۔ معلوم کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک چور اور ڈاکو تھا پہلے چوری کی سزا میں ہاتھ کٹا لیکن اس نے چوری نہیں چھوڑی، پھر پکڑا گیا اور اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے قتل کیا اور آخر موت کی سزا دی گئی، یہ سن کر حضرت جنید بغدادیؒ آگے بڑھے اور اس کی لاش کے پاؤں کو چوم لیا۔ مریدوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اس چور اور قاتل کے پاؤں کو حضرت جنید بغدادیؒ جیسا شیخِ کامل کیوں چوم رہا ہے۔ مریدوں نے پوچھا کہ حضرت یہ شخص تو عادی چور اور قاتل ہے آپ نے اس کا پاؤں کیوں چوما؟ فرمایا! "میں نے اس شخص کے پاؤں کو نہیں بلکہ اس کی اِستقامت اور مستقل مزاجی کو چوما ہے کہ یہ اِستقامت اگر دین کے کاموں میں صرف ہوتی تو پتا نہیں یہ شخص کس مقام پر ہوتا۔

فائدہ.... جب بھی کسی مدرسہ، اسکول، جامعہ میں تدریس شروع کی جائے تو کمزور اور بودے خیالات کو دل سے نکال کر آہنی عزم، سنگین استقلال اور روشن اُمیدوں کیساتھ یہ کام شروع کیا جائے اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ پوری سرگرمی وانہماک اور دلی توجہ کیساتھ اپنے کام کو انجام دیں گے اور بفضلہٖ تعالیٰ اسمیں ضرور کامیاب ہوں گے۔

فائدہ.... کہتے ہیں کہ کامیابی کیلئے لیاقت وقابلیت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی محنت و اِستقلال کی ہے کوک کا مقولہ ہے کہ "بہت سے کام نہیں بلکہ ایک ہی کام بہت سا کرنا چاہیئے"۔ (مثالی اُستاذ حصہ دوم صفحہ ۲۰۶)

ایک محقق کا قول

ایک محقق کہتا ہے کہ "زندگی بھر کی عقلمندی کا کام یکجائیت ہے اور ہزار خرابی ہر جائیت میں ہے۔ اس دنیا میں جس قدر بڑی شخصیات گذری ہیں انہوں نے اپنی طاقت کو یکجا کیا ہے انہوں نے ایک مرکز پر اس وقت تک اپنے ہتھوڑے سے متواتر چوٹیں لگائی ہیں جب تک کہ ان کا مقصد پورا نہیں ہو گیا۔ (مثالی اُستاد حصہ دوم صفحہ ۲۰۶)

تدریس چھوڑنے کا نتیجہ

محقق العصر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ تدریسِ قرآن میں لگ جانے کے بعد اسکو ہرگز مت چھوڑیں ورنہ قرآنِ پاک آپ کو چھوڑ دیگا، بیشمار واقعات و تجربات سے ثابت ہے کہ ایسے حضرات جو تدریسِ قرآن چھوڑ دیتے ہیں جب تک واپس اپنے قرآنی مشن اور پڑھنے پڑھانے کی لائن پر نہیں آجاتے ہمیشہ بدحال و پریشان مصیبت زدہ تنگدست رہتے ہیں۔ حوادث و مقدمات اَمراض و مشکلات قرضوں اور طرح طرح کی پریشانیوں میں گھر جاتے ہیں سر سے پیر تک آفات و بلّیات کا شکار ہو کر اُن کے اندر غرق ہو جاتے ہیں کوچے کوچے میں بھٹکتے اور دَردَر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں تا آنکہ رُجوع و توبہ اور استغفار کر کے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر دوبارہ اِس کام میں لگ جانے کا پختہ عہد اللہ تعالیٰ سے نہ کرلیں۔

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۲۲/صفحہ ۸۳ حاصل پور)

تنخواہ کیوں لی جاتی ہے

دنیاوی ضروریات تو سب کیساتھ لگی ہوئی ہیں ہم بھی ان ضروریات سے بے نیاز نہیں ہوسکتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہُ ہمارا رب باعزت طریقے سے ہماری معاشی ضروریات بھی پوری کر رہا ہے اخلاص کیساتھ مقدس کتاب کی خدمت کرنے والوں کو وہ (ذاتِ باری تعالیٰ) کبھی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیتا ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں دنیا بھی مل رہی اور ہماری آخرت بھی بن رہی ہے۔ (ان شاءاللہ) (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۹۰)

📖 ....آجکل عموماً علم دین پڑھنے پڑھانے والے (اکثر) ایسے حضرات ہوتے ہیں جن کا (دوسرا) کوئی ذریعہ معاش نہیں ہوتا اور اگر کوئی ذریعہ اختیار کیا جاتا ہے تو خدمتِ دین کماحقہٗ ادا نہیں ہوسکتی (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) اسلیئے تنخواہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کو مقصود نہ بنایا جائے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۱۲)

تنخواہ کو مقصود نہ سمجھ لیا جائے

اساتذہ کرام تنخواہ ضرور لیں لیکن خدارا تنخواہ اور رُوپے پیسے کو اپنی تدریس کا مقصد ہرگز نہ بنائیں بلکہ آپکا اصل مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیئے اگر آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے صبح و شام تک قرآن کریم پڑھائیں گے تو اللہ کی قسم! (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آپکو اتنا اجر و ثواب ملے گا جسے دنیا کا کوئی کلکولیٹر اور کمپیوٹر شمار ہی نہیں کرسکے گا اور ان شاءاللہ دنیا بھی ذلیل ہو کر آپ کے قدموں میں آئیگی۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۹۱)

کم تنخواہ اور اِستقامت کا مظاہرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) کی خدمت میں پانچ سو روپے تنخواہ کی پیشکش کی گئی جو آجکل کے حساب سے کئی ہزار روپے کی رقم ہوتی ہے فرمایا (لوگ) مجھے صاحب کمال سمجھ کر بلاتے ہیں مگر مَیں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا یہ کہہ کر انکار کر دیا اور لوجہ اللہ (اللہ کی رضا کی خاطر پہلی جگہ پر رہ کر) دین کی خدمت میں لگے رہے۔ (آداب المعلّمین صفحہ ۲۰/تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۱۲)

📖 ....ریاست بہاولپور میں جب جامعہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی تو نواب صاحب (بہاولپور) نے علماء کرام سے پوچھا کہ مدرسے کی آبادی کی کیا صورت ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کو ایک عالمِ باعمل کا نام بتادیں گے۔ آپ انہیں کام کیلئے یہاں لے آنا تو مدرسہ خود بخود (تعلیم کی وجہ سے آباد) ہو جائیگا۔ نواب صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے (نواب صاحب نے علماء سے کہا کہ) ہیرا آپ چنیں قیمت میں لگا دوں گا۔

☆ ....جب عمارت مکمل ہوگئی تو نواب صاحب نے پوچھا کہ کس عالم کو یہاں کا انتظام و انصرام سپرد کرنا ہے۔ علماء کرام نے حضرت مولانا محمد قاسم نوتوی رحمۃ اللہ کا نام پیش کیا۔ نواب صاحب نے پوچھا کہ دیوبند میں کیا مشاہرہ لے رہے ہوں گے۔ جواب ملا دو یا تین روپے ماہانہ۔ نواب صاحب نے کہا کہ آپ وفد کی صُورت میں جا کر انہیں دعوت دیں اور بتائیں کہ انہیں یہاں تعلیم و تدریس کی ہر آسانی ہوگی۔ مزید برآں انہیں سو روپے ماہانہ مشاہرہ بھی پیش کیا جائیگا۔ علماء کرام نواب صاحب کی اس فراخدلی پر بہت خوش ہوئے اور کچھ عرصے بعد ایک وفد کی صورت میں دیوبند حاضر ہوئے۔ حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی خصوصیت نہایت شرح وبسط کیساتھ بیان کیں۔ نواب صاحب کی دیندارانہ اور فیاضانہ طبیعت کا نقشہ بھی خوب کھینچا اور یہ بھی بتایا کہ وہاں جانے کی صورت میں آپ کو سو روپے ماہانہ مشاہرہ عطا کیا جائیگا۔ حضرت نانوتویؒ نے یہ سن کر جواب دیا کہ یہاں میرا مشاہرہ تین روپے ماہانہ ہے۔ دو روپے میرے گھر کا خرچہ ہے اور تیسرا روپیہ میں فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ اگر میں بہاولپور چلا گیا اور مجھے ماہانہ سو روپے ملے تو دو روپے تو میرے گھر کا خرچہ کے ہوں گے اور بقیہ اٹھانوے روپے مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے سارا دن اسی کام میں مشغول رہنا پڑے گا۔ میں پھر تعلیم و تدریس کا کام کیسے کروں گا؟ لہٰذا میں وہاں جانے سے معذور ہوں۔ علماء کرام یہ جواب سن کر لاجواب ہو گئے۔

فائدہ.....دین کی محنت کرنے والے حضرات جس قدر اِستغناء سے کام کریں گے اسی قدر دینی محنت کے گہرے اثرات ہوں گے۔ انہیں چاہیئے کہ اُمراء کو اِستغناء کی چھری سے ذبح کریں۔ دنیا سے جتنی بے رغبتی ہوگی دین کی شان وشوکت اتنی زیادہ ہوگی۔ سلف صالحینؒ تو ایسے شاگرد سے ہدیہ بھی قبول نہ فرماتے تھے جس پر دین کا رنگ نہ چڑھا ہو یا جو اِحسان جتا کر ہدیہ دے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۵۸)

عملی مثال.....شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ریاست بہاولپور (جامعہ اسلامیہ) میں بہت زیادہ مشاہرہ پر کام کررہے تھے۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ بانی جامعہ اشرفیہ (لاہور) نے خط لکھا کہ حضرت! آپ امیروں کی بریانی تو کھاتے رہتے ہیں ہم فقیروں کی دال قبول فرمائیں۔ حضرت کاندھلویؒ نے بغیر کسی تفصیل معلوم کیئے وہاں اِستعفٰی پیش کیا اور بقیہ زندگی جامعہ اشرفیہ میں دینی خدمت کرتے کرتے گزاردی۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۵۸)

📖 .....شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ (متوفی ۱۴۰۲ھ) کی خدمت میں ڈھاکہ، حیدرآباد (دکن) سے کئی مرتبہ خطوط آئے لوگوں نے باصرار بُلانا چاہا، اور آجکل (تقریباً ۱۹۷۰ء یا کچھ سال پہلے کے زمانہ) کے حساب سے تقریباً تین ہزار ماہوار تنخواہ مقرر کی مگر (حضرت شیخ الحدیثؒ نے) منظور نہ فرمایا اور یہ لکھ کر انکار کردیا۔

مجھے جینا ہی نہیں ہے بندۂ احسان ہوکر

اور بغیر کسی معاوضہ کے جو کام تدریس وتالیف کا مظاہرِ علوم میں دے رہے تھے اسمیں لگے رہے۔

فائدہ.....تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ آپ بیتی (اسمیں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے اور اکابر حضرات کے حالات جمع فرمائے ہیں)۔ (آداب المعلمین صفحہ ۲۰/تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۱۲)

📖 .....اہلِ قرآن اِس بات کو ملحوظِ خاطر رکھیں کہ اُن کے اندر دُنیوی جاہ وعزّت اور دُنیاداروں کے مال ومتاع میں حرص وطمع کا جذبہ ہرگز کارفرمانہ ہو ورنہ اُن کی ساری محنت اَکارت (ضائع) ہوجائیگی بلکہ اُس کی بجائے اُخروی اجر ونفع کے اُمیدوار رہیں۔

📖 .....جب مدرّسِ قرآن تدریس قرآن کیلئے مَسندِ تدریس پر رونق افروز ہو تو اس کیلئے لائق ہے کہ قرآنی آداب کیساتھ موصوف ہو۔ قرآنی ثواب کا صِرف اللہ عزّ وجلّ سے اُمیدوار ہو اور قرآن کے ذریعہ تمام ماسوی اللہ سے بے نیاز ہوجائے۔ اپنی ذات کو متواضع وحقیر سمجھے تاکہ اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ رفیع وبلند ہوجائے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۶۷۔ ملتان/صفحہ ۱۴۹ حاصل پور)

تنخواہ میں اِضافہ

حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کراچی کے ایک مدرسہ والوں نے حضرتِ والا کو دُوگنی تنخواہ پر بلایا، یہ بھی لکھا ہے آپ یہاں آجائیں آپکو مکان بھی اعلیٰ ترین دیں گے اور آپکی جگہ خیر المدارس (ملتان) میں جو مدرّس کام کرے گا اسکو بھی تنخواہ دی جائے گی اور آپکو بہت سی سہولتوں (کیساتھ) بھینس وغیرہ کی پیش کش کی تھی آپ نے مولانا خیر محمد جالندھریؒ (متوفی ١٩٧٠ء، مطابق ١٣٩٠ھ) کو وہ خط دِکھایا۔ حضرت مولاناؒ فرمانے لگے آپ جانا چاہتے ہیں کیا خیال ہے؟ (قاری صاحبؒ) فرمانے لگے جانے کا تو اِرادہ نہیں، معلوم نہیں وہاں کام جمے یا نہ جمے یہاں تو دل لگا ہوا ہے اور کام (بھی) جما ہوا ہے بس میں یہ چاہتا ہوں کہ یہاں ہی کچھ (تنخواہ میں) اِضافہ ہو جائے بس میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ آپ کی تنخواہ میں کچھ اِضافہ ہو گیا (اور تا حیات تقریباً چالیس سال تک جامعہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ حفظ، تجوید و قراءت کی تدریس فرمائی)۔ (سوانح فتحیہ صفحہ ٢٢٣)

📖 ....اگر ایک جگہ مقررہ تنخواہ سے گذارہ چل رہا ہے کام بھی چل نکلا ہے اور پھر کسی دوسری جگہ سے زیادہ تنخواہ کی پیشکش آجاتی ہے تو پہلی جگہ کو ہرگز نہ چھوڑیں، ورنہ تنخواہ گویا آپ کا اصل مقصود ہے، باقی تعلیمی کام چلنے نہ چلنے کا فیصلہ خود نہ کرے۔ بلکہ اساتذہ و ماہرانِ تعلیم کے سامنے معاملہ رکھ کر اُن سے فیصلہ طلب کرے، احقر (قاری محمد طاہر رحیمیؒ) کے نزدیک یہ ہے کہ اگر اُس جگہ ذہنی کلفت بے وجہ اعتراض کی وجہ سے ہے تو اسکو اپنی کامیابی تصور کرے، یہی کلفت دلیل کامیابی ہے۔ خوب محنت کرو اور جم کر اِسی جگہ کام کرو اِسی میں فیض و رفعت کا راز پوشیدہ پاؤ گے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ٣٧٧: ملتان/صفحہ ٤١٠ حاصل پور)

📖 ....ایک صاحب نے حضرت شیخ ممدوح (قاری رحیم بخشؒ) سے عرض کیا آپ حد سے زیادہ کیوں محنت فرما رہے ہیں کچھ تو آپ اپنے جسم پر رحم فرمائیں۔ جواب میں ارشاد فرمایا "وقت سے پہلے حاضر ہو کر عصر تک پڑھانا تو اسلیئے ہے کہ اپنے بال بچوں کے پیٹ میں حلال لقمہ جائے (یعنی تنخواہ حلال ہو) اس کے بعد پڑھانا اپنی قبر و حشر کیلیئے ہے"۔ (دلکش نقش صفحہ ٢٢)

تنبیہ....نہایت افسوس کیساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس دور میں دینی خدمت میں بھی دنیا مقصود ہوتی ہے کم ایسے لوگ ملیں گے جو دین کی خدمت برائے دین کرتے ہوں چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک جگہ عمر کا ایک حصہ گذارنے کے بعد جیسے ہی زیادہ رقم کی جگہ ملتی ہے تو اس جگہ چلے جاتے ہیں خواہ جہاں سے جا رہے

ہیں وہاں دین کا کتنا ہی نقصان ہو جائے (اسکی قطعاً کوئی پرواہ نہیں) اور جہاں جار ہے وہاں کچھ بھی کام نہ ہو سکے۔ (آداب المعلمین صفحہ ۲۲)

مدرسین کی حالت

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں (بعض) مدرّسین کی یہ حالت ہے کہ تنخواہ پر جھک جھک (فضول باتیں) کرتے ہیں اسی لئے کسی مدرسہ کے مہتمم کو اپنے کسی مدرّس پر اعتماد نہیں ہوتا کہ یہ رہے گا یا نہیں کیونکہ کسی دوسری جگہ سے پانچ روپیہ زائد پر بھی دعوت آگئی تو (یہ) مدرّس صاحب فوراً اس مدرسہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چل دیں گے (جیسا کہ راقم الحروف کے علم میں بہت سے مدرسین ہیں) اگرچہ وہاں (جہاں اب جار ہے ہیں وہاں) دین کی خدمت زیادہ نہ ہو اور پہلی جگہ (جس جگہ کو چھوڑ کر جارہے ہیں یہاں) دین کی خدمت زیادہ ہو رہی ہو (نیز یہاں ضرورت بھی ہو) اور گزر (اوقات اچھا) بھی ہو رہا ہے یہ صریح دین فروشی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو محض تنخواہ مقصود ہے دین کی خدمت مقصود نہیں (جیسا کہ آجکل بعض جگہ ہو رہا ہے) البتہ اگر پہلی جگہ میں گزر (اوقات صحیح طور پر) نہ ہوتا ہو ضرورت میں تنگی پیش آتی ہو تو دوسری جگہ جانے کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ تنگی واقعی (ہی) ضرورت میں ہو۔ (تحفۃ العلماء صفحہ ۱۹۶)

تدریس میں خیانت

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بعض مدرسین مدرسہ سے تنخواہ تو پوری وصول کر لیتے ہیں مگر مدرسہ کی طرف سے جو کام اُنکے ذمہ ہوتا ہے اسکو پورا نہیں کرتے کبھی سبق میں دیر سے پہنچتے ہیں کبھی بلا وجہ سبق کا ناغہ کر دیتے ہیں کبھی سبق میں بے ضرورت اور بے فائدہ باتیں کرتے ہیں جس سے سبق کی کمیت اور کیفیت کا نقصان ہو جاتا ہے یہ سب باتیں امانت و دیانت کے خلاف ہیں خیانت اور تطفیف میں داخل ہیں۔

(تحفۃ المدارس جلد اصفحہ ۳۴۰)

📖 .... مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مقررہ حق سے کم کرتا ہے وہ بھی تطفیف (کم کرنا) کے حکم میں ہے۔ مزدور، ملازم نے جتنے وقت کی خدمت کا معاہدہ کیا ہے اسمیں سے وقت چُرانا اور کم کرنا بھی اسمیں داخل ہے۔ وقت کے اندر جس طرح محنت سے کام کرنے کا عرف میں معمول ہے اسمیں سستی کرنا بھی تطفیف ہے اسمیں عام لوگوں میں یہاں تک کہ اہلِ علم (مدرسین وغیرہ) میں غفلت پائی جاتی ہے، اپنی ملازمت کے فرائض میں کمی کرنے کو کوئی گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ اعاذنا اللہ منھا.

(معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۶۹۴ کراچی)

📖 ....حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ حکومت کے کسی بھی ادارہ میں یا کسی انجمن یا مدرسہ وغیرہ میں ملازم ہیں انہوں نے معروف اصول وقواعد یا معاملہ اور معاہدہ کے مطابق جتنا وقت دینا طے کیا ہے اس وقت میں کمی کرنا اور تنخواہ پوری لینا یہ سب طفف ہے۔

تنبیہ....جو لوگ اُجرت پر کسی کے ہاں کام کرتے ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ جس کام پر لگا دیا گیا ہے اسے صحیح کریں اور پورا کریں۔ اگر غلط کریں گے یا پورا نہ کریں گے تو طفف ہوگا اور پوری اجرت لینا حرام ہے۔

تنبیہ....جو شخص کسی کام پر مامور ہے اور اس کام کے کرنے کیلئے ملازمت کی ہے اگر مقررہ کام کریگا اور رشوت لے گا تو یہ طفف ہے۔ رشوت تو حرام ہے ہی تنخواہ بھی حرام ہوگی۔ چونکہ جس کام کیلئے دفتر (یا درسگاہ) میں بٹھایا گیا وہ کام اس نے نہیں کیا (پورے مہینہ میں کتنی خلاف ورزی کی اسی حساب سے تنخواہ حرام ہوگی)

(انوار البیان جلد ۵ صفحہ ۵۹۸)

نصائح حضرت مولانا مسیح اللہ جلال آبادیؒ

مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ جلال آبادیؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں ایک فارغ التحصیل عالم نے جو کہ بیعت بھی ہیں عریضہ لکھا تھا۔ اس میں لکھا: بندہ کیلئے کچھ وصیت فرمائیں اور بندہ کے علاوہ دُو مدرّس اور ہیں ان کے متعلق کچھ نصیحت ارشاد فرمائیں۔ جواب میں حضرت والا دامت برکاتہم نے یہ تحریر فرمایا آپ دونوں کو ایک ہی بات ہے۔ اوّل....اخلاص۔ دوم....اِتحاد۔ سوم....وقت کی پابندی۔ چہارم....شفقت۔ پنجم....قناعت۔ ششم....نظر کی حفاظت۔ ہفتم....خلوت کا موقع طالب علم کو نہ دیا جانا۔ ہشتم....ذاتی خدمت طالب علم سے نہ لیا جانا۔ نہم....اس کے ذاتی ہدیہ تحفہ سے بحکمت عذر کرنا دہم طالب علم کو تحقیری کلمات سے اجتناب کرنا۔ آپ مہتمم ہیں ذمہ دار ہیں اِسلیئے عرض ہے کہ حساب کتاب صاف اور صحیح رکھنا اُستادوں کا اِحترام، نرم کلام کسی کی شکایت پر فریقین سے بلا تحقیق عملدرآمد نہ ہو۔

اُستاذ کیلئے یہ چیزیں ضروری ہیں

اِظہارِ استعداد.... تقویٰ....وقار....تراحم....حل کتاب....نظام وانتظام جو اپنے ذمہ نہ ہو اس میں دخل نہ دینا....طلبہ سے ذاتی خدمت نہ لینا....طالب علم خصوصاً اَمرد (بے ریش) کو تنہائی کا موقعہ نہ دینا، اگر اتفاق ہو جائے (کسی ضرورت سے آجاوے) تو دروازہ کا کھلا ہوا ہونا....قناعت۔

(مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ خلیفۂ ارشد حضرت تھانویؒ)

اِخراج کا آسان علاج

کسی طالب علم کے اندر کوئی خرابی ہوتو حُسنِ تدبیر سے اسکوخرابی سے نکالنے کی کوشش کی جائے اگر کوئی تدبیر کارگرنہیں ہورہی تو پھراس کا اِخراج کیاجائے۔مگرتربیت والاذہن نہ ہونے کی وجہ سے جوآخری اور مجبوری و الا علاج تھا،اس کواپنی آسانی کیلئے ابتداء ہی میں بروئے کارلایا جاتاہے،اس غلط طریقہ کااثر یہ ہوتاہے کہ سینکڑوں وہ طالب علم جن پر کچھ محنت کر کے اور ہدایتِ نبوی (ﷺ) کا طریقہ اختیار کر کے انکوسنوارا جاسکتا تھا جس سے وہ اُمت کیلئے اچھانمونہ اربابِ مدارس کی تن آسانیاں اور لاپرواہی بلکہ سچ پوچھئے تواسکی راہ کی ناواقفیت ان طلبہ کواس دولت سے محروم کردیتی ہے۔حضوراکرم ﷺ کی یہ تعلیم ہرگزنہیں اورنہ ہمارے اَسلاف کا یہ طریقہ رہاہے۔ (آداب المعلّمین صفحہ ۴۰)

طالب علم کورسوائی سے بچائیں

استاذ کو چاہیئے کہ شاگرد کواسکی کسی ناشائستہ ،حرکت پرنصیحت کرناہواوروہ حرکت ایسی ہو کہ اگرسب طلبہ کے سامنے ظاہرکردی جائے تواُسے شرمندگی ہوگی تو (استاذکو) چاہیئے کہ شاگرد کوتنہائی میں نصیحت کرے۔ اگرچہ بعد میں شاگرد کانام لئے بغیرنصیحت سے فائدہ دوسروں کوبھی ہوجائیگا۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۶۵/ آداب المعلّمین صفحہ ۳۷/ رحمۃ للعلمین صفحہ ۱۵/ مثالی اُستاذ صفحہ ۱۱۵)

طلبہ سے ہمدردی

استاذ الکل حضرت مولانا مملوک علیؒ کا حال یہ تھا کہ جب طالب علم بیمار ہوتا تواسکی قیام گاہ پر جاکر عیادت کرتے اوراسکی ہرطرح دلجوئی کرتے ، حالانکہ اس زمانہ میں دارالطلبہ کاانتظام نہیں تھا ،مختلف مساجداورمکانوں میں طلبہ رہتے تھے۔ (آداب المعلّمین صفحہ ۱۲)

📖....استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ کسی طالب علم کی کوئی تکلیف کودیکھ کر برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ چاہے بیمار ہویاکوئی حادثہ پیش آگیاہوتوعلاج کے معاملہ میں حضرت بڑی سے بڑی قربانی سے گُریزنہیں فرماتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ کوئی طالب علم تکلیف کومحسوس نہیں کرتا تھا کہ میں اپنے گھر میں ہوں یاسفر میں ہوں ۔حضرت بالکل اپنی اولاد کی طرح شاگردوں کا خیال رکھتے تھے ایسے موقعہ پر مدرسہ کی طرف سے جواِعانت ہوتی وہ ہوتی اپنی جیبِ خاص سے بھی بہت کچھ تعاون اورمددفرمایا کرتے تھے۔

حضرت کے کئی شاگرد ایسے بھی ہیں جنہیں حصولِ تعلیم کا شوق تو تھا، مگر حالاتِ زمانہ مخالف تھے اور مالی وسائل نہ تھے۔ حضرت نے ان کی آخر تعلیم تک خفیہ طور پر مالی مدد فرمائی اور سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہے کبھی اس کا کسی کے سامنے اِس احسان کا اظہار بھی نہ فرماتے، یہ کہ کسی کیساتھ احسان کر کے جتلایا نہیں۔

(سوانح حضرت قاری محمد شریف صفحہ ۴۶)

اپنا واقعہ: راقم الحروف جب استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ (متوفی ۶ رذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء بروز منگل) دار القراء لاہور میں تجوید پڑھ رہا تھا ایک مرتبہ جمعرات کو چند ساتھیوں نے دعوت کا پروگرام بنایا، کھانا کھانے کے دوران ہڈی کا ٹکڑا داڑھ میں پھنس گیا جس سے درد شدت اختیار کر گیا۔ تقریباً رات اڑھائی تین بجے کے قریب حضرت قاری صاحب اپنے گھر سے مدرسہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کون ہے جو رُو رہا ہے تسلی دیکر واپس تشریف لے گئے صبح کو تکلیف قدرے کم ہوئی ہماری جماعت کے ایک ساتھی قاری محمد اسحاق علاقہ سنانواں (ضلع مظفرگڑھ) نے مجھے بتلایا کہ کوٹ اڈو (ضلع مظفرگڑھ) میں مولانا مسعود احمد صاحبؒ (متوفی رمضان ۱۴۳۰ھ) داڑھ کے درد کا علاج (دم) کرتے ہیں طے یہ پایا کہ کوٹ ادو جانا چاہیئے۔ مغرب کے وقت حضرت سے اجازت چاہی تو حضرت نے فرمایا اتنی شدید گرمی میں کیسے سفر کرو گے (کیونکہ حضرت گرمی کی شدت سے بہت گھبراتے تھے) بہرحال رخصت کیساتھ چھبیس (۲۶) روپے بھی عنایت فرمائے کہ جاؤ علاج کراؤ! رات کو سفر کر کے علی الصبح کوٹ ادو پہنچا حضرت مولانا مسعود احمد صاحبؒ نے علاج کا عمل فرمایا۔ الحمد للہ! آج تک اُس داڑھ میں بلکہ کسی اور (داڑھ دانت) میں بھی تکلیف نہیں ہوئی حضرت کی ایسی شفقتیں ہر طالب علم کیساتھ وابستہ تھیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر اور درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ (امین)

(نوٹ) طلباء کیساتھ ہر طرح کی اِعانت اور ہمدردی کرنے والے ہر دور میں رہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہیں گے۔ اللہ جل شانہٗ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (امین)

ترتیل کے انداز میں مشق

اگر آپ کے پاس وقت ہو تو چند خوش الحان بچوں کو دو دو چار چار رکوع ترتیل میں بھی مشق کرا دیجئے۔ اس سے ایک تو آپ کے مدرسہ کی خوشبو دُور دُور تک پھیلے گی اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں اپنے بچوں کو قرآن حفظ کرانے کا شوق پیدا ہوگا۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنو میں تو چیز تھی ہی مگر تجوید القرآن چوک فرید امرتسر میں بھی تھوڑا بہت اس پر عمل ہوتا تھا اور پھر اسکے بعد مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور میں بھی اس

پرعمل ہوتا رہا کہ تجوید کے مستقل طلباء کے علاوہ بعض شہری بچوں کو بھی مشق کرائی جاتی تھی۔لیکن یہ چیز صرف ترغیب اور تشویق کی غرض سے ہی کی جانی چاہیئے،شہرت اس سے ہرگز مقصود نہ ہو،اور وہ بھی جبکہ استاذ کے پاس وقت ہو،یا مدرسہ میں اس کام کیلئے دوسرا استاذ رکھنے کی گنجائش ہو،ورنہ کوئی ضروری نہیں۔اگر وقت نہ ہونے کے باوجود یہ چیز کی جائیگی تو پھر اصل کام یعنی حفظ کا کام متأثر ہوگا۔

(قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۲۰۱)

تعلیم الاسلام بھی پڑھادیں

حفظ ختم کرانے کے بعد تو یہ چیزیں انہیں ضرور ہی پڑھادیں، کیونکہ حفاظ کو ان چیزوں کا پڑھانا اور یاد کرانا اور بھی ضروری ہے اور ان کیلئے ان چیزوں کا یاد کرنا کچھ مشکل بھی نہیں۔اسلیئے کہ جب وہ اتنا بڑا قرآن مجید پورے کا پورا اوراوّل سے آخر تک یاد کرچکے ہیں تو اب نماز اور چند دعاؤں کا یاد کرنا کیا مشکل ہے اور اگر دعاؤں کے یاد کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو زینت القرآن اور تعلیم الاسلام تو ضرور ہی پڑھادیں اور دعائیں وہی کافی ہیں جو قرآن مجید میں آئی ہیں اور اگر اتنا کرنے پر بھی آمادہ نہ ہوں تو کوشش کرکے تعلیم الاسلام تو ضرور ہی پڑھادیں اور تجوید کے چند موٹے موٹے قاعدے یعنی اظہار اخفا، مد، را،اور لفظ اللہ کے لام کی تفخیم وترقیق کے مسائل زبانی سمجھادیں، یا پھر رسالہ خلاصہ مسائل تجوید پڑھادیں۔ جہاں آپ نے اتنی محنت کی ہے وہاں تھوڑی سی اور کرلیں اور ہمت نہ ہار بیٹھیں۔

(قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۶)

طالب علم کو بخوشی اجازت دیں

استاذ کو چاہیئے کہ اگر کوئی شاگرد (کسی خاص) حالات کی مجبوری کی بناء پر اسکے پاس سے منتقل ہوکر دوسرے استاذ (یا) دوسرے مدرسے میں پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اسمیں اس کا فائدہ ہو تو (شاگرد کو بخوشی) اجازت دیدے دیانت داری کا تقاضا یہی ہے کہ خوشی خوشی دُعاؤں سے رُخصت کرے محض اپنے مدرسہ کی تعداد دکھانے یا حلقہ درسگاہ کی رونق قائم رکھنے کیلئے کسی کو رُوکنا مناسب نہیں،سوچنے کی بات ہے کہ جہاں طالب علم کا جی ہی نہ لگتا تو وہ وہاں رہ کر کیا کریگا؟ یا تو علم حاصل کرنے سے منحرف ہوجائیگا یا بددل ہوکر کسی دوسری جگہ بھاگ جائیگا (جیسا کہ بیسیوں مرتبہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے) ہاں پہلے تو اسکو خوب سمجھایا جائے اگر نہ سمجھے تو بخوشی اجازت دیدینا چاہیئے آجکل بعض اساتذہ ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنے ہاں رہنے کیلئے مجبور کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ طالب علم کسی کام کا بھی نہیں رہتا اسلیئے حکمتِ عملی سے کام لینا ضروری ہے۔(ابو معاویہ غفرلہ) (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۲۶)

دل میں کینہ نہ رکھیں

معلّم کو چاہیئے کہ اپنے دل کو پاک وصاف رکھے، کسی طالب علم سے ناخوش ہوکر کینہ نہ رکھے، اس سے دل سیاہ ہوتا ہے اور یہ خیال کرے کہ ان طلباء نے اپنے کو میرے حوالہ کردیا ہے، مجھے ان پر محنت کر کے اور انکو بنا سنوار کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے، یہ میری کھیتی ہے جو آخرت میں کام آئیگی۔

(آداب المعلّمین صفحہ ۴۱)

📖.....استاذ کو چاہیئے کہ ہر وقت یہ بات ذہن نشین رکھے کہ طلبہ کی تمام کوتاہیوں کے باوجود ہمیں یہی کام کرنا ہے۔ ممکن ہے اُن میں سے کوئی ایسے بھی نکل آئیں جو بارگاہِ الٰہی میں قبولیت پائیں اور اُستاذ کی بخشش کا ذریعہ بن جائیں۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۶۶)

تنبیہ......(آجکل بعض اساتذہ اپنے شاگردوں سے چھوٹی چھوٹی سی بات پر ناراض ہوجاتے ہیں جن کی شرعی حیثیت کچھ بھی نہیں ہوتی جیسا کہ سننے اور دیکھنے میں آتا ہے۔ ابو معاویہ غفرلہٗ)

بچوں کو ٹی وی سے بچایئے

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں مدرّسین کو یہ شکایت ہے کہ شہری بچے رات کو تو ٹیلیویژن دیکھتے رہتے ہیں اور پھر دن کو کلاس میں اپنے ہم جولیوں (ساتھیوں) کیساتھ رات کو دیکھے ہوئے مناظر کی داستان بیان کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی رات بھی ٹیلیویژن کی نظر ہوئی اور دن بھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب حفظ میں بھی پختہ اور ماہر صرف بیرونی اور مسافر طلباء ہی ہوا کریں گے (جیسا کہ مشاہدہ ہے) شہری بچے حفظ میں ماہر نہیں بن سکیں گے اور یہ پوری قوم کیلئے سانحہ ہے کہ کل تک جس چیز کو بانگ دُھل قرآن مجید کا اعجاز کہا جاتا تھا، رفتہ رفتہ اب اُمت اس سے بھی محروم ہوتی جارہی ہے۔ کیا یہ علم اُٹھ جانے کا پیش خیمہ تو نہیں۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۶۸)

📖.....حضرت مولانا مفتی محمد حنیف عبدالمجید مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ بچوں میں ٹیلی ویژن کا شوق بڑھتا جارہا ہے۔ بچوں کو ٹیلی ویژن اور ڈش کی وبا سے کیسے بچایا جائے؟ کیوں کہ یہ چیز براہ راست بچوں کیلئے ناقابلِ تلافی نقصانات کا پیشِ خیمہ ثابت ہورہی ہے مثلاً بچوں کی پڑھائی میں عدم دلچسپی، وقت کازیاں، بچوں کی آنکھوں پر ٹیلی ویژن سے نکلنے والی برقی شعاعوں کے مضر اثرات اور سب سے بڑھ کر آخرت کا نقصان، بے ہنگم جنسی خیالات، بدزبانی، اخلاقی بُرائیاں بے ہودہ اداکاروں، گویّوں، کھلاڑیوں کے نام رٹنا وغیرہ وغیرہ۔

تنبیہ..... بعض بچے تو اتنی دل چسپی لیتے ہیں کہ جسے ریاضت (مجاہدہ کرنا) کہنا چاہیئے، اور اتنے قریب سے ٹیلی ویژن دیکھنے کے عادی ہیں کہ ان کی گردن کے پٹھے متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے بچوں کیلئے ٹیلی ویژن ایک نشے کا سا اثر رکھتا ہے۔ ایسا نشہ چھڑانا والدین کیلئے دن رات کی پریشانی بن جاتا ہے۔ دراصل ٹیلی ویژن ہیروازم کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے کہ ناپختہ ذہن اس کا اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ٹیلی ویژن کو تفریح اور معلومات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، مگر اصل میں یہ ذہنی آلودگی پھیلانے کا باعث بن گیا ہے۔ دنیا بھر کے والدین کو اب یہ فکر لاحق ہو چکی ہے کہ بچوں کو ٹیلی ویژن کے مضر اثرات سے کیسے بچایا جائے۔ جبکہ حال یہ ہو چکا ہے کہ اب تو اسکی مضرتوں بلکہ فتنہ سامانیوں سے وہ ملک بھی پناہ مانگ رہے ہیں، جنھوں نے اس فتنہ گر کو وجود اور رَواج بخشا ہے۔ خدا جانے ہم کب تک انہیں کا تھوکا ہوا چاٹیں گے اور اسی میں شفاء سمجھیں گے۔

میر سادہ ہیں بہت، بیمار ہوئے جس کے سبب اُسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

آیئے! آج سے عزم کرلیں کہ اپنے گھر سے ٹی وی جو دراصل فواحش کے ٹی بی کی بیماری پیدا کرتا ہے فوراً نکال دیں گے کبھی بھی نہیں دیکھیں گے اپنے بچوں اور تمام نونہالوں کو بھی ٹی وی سے بچائیں گے۔

(مثالی اُستاذ حصہ دوم صفحہ ۱۲۸)

تین قسم کے قراء

قرآن سیکھو اور اس کے ذریعہ اللہ سے جنت کا سوال کرو، اِس سے پہلے کہ ایسے لوگ آجائیں گے جو قرآن کو سیکھ کر اس کے ذریعہ دُنیا کا سوال کریں گے کیونکہ قرآن تین طرح کے آدمی سیکھتے ہیں۔
(۱)..... ایک وہ جو اس کے ذریعہ فخر و غرور کریگا (۲)..... دوسرا وہ جو اس کے ذریعہ کھائیگا (۳)..... تیسرا وہ جو اسکو خالص اللہ کیلئے پڑھیگا۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۶۸۸/صفحہ ۳۸۹ حاصل پور)

بدعمل قراء (حفاظ و علماء)

تنبیہ..... یاد رکھیں کتابوں میں کہیں لفظ قاری کہیں حافظ اور کہیں عالم کا ذکر ہے محقق علماء کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے مراد اہلِ قرآن ہیں، ظاہر ہے کہ قرآن سے تعلق حافظ، قاری اور عالم ان تینوں حضرات کا ہے کیونکہ یہ حضرات قرآن مجید کی تعلیم سے درجہ بدرجہ وابستہ ہیں۔..... تعجب ہے کہ ہمارے زمانہ کے اکثر علماء صرف قراء کرام ہی مراد لیتے ہیں (جیسا کہ سننے میں آتا ہے) یہ غیر تحقیقی بات ہے۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

تنبیہ..... مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد علماء بھی ہیں۔ (معارفِ نبوی جلد اص ۲۱۸)

تنبیہ.... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک فرمان روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ اِس قرآن پاک کو ترتیل وتجوید سے پڑھیں گے جو اسکو اِس طرح پیتے چلے جائیں گے جس طرح پانی پیا جاتا ہے قرآن اُنکی ہنسلی کی ہڈیوں اورگلوں (حلق) سے نیچے نہیں اُتریگا (بوجہ بدعملی کے)

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ٦٨٩ ملتان/صفحہ ٣٩٠ حاصل پور)

تنبیہ.... (سیدنا حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ) قرآن صرف حروف حفظ کرنے کا نام نہیں جبکہ اسکی حدود ضائع کی جارہی ہوں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ایک حافظ وقاری فخر یہ انداز میں کہنے لگتا ہے، مَیں نے پورا قرآن پڑھا ہے اور اسمیں غلطی سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا ہے جبکہ واللہ! اُس نے پورے کا پورا قرآن چھوڑ دیا ہے کہ تم اُس میں نہ کوئی قرآنی اخلاق دیکھتے ہو اور نہ کوئی قرآنی عمل۔

تنبیہ....کوئی یوں کہنے لگتا ہے مَیں پوری سورت ایک ہی سانس میں پڑھ لیتا ہوں، واللہ! ایسے حفاظ نہ قراء ہیں نہ حکماء نہ اتقیاء، جب تک ایسے متکبر قراء موجود ہیں خدا کرے لوگوں میں مزید اِس قسم کے حفاظ وقراء کا اضافہ نہ ہو۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ٧٠٣/صفحہ ٣٩٥ حاصل پور)

تنبیہ ....عنقریب میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں (جاہل) قراء کی کثرت ہوگی اور فقہاء (اخلاص اور فہم وتفسیر کیساتھ پڑھنے والوں) کی کمی ہوگی اور علم اُٹھالیا جائیگا اور فتنہ وفساد بڑھ جائیگا پھر اسکے بعد (اِس سے بڑھ کر) ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں میری اُمت کے لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُنکے حلقوں سے نیچے نہیں اُتریگا (ریاکار وبدعمل قراء بہت ہو جائیں گے) پھر اسکے بعد (اِس سے بھی سخت) ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں خدا تعالیٰ کیساتھ شریک قرار دینے والے آدمی، مومن سے جھگڑا کریگا کہ جس طرح کے عقائد واَعمال وہ رکھتا ہے، اسی طرح کے وہ بھی رکھتا ہے (پھر کفر وایمان میں کیا فرق ہے؟)

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ٨٠٢/صفحہ ٤٤٣ حاصل پور)

تنبیہ.... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ہم میں عجمی وعربی ہرطرح کے لوگ ہیں جس طرح پڑھتے ہو پڑھتے رہو عنقریب ایک جماعت آنے والی ہے جو قرآن شریف کے حروف کو اس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے یعنی خوب سنواریں گے ایک ایک حرف کو گھنٹوں درست کریں گے اور مخارج کی رعایت میں خوب تکلف کریں گے اور یہ سب دنیا کے واسطے ہوگا آخرت سے اُن لوگوں کو کچھ بھی سروکار نہ ہوگا مقصد یہ ہے کہ محض خوش آوازی بیکار ہے جبکہ اس میں اخلاص نہ ہو، محض دنیا کمانے کے واسطے کیا جاوے۔ (فضائل قرآن صفحہ ٦٨)

تنبیہ.... قیامت کے دن میری اُمت کے قراء کی ایک جماعت کو پیش کیا جائیگا اور انہیں کہا جائیگا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! آپ ہی کی، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم کس سے (اپنی ضرورتیں) مانگتے تھے؟ تو کہیں گے اے ہمارے رب! آپ ہی سے، تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم کس سے مغفرت طلب کرتے تھے تو کہیں گے اے ہمارے رب! آپ ہی سے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو تم نے میری عبادت نافرمانی سے کی تھی اور تم نے مجھ سے زبان سے استغفار کیا لیکن تم دلوں سے دُور بھاگتے تھے پھر انہیں زنجیروں سے جکڑ دیا جائیگا اور تمام مخلوقات کے سامنے پھرایا جائیگا اور کہا جائیگا (اعاذنا اللہ منہا) یہ محمد ﷺ کی اُمت کے قاری حضرات ہیں۔

فائدہ.... مطلب یہ ہے کہ مقتضائے قرآن پر عمل کیا جائے اور پھر اپنی ضرورتیں دل و جان سے خدا ہی سے مانگی جائیں، ورنہ حفظ قرآن جتنا بڑا اعزاز ہے اسکی بے قدری پر اتنی ہی بڑی رسوائی ہے۔

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۸۰۳/صفحہ ۷۳ حاصل پور)

تنبیہ.... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے **اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مِنْ فَاتِحَتِهٖ اِلٰى خَاتِمَتِهٖ مَا يُسْقِطُ مِنْهُ حَرْفًا وَقَدْ اَسْقَطَ الْعَمَلَ بِهٖ** تم میں سے ایک آدمی سے **فاتحہ** سے **والناس** تک پورا قرآن اِس طرح پڑھ جاتا ہے کہ ایک حرف کی بھی کمی نہیں کرتا مگر دوسری طرف یہ حال ہوتا ہے کہ اُس نے عمل ایک حرف پر بھی نہیں کیا ہوتا۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۸۰۴/صفحہ ۷۳ حاصل پور)

تنبیہ.... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے قرآن کے حافظ!: قرآنی عمل کے ذریعہ آراستہ ہو اللہ تعالیٰ تجھے آخرت میں آراستہ فرمادینگے، قرآن کو لوگوں کے سامنے نمائش کا ذریعہ مت بنا ورنہ تجھے اللہ آخرت میں معیوب بنادیں گے، قرآن کے حافظ کیلئے لائق ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ رات کو لمبی عبادت کرے جبکہ لوگ سو رہے ہوں اور سب سے زیادہ آخرت کی لمبی فکر کرے جبکہ لوگ خوش ہو رہے ہوں۔

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۸۱۵/صفحہ ۷۹ حاصل پور)

تنبیہ.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے **اَكْثَرُ مُنَافِقِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قُرَّاؤُهَا** اس اُمت کے اکثر و بیشتر منافقین، قراءِ قرآن ہیں، اور قراء سے وہ علماءِ سُو اور اصحابِ اَہواء مراد ہیں جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ہیں مثلاً داڑھی منڈواتے ہیں، تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں، سگریٹ یا تمباکو نوشی کرتے ہیں، اصحابِ مناصب کیساتھ مُداہنت (خوشامد) کے مرتکب ہوتے ہیں، منصب یا عزت و جاہ یا مال کی خاطر اُنکے پاس چکر لگاتے ہیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے ہیں، رِبا کو نفع کا نام دیتے ہیں پردہ کو بدعت کہتے ہیں۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۸۱۷/صفحہ ۸۰ حاصل پور)

ایک اہم نصیحت

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کیلئے لائق ومناسب ہے کہ ان باتوں کواپنا شِعار بنالے کہ لوگ اِنہی باتوں کے ذریعہ اسکو پہچاننے لگے۔

اوّل....اُسکی رات (کی عبادت) کے ذریعہ، جبکہ لوگ سورہے ہوں۔

دوم....اُسکے دن کے (روزہ کے) ذریعہ، جبکہ لوگ بے روزہ ہوں۔

سوم....اسکے رنج وفکرِ آخرت کے ذریعہ، جبکہ لوگ خوش ہورہے ہوں۔

چہارم....اُسکے رونے کے ذریعہ جبکہ لوگ ہنس رہے ہوں۔

پنجم....اُسکی خاموشی کے ذریعہ، جبکہ لوگ اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگے ہوئے ہوں۔

ششم....اُسکی تواضع ونیازمندی کے ذریعہ، جبکہ لوگ تکبر میں مبتلا ہوں۔

فائدہ....حافظِ قرآن کیلئے لائق ہے کہ رونے والا، غمگین، حکیم، بُردبار، جاننے والا، پُرسکون وباسکینت رہے۔

تنبیہ....حافظِ قرآن کیلئے لائق نہیں کہ سخت دل اور غافل اور شور مچانے والا اور چلاّنے والا اور تیز مزاج ہو۔ (فضائل حفاظ القرآن ملتان ۶۹۵ صفحہ/صفحہ ۳۹۲ حاصل پور/آداب تلاوت صفحہ ۱۲۰)

﴿باب پنجم﴾

شعبہ قرآن مجید سے متعلق قیمتی مشورے

تربیتی کورس کی ضرورت

حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ احقر کے دل میں بارہا اس کا تقاضا ہوا کہ سال چھ ماہ کا کورس بنا کر چلانا تو شاید مشکل ہو، تاہم شعبان ورمضان کے دونوں مہینوں میں کوئی ترتیب ایسی بن جائے کہ دورۂ صرف ونحو یا دورۂ تفسیر کے طرز پر تعلیم وتربیت اور تدریس کے دورہ کیلئے کوئی طریق کار بنایا جائے اور شعبۂ تحفیظ سے وابستہ ممتاز ماہرین تعلیم سے وقت لیا جائے اوران کی آمد ورفت کا سامان کیا جائے اور علمی حلقوں میں اسکی تشہیر کرکے ان حضرات سے سبقاً تدریس کی تعلیم دی جائے۔ اُمید ہے کہ اس طریق کار سے بہت سے وہ اِبتدائی گوشے جو ایک نو آغاز مدرس سالہا سال کے تعلیمی تجربہ سے حاصل کر پاتا ہے وہ چند دنوں میں انکو حاصل کر سکے گا۔ نیز اسمیں قاعدہ سے لے کر کم از کم گردان کے آخری مرحلہ تک ورنہ قراءاتِ عشرہ کی تکمیل تک فنی طور پر طریق تدریس کا عبور کرا دیا جائے۔ طریق تدریس پر روشنی ڈالنے والے بزرگ اپنے تجربات بھی ان کے سامنے رکھیں، حسبِ ضرورت املا بھی کروائیں اور رمضان المبارک کے آخر میں ان کا باضابطہ امتحان لیا جائے اور مشورہ میں طے پا جائے تو انہیں اساتذہ کرام سے دستخطوں کیساتھ سند بھی جاری کر دی جائے جو ان حضرات کی اعتماد کی سند بھی ہوگی۔ اُمید ہے کہ اس طریق کار سے چھوٹے مدارس میں زیر تعلیم طلباء کرام تکمیل کے بعد حفظ وتجوید میں جامعات یا بڑے مدارس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے اور اس ٹھوس تعلیم کے نتیجے میں وہ بچہ ہمیشہ اسی مدرسہ کی طرف اپنی تعلیمی نسبت قائم رکھے گا جو مدرسہ کے نام روشن ہونیکا بھی باعث ہے۔

فائدہ...بہر حال یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے جن لوگوں کو ہم درسگاہوں کے ذمہ دار بناتے ہیں ان میں ذمہ داری کے اِحساسات نہیں ہوتے ان کے اندر یہ احساس پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس کیلئے خواہ کوئی بھی طریق کار اختیار کیا جائے مگر اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۹۷)

فائدہ.... حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ (بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد پاکستان) مدارس کے نظام تعلیم وتربیت کو بہت زیادہ مستحکم دیکھنا چاہتے تھے۔آپ کی دِلی خواہش تھی کہ مدارس ہر قسم کی سرگرمیاں چھوڑ کر صرف اورصرف اپنے مقصد یعنی تعلیم وتدریس اور تربیت کی طرف متوجہ ہوں تاکہ اُمت کو صحیح رجال کار میسر ہوں۔اس مقصد کیلئے آپ مدارس میں تعلیم دینے والے اساتذہ کی تربیت کو ضروری خیال فرماتے تھے کیونکہ یہ اساتذہ ہی وہ شخصیات ہیں جن کے ہاتھوں سے نسل نو تیار ہوتی ہے۔

(تحفۃ المدارس جلد ا صفحہ ۱۷۲)

شعبہ تحفیظ میں ایک مجموعی کمی کا بڑا سبب

مدارس میں عام طور پر طریقۂ تدریس کم سکھایا جاتا ہے اور اگر طلباء کرام کو تکمیل کے بعد اس کیلئے روکنے کی کوشش کی جائے تو وہ اسکی افادیت کو اہمیت نہیں دیتے ،فوری استاذ بننے کو ترجیح دیتے ہیں اور آئندہ جہاں جاکر وہ تعلیمی سرگرمیاں شروع کرتے ہیں وہاں بھی صرف سند دیکھ کر اور کچھ قابلیت کے حوالے سے سوالات کے بعد درسگاہ میں بٹھا دیا جاتا ہے اور طلباء کرام کے مستقبل کو مقدر کے حوالے کردیا جاتا ہے ۔نصیب اچھا ہوگا تو وہ بھی کچھ اچھے بن جائیں گے ورنہ نصیب کا گلہ نہ کرنا چاہئے۔

فائدہ....کاش !ہمارے مدارس میں حفاظ وقراء کرام اگر درس نظامی کی تکمیل کے بعد پڑھائیں تو نتائج بہت ہی حاصل ہوسکیں گے۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۲۶)

تنبیہ....اساتذہ کرام کیلئے فنی تربیت کا جہاں تک تعلق ہے تو اِس کا کوئی مستقل انتظام ہمارے مدارس میں نہیں ہے حتٰی کہ درجہ کتب میں بھی نہیں ہے۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۸۳)

فائدہ....حفظ قرآن کی تدریس کا اِنتہائی مشکل عمل ہے لہٰذا حفظ کی تدریس کو پہلے سیکھنا ضروری ہے۔

تنبیہ....کوئی شخص حفظ کی تدریس کو بغیر سیکھے شروع نہ کرے۔

فائدہ....شروع کرنے سے پہلے تدریس کو کسی ماہر استاذ سے سیکھ لیں۔ (مفید المدرسین صفحہ ۱۲/۱۰)

فنِ تدریس

تعلیم وتدریس ایک شریف اور قابلِ احترام فن ہے جس کیلئے کچھ شرائط اور آداب ہیں ،جن کا جاننا اوران کی عملی مشق کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے ہر فن کو سیکھنے کیلئے اسکی عملی مشق ضروری ہوتی ہے۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۶۶)

اِبتدائی تعلیم کیلئے عمر کا اعتبار

فرمایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ ضروری چیز نماز ہے اس کیلئے سات برس قرار دیئے تو میں (اشرف علی تھانوی بھی) یہی سمجھتا ہوں کہ یہی عمر پڑھنے کیلئے بھی مناسب ہے البتہ زبانی تعلیم اور یاد کرادینا یہ پہلے ہی سے جاری رکھے۔ (تحفۃ المدارس جلد اصفحہ ۴۳۲)

تنبیہ.... چار برس چار دن چار مہینے اپنی طرف سے تجویز کر کے لوگوں نے اب رسم مقرر کر لی ہے۔

(حضرت تھانویؒ) (تحفۃ المدارس جلد اصفحہ ۴۳۲)

📖.... چھ سال کی عمر سے تئیس سال کی عمر تک کا اٹھارہ سالہ عرصہ حفظ کیلئے بے حد سنہری اور بہترین زمانہ ہے۔ اس عمر کو بہت غنیمت سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس عرصہ میں انسان کا حافظہ ایسا تازہ اور مضبوط ہوتا ہے کہ جو چیز بھی یاد کرنا چاہیئے بہت جلد یاد ہو جاتی ہے اور پھر بہت دیر میں بھولتی ہے۔

☆.... تئیس سال کی عمر کے بعد حفظ بہت دیر میں ہوتا ہے البتہ بھول بہت جلد ہونے لگتی ہے کیونکہ اس عمر میں سمجھ تیز ہو جاتی ہے اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے جبکہ تئیس سال کی عمر تک سمجھ داری کا ملکہ کمزور اور اس کے مقابلہ میں حافظہ قوی ہوتا ہے۔ جبکہ سنہری اٹھارہ سالوں کی خوب قدر کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی خود اس پر عمل نہیں کر سکا ہے تو آگے اپنی اولاد کے بارے میں اس سنہری اصول کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ انسان بڑی عمر میں حفظ کی طاقت بالکل ہی کھو بیٹھتا ہے۔

فائدہ.... صِغرسنی (چھوٹی اور کم عمر) میں حفظ بہ نسبت بڑی عمر کے حفظ کے زیادہ پائیدار و مستحکم ہوتا ہے۔ ویسے بڑی عمر میں بھی تحصیل علم سے ہرگز دریغ نہ کرنا چاہیئے چنانچہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی عمر ہی میں علم کو حاصل کیا اور آگے اسکو نقل کیا ہے۔ (فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۸۶ ملتان/ حاصل پور صفحہ ۱۲۱)

فائدہ.... حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں اپنے نو عمر بچے ہمارے سپرد کرو کیونکہ اُنکی دل کی تختی بالکل صاف اور خالی ہوتی ہے لہٰذا وہ جو بات بھی سنیں گے وہ اُنہیں خوب یاد ہو جائے گی پھر جس بچے کے متعلق اللہ تعالیٰ کو تکمیل کرانا منظور ہوگا اسکی تکمیل بھی کرادیں گے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۷ ملتان/صفحہ ۱۲۲ حاصل پور)

طلباء کیلئے گھر کا ماحول

بچہ کیلئے سب سے پہلی درسگاہ اس کا گھر ہے جہاں سے قبول کئے ہوئے اثرات بچہ کے ذہن کی تربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور سنورنے یا بگڑنے کا باعث بنتے ہیں۔

☆ .... گھر میں حفظ کرنے والے بچہ کو کسی وقت کسی معاملہ میں بھی دوسرے بچوں سے کمتر نہ سمجھیں۔
☆ .... بچہ کو یہ تاثر کبھی نہ دیں کہ اس کا یہ وقت ضائع ہو رہا ہے اور دوسرے بچے علم حاصل کر رہے ہیں۔
☆ .... گھر میں حفظ کے بچہ کیلئے پڑھنے کا ایسا ہی اہتمام کریں جیسے اسکول کے بچوں کیلئے کیا جاتا ہے۔
☆ .... حفظ کرنے والے بچہ سے دوسرے بچوں کے مقابلہ میں گھریلو کام زیادہ نہ کرائیں بلکہ اس بچہ سے کم کام لیں کیونکہ اس کا کام پہلے ہی بہت اہم اور مشکل (محنت طلب) ہے۔
☆ .... کپڑے جوتے وغیرہ حفظ کے بچہ کو سب سے اچھے پہنائیں تاکہ اس کے شوق میں اضافہ ہو۔
☆ .... گاہے گاہے بچہ کے کام کا جائزہ لیا کریں کہ کتنا کام ہوا اور کیسا ہوا۔ غرض گھر کے ماحول میں حفظ کرنے والے بچہ کو دوسرے بچوں سے زیادہ عزت اور فوقیت دیں تحقیر و تذلیل کا برتاؤ نہ کریں۔ اگر کوئی دوسرا شخص بچہ کے سامنے توہین آمیز بات کرے تو فوراً منع کر دیں (اور ایسی ہی باتوں کا خیال ان بچوں کے متعلق بھی رکھنا چاہیئے جو مستقل مدارس میں مقیم رہ کر حفظ کرتے ہیں)

درسگاہ کا اِنتخاب

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور مدظلہٗ (جامعہ قاسم العلوم ملتان) فرماتے ہیں کہ اسکول کے بچوں کیلئے جیسے اعلیٰ اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے ایسے ہی قرآن پاک کی درسگاہ کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اسلیئے کہ محض قرآن پاک پڑھانا کافی نہیں بلکہ صحیح (تجوید سے) پڑھانا ضروری ہے۔ درسگاہ، استاذ اور ماحول میں ایسی کشش پیدا کرنی چاہیئے کہ حفظ کا بچہ اسکول کے بچوں کی نسبت زیادہ شوق سے درسگاہ میں جانے کا مشتاق ہو۔

(۱) .... درسگاہ میں صفائی کا خاص اہتمام ہو۔ (۲) .... ماحول تعلیمی ہو۔ (۳) .... مجموعی طور پر بچے صاف ستھرے رہتے ہوں۔ (۴) .... تعلیم کیساتھ اساتذہ کی نظر بچوں کی اخلاقی تربیت پر بھی ہو۔ (۵) .... سیاست کی الائشوں سے درسگاہ کا ماحول بالکل پاک ہو۔

فائدہ .... درسگاہ کا ماحول طلبہ کیلئے کشش کا باعث ہو، ذہنی تفریح کے سامان اور کھیل کے اوقات میں کھیل کا ماحول میسر ہو۔ اگر آپ ان تمام چیزوں کے انتخاب میں کامیاب ہو جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپکا بچہ کس شوق سے اور کتنی جلدی قرآن پاک حفظ کر کے پورے خاندان کیلئے نعمتِ عظمٰی ثابت ہوگا۔

(فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۶۳)

استاذ کا اِنتخاب

(۱)....بچہ کیلئے ایسے استاذ کا انتخاب کریں جو مار کر پڑھانے کے بجائے انتہائی شفقت ومحبت سے پڑھانے کا عادی ہو۔ عبادت گزار نیک ہو۔

(۱)....محنتی اور تجربہ کار ہو (حتی الامکان) ناغہ نہ کرتا ہو، ٹیوشنوں میں مبتلا نہ ہو، ڈاڑھی اور لباس میں بھی متشرع (دیندار) ہو۔

(۳)....صاف ستھرا لباس پہنا ہو۔ (۴)....زبان میں درشتگی (سختی) نہ ہو، ڈانٹ ڈپٹ اور گالیوں کا عادی نہ ہو۔

(۵)....خود عمر رسیدہ ہو (یعنی تجربہ کار) یا خود عمر رسیدہ افراد کی زیرِ نگرانی کام کر رہا ہو۔ (۶)....قاری وعالم ہو یا صرف قاری یا کم از کم حافظ ہو مگر بہت عمدہ تلفظ اور ادائیگی پر قادر ہو۔

حفظ نہ کر سکنے کی وجوہ

جو والدین بڑی تمناؤں اور آرزوؤں سے بچہ کو قرآن پاک حفظ کرانے کیلئے مدارس میں داخل کرتے ہیں اور اساتذہ برسوں کی محنت شاقہ کے باوجود اس کو حفظ کرانے میں کامیاب نہیں ہو پاتے۔

☆....والدین کی توقعات سے بہت زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے۔ (جیسا کہ ہو رہا ہے ابومعاویہ غفرلہٗ)

☆....حفظ کرنے کے باوجود بچہ کو قرآن مجید یادنہیں رہتا اسکی کیا وجوہ ہیں انکو بیان کیا جاتا ہے۔

(فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۵۷)

تنبیہ....درجاتِ حفظ میں کسی بچہ کے ناکام ہونے اور نہ پڑھ سکنے یا سُست پڑھنے کی متعدد وجوہ ہوتی ہیں۔

تنبیہ....بچہ کے بارے میں کسی استاذ (یا مہتمم یا ناظم تعلیم) کو یہ فیصلہ کرنے سے پہلے کہ ,,یہ بچہ نہیں پڑھ سکتا,, ان وجوہ کا جائزہ لینا لازمی ہے جو بچہ کی طرف سے یا اس کے والدین یا ماحول کی طرف سے پیش آتی ہیں۔

تنبیہ....خود استاذ کی طرف سے موانع (رکاٹیں) ہیں۔ جب تک ان وجوہ کا جائزہ لے کر اُن کا ازالہ بھرپور کوشش نہ کی جائے اس وقت تک نہ پڑھ سکنے کا فیصلہ کرنا سراسر ناانصافی ہوگا۔ مَبادا (خدانخواستہ) بچہ کی محرومی کا استاذ یا مہتمم یا والدین سے مواخذہ (قیامت کے دن گرفت) نہ ہو جائے۔ (فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۵۷)

بچہ کی طرف سے موانع (رُکاوٹیں)

(۱)....بعض مرتبہ بچہ کی طرف سے ہی موانع پیش آتے ہیں مثلاً، بچہ کا ذہن کمزور ہے (ایک ایک آیت کو بیس پچیس مرتبہ کہتا ہے تب یاد ہوتی مگر یاد کرنے کے بعد محفوظ ہو جاتی ہے)

(۲)....حافظہ کمزور ہے (ایک دو مرتبہ کہنے سے الفاظ تو زبان پر چڑھ جاتے ہیں مگر وقتی طور پر یاد ہو جانے کے بعد یاد نہیں رہتا)۔

(۳)....فطرتاً شریر ہے (یاد کرنے سے یاد ہو جاتا ہے اور یاد بھی رہتا مگر شرارتوں کی وجہ سے ذہن اس طرف متوجہ نہیں رہتا)

(۴)....گھر میں دوسرے بہن بھائیوں کا ماحول آزاد ہے ہر وقت کھیل، تفریح، ریڈیو، ٹی وی (وی سی آر، کمپیوٹر، موبائل فون وغیرہ) کا ماحول ہے یہ وجہ بھی ایک بہت بڑا مانع بنتی ہے۔

(۵)....بچہ دماغی یا جسمانی بیماری کا شکار ہے تب بھی اسکی کارگردگی بہتر نہیں ہوسکتی۔

(۶)....مسلسل بے توجہی کا شکار رہنے کی وجہ سے دل اُچاٹ ہوگیا۔

(۷)....جس قرآن مجید میں ناظرہ پڑھا ہے اسمیں حفظ نہیں کر رہا بلکہ قرآن مجید بدل دیا گیا۔ یا دورانِ حفظ قرآن پاک بدل دیا گیا۔

(۸)....قاعدہ میں ہجے اور رواں کی مشق نہیں کرائی گئی اور ناظرہ پڑھائے بغیر حفظ شروع کرادیا گیا۔

(فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۵۷)

والدین کی طرف سے موانع (رُکاوٹیں)

بعض مرتبہ والدین کی طرف سے موانع پیش آتے ہیں مثلاً، والدین میں ذہنی ہم آہنگی (میاں بیوی کا حفظ کے بارے میں اتفاق) نہیں باپ چاہتا ہے کہ بچہ قرآن مجید حفظ کرے ماں چاہتی ہے انگریزی پڑھے یا اس کے برعکس چاہتے ہیں۔

(۱)....والدین تو پڑھاتے ہیں مگر خاندان کا ماحول موافق نہیں۔

(۲)....والدین کی طرف سے بچہ کا کماحقہٗ تعاون نہیں ہوتا ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کا ماحول ہے یا گھر میں پڑھنے اور یاد کرنے کا ماحول فراہم نہیں کیا جاتا۔

(۳)....ماں باپ کی غربت و اِفلاس میں ابتلاء کی وجہ سے گھر میں ہر وقت تنگ دستی کا ذکر رہنا بھی بچہ کی بے رغبتی کا سبب بن سکتا ہے جس سے سُست رفتاری لازمی ہے۔

(۴)....ماں باپ کا بہت لاڈ اور ہر وقت ناز ونعم (عیش وعشرت) کا اہتمام بھی رفتار پر اثر انداز ہوتا ہے۔
(فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۵۸)

استاذ کی طرف سے موانع (رُکاوٹیں)

(۱)....بعض مرتبہ بچوں کے نہ پڑھ سکنے کا سبب استاذ کی طرف سے ہوتا ہے۔
(۲)....استاذ کے پاس بچے زیادہ ہیں اسلیئے وہ پوری توجہ مبذول (خرچ) نہیں کر سکتا۔
(۳)....استاذ کی تنخواہ کم ہے وہ معاشی پریشانی کو دور کرنے کیلیئے ٹیوشن پڑھاتا ہے (یا کوئی اور کام کرتا ہے) اسلیئے بچوں کو پورا وقت نہیں دے سکتا۔
(۴)....استاذ کسی پریشانی میں مبتلا ہے اسلیئے وہ درسگاہ میں حاضر رہنے کے باوجود ذھناً غائب رہتا ہے جس کا بچوں پر اثر پڑتا ہے۔
(۵)....استاذ چھٹیاں زیادہ کرتا ہے اور نائب کی نیابت (قائم مقام استاذ) قابلِ اعتماد نہیں۔
(۶)....استاذ بچوں کا خود سننے کی بجائے دوسرے بچوں سے سنوانے پر قناعت (محض اعتماد) کرتا ہے۔
(۷)....استاذ مزاجاً بہت سخت ہے ہر وقت مار پیٹ سے بچوں کو خوف زدہ رکھتا ہے۔
(۸)....استاذ بہت ہی نرم ہے بچے شرارتیں کرتے رہتے ہیں تب بھی وہ سختی نہیں کرتا۔
(۹)....استاذ تبدیل ہوگیا دوسرا اور تیسرا اُستاذ آگیا جس سے اُنس (یعنی استاذ اور شاگرد کے مزاج کی موافقت) میں وقت درکار ہے۔
(۱۰)....استاذ کا تعلیم کے اوقات میں درجہ سے غائب ہونا طلبا میں فتنہ کو جنم دیتا ہے۔
(۱۱)....استاذ میں رغبت اِلَی الْاَمَارِدُ (بے ریش لڑکوں کی طرف میلان ہونے) کا شبہ بھی ہو تو اس سے نہیں پڑھوانا چاہئے۔ ایسے اُستاذ کو فوراً علیحدہ کر دینا ضروری ہے۔ (فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۵۸)

اُستاذ کی درسگاہ میں آمد ورفت

استاذ کیلیئے ضروری ہے کہ درسگاہ میں بچوں سے پہلے آئے اور چھٹی کے بعد جائے استاذ کا بچوں کے بعد آنا اور چھٹی سے پہلے جانا انتہائی نقصان دِہ ہے اس سے درسگاہ کا نظام کافی حد تک خراب ہوتا ہے اور بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں (جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔ ابو معاویہ غفرلہٗ)

☆....حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحبؒ دار العلوم دیو بند میں قرنِ اوّل (دار العلوم دیو بند میں ابتدائی دور) کے صدر مدرس تھے۔ مادرزاد ولی، خدا رسیدہ اور

صاحبِ کشف وکرامات بزرگ، علم وفضل اور اِخلاص وتقویٰ میں نہایت کاملِ زماں اور حضرت گنگوہیؒ کے استاذزادہ تھے۔ان کی خدمت میں چونکہ حاجت مند مسلمان بکثرت آیا کرتے تھے۔اسلیئے انکو درسگاہ پہنچنے میں کچھ تاخیر ہوجایا کرتی تھی۔ مہتمم صاحب (نے) حضرت گنگوہیؒ کو جو دارالعلوم کے سرپرست تھے اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ چنانچہ حضرت گنگوہی صاحبؒ دیوبند تشریف لائے اور مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں بڑا عالم اور اللہ والا ہوں، کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔طلبہ کا حق ضائع کرتے ہوئے قیامت میں کیا جواب دوگے۔ مولاناؒ نے اس فہمائش کوسنا اور اپنی اصلاح کر لی، حضرت گنگوہیؒ نے حقوق کے معاملہ میں اتنی برگزیدہ ہستی کی بھی رعایت نہیں فرمائی، ادھر مدرسہ والوں کو سمجھایا کہ تم لوگ مولانا کے مرتبہ کو کیا پہچان سکتے ہو اگر مولانا دارالعلوم کا صرف ایک چکر لگا ہی کر چلے جایا کریں تو خدا کی قسم یہ بھی کافی ہے۔ (ماہنامہ البلاغ خصوصی نمبر صفحہ ۸۲۵/کراچی)

📖....حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک دن دارُالافتاء (دارالعلوم کراچی) میں آنے میں چندمنٹ دیر ہوگئی تو بڑے افسوس سے فرمایا گو میں دارالعلوم سے اس کام کی تنخواہ تو نہیں لیتا تاہم وقت پر مجھے حاضر ہونا چاہیئے اسلیئے کہ لوگوں کو میں نے عُرفاً عادتاً یہ بتلا دیا ہے کہ میں فلاں وقت میں دارُالافتاء میں ہوتا ہوں مسائل معلوم کریں اگر دیر ہوجائے تو لوگوں کو تنگی ہوگی۔ (ماہنامہ البلاغ صفحہ ۱۰۹۶/کراچی)

فائدہ....ہر دور میں ایسے اساتذہ بھی گذرے ہیں جو اوقات کا خوب اہتمام کرتے تھے ان کا تذکرہ بخوف طوالت کے مانع ہے۔(ابومعاویہ غفرلہٗ)

گھڑی دیکھنے والا اُستاذ

محقق زماں جزریٔ وقت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ استاذ کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو قرآن کیلیئے وقف کر دے جو استاذ پڑھاتے ہوئے گھڑی دیکھتا رہتا ہے وہ اس سلسلے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا (البتہ نظمِ تعلیم کیلیئے دیکھے تو کوئی مضائقہ نہیں)۔

(آدابِ تلاوت حاشیہ صفحہ ۶۱/دلکش نقش صفحہ ۲۳/رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۶)

تنبیہ....جو استاذ درسگاہ میں بیٹھ کر گھڑی دیکھ کر پڑھاتا ہے وہ استاذ بننے کے قابل نہیں۔اگرچہ ایسے استاذ ظاہراً پڑھا رہے ہوتے ہیں مگر قلب ودماغ کے لحاظ سے وقت پورا کر کے کسی دوسری (دوسری ضروریات ودیگر) مصروفیت کی طرف جانے کیلیئے بے تاب ہوتے ہیں۔

☆....قلب ودماغ کی یہ بے تابی طلبہ کرام کا جو نقصان کریگی وہ مخفی نہیں اس وقت مدارس کیلیئے یہ اہم مسئلہ

درپیش ہے کہ صاحبِ ذوق اساتذہ نہیں ملتے۔اندریں حالات ذمہ دار ادارہ یا اس کے نمائندہ کو درسگاہ کے تعلیمی معاملات میں دخیل ہونا چاہیئے۔ (قراء رحیمیہ کا ذوقِ تدریس صفحہ ۲۴)

بچوں کو درسگاہ میں اکیلا نہ چھوڑیئے

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ واستاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ فرماتے ہیں کہ استاذ کیلیئے بہتر ہی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے ضروری بھی ہے کہ درسگاہ میں مدرسہ کا وقت شروع ہونے سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرے اور پھر چھٹی ہونے پر پہلے بچوں کو رخصت کرے اور پھر خود نکلے ایسے ہی اگر مدرسہ کے وقت میں کسی ضروری کام کی وجہ سے باہر جانا پڑے تو اپنے کسی رفیقِ کار یا ایسے شاگرد کو نگران مقرر کر جائے جو امتیازی حیثیت رکھتا ہو اور طلباء کے دلوں میں اسکی عزت ہو، تاکہ نظم درست رہے ورنہ جتنا وقت آپ مدرسہ سے باہر رہیں گے نہ صرف یہ کہ طلباء اسمیں پڑھیں گے نہیں بلکہ آپس میں دھینگا مشتی کرتے مچاتے رہیں گے جس سے علاوہ تعلیمی نقصان کے مدرسہ کی بدنامی بھی ہوگی۔

(ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۶/آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۳/جدید ۷۵)

دورانِ تعلیم طلباء پر کڑی نظر رکھیں

مدرّس کو صرف طلبہ کے سننے اور پڑھانے میں منہمک نہ ہو جانا چاہیئے بلکہ (اس وقت) جن کو (سبق) پڑھا دیا یا جن سے (سبقی، منزل) سُن لیا ہے، ان پر بھی پوری نظر رکھنی چاہیے۔

☆.....طلبہ عموماً غافل اور کاہل (سُست) ہوتے ہیں اور شیطان ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح ان کا یہ قیمتی وقت ضائع کرادے پس وہ ہر طرح ان کے پڑھنے میں حارج ہوتا ہے، جس کی وجہ سے طلبہ کبھی لاپرواہی سے پڑھتے ہیں اور کبھی پوری چالاکی سے ایک دوسرے سے بات شروع کر دیتے ہیں۔

☆.....کبھی پیشاب وغیرہ کے بہانہ سے درسگاہ سے باہر آکر وقت ضائع کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ پس جب وہ اچھی طرح نہ پڑھیں گے تو انکو یاد کس طرح ہوگا اور یاد نہ ہونے کی صورت میں استاذ اور شاگرد دونوں کی پریشانی اور وقت کا ضائع ہونا ظاہر ہے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۲/جدید ۷۵/رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۷)

تنبیہ.....دورانِ تعلیم بعض بچے پڑھنے کی صورت میں بڑی چستی اور چالاکی کیساتھ دائیں بائیں والوں سے باتیں کرتے رہتے ہیں اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ پڑھ رہے ہیں حقیقتاً باتیں ہی کر رہے ہوتے ہیں لہٰذا اُستاذ صاحب خوب مستعد ہو کر بیٹھیں اور ہر ایک بچے پر کڑی نظر رکھیں کہ کان اور آنکھ دونوں سے

تدریس کریں یعنی آنکھ تو طلبہ کو دیکھتی رہے اور کان قرآن مجید سننے میں مصروف رہیں۔اللہ جل شانہٗ تمام اساتذہ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔آمین

طلباء پر قبض وبسط کی کیفیت

استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ وقاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ حفظ کرنے والے بچوں پر دورانِ حفظ میں اہلِ سلوک صوفیاء کی طرح قبض وبسط کی دونوں حالتیں آتی ہیں۔

(۱)....بعض اوقات بچہ سبق بہت جلد یاد کر لیتا ہے اور دوسرے وقت میں باوجود محنت کے یاد نہیں کر سکتا۔

(۲)....بعض دفعہ یہ حالتِ قبض کئی کئی دن بلکہ کئی کئی مہینے رہتی ہے ایسے وقت میں استاذ کیلئے ضروری ہے کہ وہ حکیم القرآن ہو۔ (آداب تلاوت حاشیہ صفحہ قدیم ۶۰/رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۵)

📖....بعض اوقات ایسا ہوا کرتا ہے اچھا چلا ہوا بچہ رُک جاتا ہے، سبق بھی یاد نہیں کرتا، سپارے بھی بھلا دیتا ہے، استاذ کو حیرت ہوتی اور اُلجھن ہوتی ہے کہ اس بچے کو کیا ہوگیا؟ ظاہری طور پر اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آیا کرتی۔

فائدہ....حضرت (قاری رحیم بخشؒ) ارشاد فرماتے تھے کہ جس طرح ذاکرین (ذکر کرنے والوں) پر قبض وبسط کی کیفیات آتی ہیں اور شیخ ان کو سنبھالتا ہے، اسی طرح طلباء کرام پر بھی آیا کرتی ہیں۔ انشراح ہو تو تھوڑے وقت میں اچھے سے اچھا کام ہوگا۔ اِنقباض (طبیعت بوجھل) ہو جائے تو خود طالب علم بھی بے چارہ پریشان ہو جاتا ہے۔فرماتے تھے ایسے مواقع پر استاذ کو حکمت (عملی) سے کام لینا چاہئے طالب علم کو بھی متوجہ الی اللہ کرے خود بھی اس کیلئے دعاؤں کا اہتمام کرے، سبق کم دے اور منزل کی طرف توجہ زیادہ کر دے اس کو تعلیمی لحاظ سے ہلکا پھلکا رکھے۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۴۵)

محنت کے باوجود

حضرت مولانا محمد روح اللہ نقشبندی مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ جو بچے چھ ماہ یا ایک سال مدرسہ میں گذارنے کے باوجود (محنت کے) بھی نہ چل سکیں ان کے والدین کو بلا کر محبت سے سمجھا دیجئے (تاکہ وہ مایوس نہ ہوں بلکہ انکو صحیح مشورہ دیں) کہ (وہ) اسے شعبۂ کتب یا اسکول یا کسی دوسرے کام میں لگا دیں (جہاں وہ مناسب سمجھیں تاکہ بچہ کسی وجہ سے ضائع نہ ہو)۔

تنبیہ....(اسی طرح) بہت کمزور بچوں (کند ذہن) کو شعبۂ حفظ میں قبول ہی نہ کریں (تاکہ اسکی وجہ سے دوسرے طلباء متاثر نہ ہوں کیونکہ ماحول کا بہرحال اثر ہوتا ہے)۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۱۰۲)

اُستاذ حکمتِ عملی سے کام لے

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب استاذ بچہ کو محنت کرتا دیکھے اور پھر بھی وہ سبق یاد نہ کرسکے تو سمجھ لے کہ یہ اس وقت معذور ہے اس صورت میں اس کے ذمہ پاروں کی مُراجعت اور منزل وغیرہ لگادے۔ ایسے وقت میں اس پر سختی ہرگز نہ کرے البتہ اس کیلئے تضرُّع وزاری کیساتھ دعاء کریں کہ اے اللہ! اس کے سینے کو قرآن پاک کیلئے کھول دے۔

(آداب تلاوت حاشیہ صفحہ ۶۰/ رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۵/ دلکش نقش صفحہ ۲۲)

تنبیہ.... بعض اوقات استاذ یا بچہ یا اس کو ولیُ الامر (سرپرست) مایوس ہوکر حفظ چھڑادیتا ہے، یہ محض ناواقفیت کی بناء پر ہوتا ہے۔ (آداب تلاوت حاشیہ صفحہ ۶۰/ رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۵/ دلکش نقش صفحہ ۲۲)

بغیر طریقہ بتلائے مارنا

طالب علموں کو مطالعہ کرنے کا سبق یاد کرنے کا آموختہ (پڑھے ہوئے) کی نگرانی کا طریقہ سکھلادیں اگر طالب علم اسکی پابندی نہ کریں (تو مناسب حد تک) تنبیہ کریں اور بغیر طریقہ بتلائے ہوئے مارنا ظلم ہے۔

(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۹۶)

مارنے کا حق کس کو

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ تعلیم کے متعلق تمام باتیں عمل میں لانے کیساتھ ساتھ نمازِ تہجد کے بعد اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعاء بھی کی جائے اور اسی پر توکل رکھا جائے اور اپنے پر غرور نہ رکھا جائے ان شاء اللہ خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا۔

تنبیہ.... اگر کوئی استاذ بچوں کی کامیابی کیلئے تہجد میں دعاء نہیں کرتا تو وہ ان کو مارنے کا پورا حق نہیں رکھتا۔

(رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۴)

نگرانی اور ڈانٹ ڈپٹ

شمائلِ ترمذی میں ہے کہ آپ (ﷺ) اپنے اصحاب کی خبرگیری کرتے رہتے اور لوگوں سے انکے باہمی حالات کے متعلق معلوم کرتے رہتے (تاکہ کوئی عملی کمزوری نظر آئے تو اصلاح کردی جائے) اس سے معلوم ہوا کہ اساتذہ کرام کو طلبہ کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتے رہنا چاہیئے اور قابلِ اِصلاح اُمور پر نہایت فہمائش (ڈانٹ ڈپٹ) ونصیحت اور تنبیہ وتادیب کرتے رہنا چاہیئے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۶)

📖.....استاذ کے فرضِ منصبی میں یہ بھی داخل ہے کہ درسگاہ میں اور درسگاہ سے باہر حتی الامکان طلبہ پر نگاہ رکھے، اور دیکھے کہ کیا وہ درسگاہ میں سبق کے دوران توجہ سے بیٹھتے ہیں؟ کیا وہ محنت کرتے ہیں؟

نیز جہاں تک ممکن ہو انکی اخلاقی حالت کا بھی خیال رکھے، اور انکے حالات معلوم کرتا رہے کہ وہ درسگاہ سے باہر کیسے رہتے ہیں۔

فائدہ.....نبی کریم (ﷺ) اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خبر گیری فرماتے تھے، اگر کسی کو نہ پاتے تو پوچھتے فلاں کیوں نہیں آئے، اور اگر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں تو آپ (ﷺ) بیمار پرسی کیلئے تشریف لے جاتے۔
(تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۷۵)

📖.....ایک اچھے اور تجربہ کار استاذ کا کام ہے کہ عربی تعلیم (قرآن وحدیث کی تدریس) کے دوران طلبا کی روحانی اور فکری تربیت کرے اور انکو دین اور دینی اعمال کی طرف دعوت دے۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۷۶)

کمزور دِماغ والے طلبہ

کمزور طلبہ کو پڑھانا سمجھانا مشکل کام ہے، لیکن تمام طلبہ باصلاحیت بھی تو نہیں ہوتے مدرّسین، اہلِ مدارس، والدین سب لوگ یہ بات سمجھ لیں کہ کمزور کیلئے قدرتی مجبوری ہے دماغ اختیاری چیز نہیں ہے لہٰذا اہلِ مدارس کمزور دماغ طلبہ کی تعلیم کا خاص انتظام کریں ●.....کمزور دماغ طلبہ کو ایک درجہ میں جمع نہ کریں ●.....بلکہ کمزور دماغ طلبہ کو تمام کلاسوں میں تقسیم کریں ●.....ہر استاد کو (کمزور) ایک دو طلبہ دیں زیادہ ہرگز نہ دیں ●.....کمزور کو خاص توجہ سے پڑھانے کا انعام مقرر کردیں ●.....ہر استاد کمزور طلبہ کو خاص توجہ سے پڑھائیں ●.....قابلِ طلبہ کے برابر انکی تعلیم ہرگز نہیں ہوگی۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۲۰۳)

اہلِ مدارس توجہ فرمائیں

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ اکثر دیہات، گاؤں اور بعض شہروں کے مدارس اور مکاتبِ قرآنیہ میں ابتدائی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں اس کیلئے عموماً مبتدی اور نیا اُستاذ تلاش کیا جاتا ہے، حالانکہ اس کیلئے تو تجربہ کار اُستاذ کی ضرورت ہے لیکن بس استاذ جیسا کیسا ہو ایک آدھا گھنٹہ صبح وشام پڑھادے چاہے بچے شرارتیں کرکے اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں، بہرحال یہ ایک لمحہ فکریہ ہے؟

کاش! اہلِ مدارس اور مکاتبِ قرآنیہ اس طرف توجہ فرمائیں تاکہ شروع ہی سے تعلیم مضبوط اور مستحکم ہو یہی وجہ ہے ابتدائی پڑھائی کمزور ہونے کی وجہ سے آنے والے تعلیمی مراحل طے کرنا مشکل ہوتا ہے نیز بعد میں اسکی تلافی بہت مشکل سے ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

ایک اہم فائدہ

ہندو پاک میں شعبہ حفظ اور تجوید وقراءت میں بطور تدریس کے کام کرنے والے عموماً دو طبقہ کے قراء اور اساتذہ کرام گزرے ہیں۔

(۱)....قراءِ حجاز المعروف بہ مصری (پاکستان اور بلادِ اسلامیہ میں)۔

(۲).... پانی پتی! آج تقریباً بلادِ اسلامیہ (نیز حرمین شریفین) میں بھی انہی حضرات کا فیض عام ہے اسلیئے ہم نے اس کتاب میں انہی دونوں حضرات کے طریقہ تعلیم کو بصورت مخلوط تحریر کیا ہے جو کہ اس وقت شہروں اور قصبوں میں رائج الوقت ہے اسکے علاوہ جو اساتذہ جس طریقہ کو بہتر سمجھیں اور اسمیں فائدہ ہو وہ اُسی کو اپنا کر حفظ کا کام کرائیں کسی کو کسی طریقہ کا پابند نہیں کیا جا سکتا البتہ ماضی قریب میں بعض ایسے اساتذہ گزرے ہیں جن کا طریقۂ حفظ اتنا عمدہ اور مضبوط تھا اسی کا اثر ہے کہ ان کا فیض آج تک جاری وساری ہے۔ (خصوصاً حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ؒ، حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب ؒ، حضرت مولانا قاری رحیم بخش ؒ، حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی ؒ) (ابومعاویہ غفرلہٗ)

باہمی اِتفاق کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک دوسرے سے مختلف قسم کا ذہن اور قوتِ حافظہ عنایت کی ہے اسلیئے قرآن مجید کے یاد کرنے میں بھی تمام بچے ایک طرح کی کیفیت کے حامل نہیں ہوتے۔ لہٰذا قرآن مجید حفظ کرنے والے (۱)..طلبہ وطالبات.....(۲)..طلبہ وطالبات کے والدین.....(۳)..اساتذہ اور متعلقہ ادارہ کے مابین باہمی ربط وتعلق رہنا ایک ضروری امر ہے کسی موقعہ پر بھی فرق آ گیا تو حفظ کا سلسلہ اس سے متأثر ہو جائیگا۔ (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے ابومعاویہ غفرلہٗ)

تکمیلِ حفظ کی مدت

بچے کی استعداد، گھر کا ماحول، استاذ کی لگن یہ سب چیزیں معاون ثابت ہوں تو تین سال اوسط عمر ہے مگر عام طور پر بالخصوص شہری بچوں میں ایسا کم ہوتا ہے۔ ناغے ہوتے ہیں، ذرا سی بیماری کو بڑا سمجھ لیا اور بچے کو گھر بٹھا لیا، شادی بیاہ کی اہمیت اور تعلیم کی پرواہ نہ کرنا اور ایسے میں کچھ دن زیادہ لگ گئے اور آموختہ بھول گیا تو بچہ استاذ کی نظر سے گر جاتا ہے۔ استاذ بددل ہو جاتے ہیں کہ آئے روز اس کو دوبارہ

دُوبارہ (پھرسے) کون یاد کرائے۔ایسے عوامل ظاہر ہے کہ مدت کی صحیح تعیین میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔
(قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۱)

حفظ سے پہلے ناظرہ ضرور پڑھائیں

حضرت ابومسعود بن فراتؒ فرماتے ہیں ہیں: لَمْ نَزَلْ نَسْمَعُ شُيُوْخَنَا يَذْكُرُوْنَ اَشْيَاءَ فِي الْحِفْظِ فَاجْمَعُوْا اَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ اَبْلَغَ فِيْهِ اِلَّا كَثْرَةَ النَّظَرِ ہم برابر اپنے اساتذہ سے حفظ کے مختلف طریقے سنتے رہے ہیں بالآخر ان سب کو اس پر متفق الرائے پایا کہ حفظ کیلئے'' بکثرت ناظرہ پڑھتے رہنے'' سے بڑھ کر کوئی طریقہ بھی کارآمد نہیں۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۵۰ ملتان/صفحہ ۲۲۴ حاصل پور)

تنبیہ.....استاذ الاساتذہ شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جو یادرکھنے اور عمل کرنے کی ہے، وہ یہ ہے کہ قاعدہ ختم کراتے ہی بچے کو حفظ پر نہیں لگا دینا چاہیئے۔

☆.....اولاً تو بہتر یہ ہے کہ پورا ناظرہ ختم کرا چکنے کے بعد شروع کرایا جائے۔

☆.....اگر استاذ یا شاگرد کو بہت ہی جلدی ہو یا حفظ شروع کرنے یا کرانے کا شوق کچھ زیادہ ہی دامن گیر ہو تب بھی اتنا ناظرہ تو ضروری ہی پڑھا یا دیا جائے کہ متعلّم ناظرہ روانی کیساتھ پڑھ سکنے کے قابل ہو جائے۔اس مشورے پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

تنبیہ.....اگر متعلم ناظرہ روانی کیساتھ نہ پڑھ سکتا ہوگا تو پھر اس سے استاذ اور شاگرد دونوں ہی کو مشقت کا سامنا کرنا پڑیگا۔استاذ کو تو یہ کہ اسے سبق کئی مرتبہ کہلانا پڑا کرے گا اور شاگرد کو یہ کہ اُسے پہلے وہ سبق ناظرہ یاد کرنا ہوگا اور پھر کہیں جا کر اس کو حفظ کر سکے گا، اور شاگرد ناظرہ میں کچھ زیادہ ہی کمزور ہوگا تو بہت ممکن ہے کہ اس محنت کی تاب نہ لا سکے اور طبیعت اُکتا جائے اور سرے سے حفظ کا خیال ہی ترک کردے۔

(ہجاء القرآن صفحہ ۱۶۳)

📖.....اگر قاعدہ پڑھاتے ہی حفظ پر لگا دیا ہوگا تو پھر آپکے کئی مرتبہ کہلانے کے بعد بھی وہ شاید اپنی جگہ پر روانی کیساتھ نہ پڑھ سکے۔یہاں پہنچ کر میں پھر کہوں گا کہ حفظ شروع کرانے میں تعجیل (جلدی) سے کام نہ لیجئے۔اگر پورا نہیں تو دس بارہ پارے تو ناظرہ ضرور ہی پڑھا دیجئے۔ایسا کرنے سے آپکو بھی آسانی رہے گی اور شاگرد بھی جی لگا کر یاد کیا کریگا۔

فائدہ.....یہ خیال مت کیجیے کہ اس سے حفظ کا کام شروع ہونے میں تاخیر ہو جائیگی، کیونکہ اس تاخیر کی حفظ

کے دوران تلافی ہو جائے گی اور نہ صرف تلافی بلکہ استاذ اور شاگرد دونوں کو آسانی اور سہولت بھی حاصل رہے گی، آگے آپکی مرضی۔ (قواعد ہجا القرآن صفحہ ۱٦٧)

ہجوں کی اہمیّت اور ضرورت

بقول شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ؒ کہ پہلے لوگ تو چھ چھ پارہ تک طلبہ کو ہجا کرایا کرتے تھے اب وہ بات نہیں، خود حضرت والا نے سات پارہ تک حفظ ہجا کئے ہیں۔ (سوانح فتحیہ صفحہ ۳۳۱)

تنبیہ.... پارہ شروع ہونے کے بعد ضروری ہے کہ ہجاء اور جوڑ کی طرف توجہ باقی رہے تکاسل کی بناء پر اکثر اساتذہ ہجے چھوڑ دیا کرتے ہیں جو بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور باعثِ مشکلات ہوتا ہے۔

(رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۹)

(۱)....حضرت مولانا قاری عبید اللہ رحیمی ؒ فرماتے ہیں کہ پارہ شروع ہونے پر ایک پارہ تک یا کم از کم نصف پارہ تک سبق بچے ہی سے ہجاء (جوڑ) کیساتھ نکلوائیں جہاں نہ آئے قدرے توقف کے بعد بتادیں بشرطیکہ وہ کلمہ قاعدہ میں پڑھا ہوا نہ ہو۔ اگر قاعدہ میں ہو تو اسکو قاعدہ سے دکھلا کر پڑھنے کو کہیں۔

(۲)....بچے کا پوری آیت ہجا کیساتھ نکالنے پر اُستاذ صاحب اسی آیت کو بغیر ہجا کے رواں قواعد و تجوید کیساتھ بلند اور صاف آواز سے کہلوائیں پھر غور سے سنیں کہ کہیں غلطی تو نہیں کر رہا۔ کوشش یہی کریں کہ بچہ از خود آگے سبق نکال سکے اگر بچہ خود مطالعہ نکالنے پر قادر نہ ہو تو وہ گرانی محسوس کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ پڑھنے سے بھاگنے لگتا ہے اسی کو حضرت والا (قاری رحیم بخش ؒ) نے نقصان دِہ اور باعث مشکلات فرمایا ہے۔

(آداب تلاوت صفحہ ۴۹ / حاشیہ)

فائدہ....مبتدی بچوں کو ہجوں کیساتھ سبق یاد کرانا انتہائی ضروری ہے اور اسکے بعد رواں بھی یاد کرائیں کیونکہ رواں پڑھنا ہی مقصود ہے اور رواں پڑھنے کا ذریعہ ہجے ہی ہیں بچے سے ہجے یا تو خود سنیں یا کسی پختہ اور اِعتماد والے طالب علم کے سپرد کریں اور استاذِ محترم نگرانی کریں اسی طرح تمام طلباء کا مطالعہ کرائیں جب تک مطالعہ ناظرہ یاد نہ ہو اس وقت تک سبق حفظ نہ کرائیں ناظرہ یاد کر لینے کے بعد خود بھی ایک مرتبہ ضرور کہلوائیں (اکثر اساتذہ اسمیں غفلت کرتے ہیں) استاذ کے کہلوانے سے بچے کو پڑھنے کا طریقہ آئیگا جس کے تعلیمی نتائج اچھے اور مفید ثابت ہوں گے۔

آخر کی طرف سے حفظ کرانے کی صورتیں

📖....استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہتر تو یہ ہے کہ آخر کی طرف سے پارہ شروع کرایا جائے، ایک تو اسلیئے کہ عموماً نماز میں آخری سورتیں ہی پڑھی جاتی ہیں، دوسرے بچوں کو ہر سورت کے ختم پر خوشی ہوگی اور ان کا دل بڑھے گا جس سے شوق میں ترقی ہوگی۔

📖....علامہ نَوَوِیؒ نے بھی آداب القرآن میں آخر ہی کی طرف سے شروع کرانے کو بہتر فرمایا ہے لیکن تمام آموختہ (پڑھے ہوئے کو) قرآنی ترتیب کے مطابق سنا جائے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۴۹/جدید ۶۷)

فائدہ....احقر (محمد طاہر رحیمیؒ) کی ناقص رائے میں عمدہ طریق یہ ہے کہ پارہ عم کے آخر یعنی سورۃ الناس کی بجائے اسکے اول یعنی النباء سے شروع کرا کر آخر یعنی سورۃ الناس پر اس پارہ کو ختم کرایا جائے، تاکہ عکسِ ترتیب سُوَر کے خلاف ونزاع کی گنجائش ہی باقی نہ رہے اور قرآن مجید کی ترتیبِ سُوَر میں جو ربط واتصال ملحوظ ہے اسکی رعایت بھی قائم ہے اور اگر آخر کی سورتوں (اخلاص، فلق، ناس وغیرہ) کی طرف سے شروع کرائیں تو جب مسلسل تلاوت کرائیں یا خواندہ اور پچھلی پڑھی ہوئی سورتیں سنیں تب ترتیب وار ہی سنیں لان الضروری تیقدر بقدر الضرورۃ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ان سب مناسب باتوں کے باوجود یہ ضروری بھی نہ سمجھیں کہ بہرحال آخر کی طرف سے شروع کرانے کا امر ہے۔ (سوانح فتحیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۰)

📖....حضرت علاّمہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ بچوں کو قرآن مجید کا آخر کی جانب سے اوّل کی جانب پڑھانا سو یہ طریقہ مستحسن ہے جس کا قراءۃِ قرآن معکوساً (اُلٹ) کے باب سے کوئی علاقہ ہی نہیں کیونکہ یہ تو محض بغرض تعلیم صرف چند دنوں کیلیئے ایک عارضی ومحمود صورت ہوتی ہے (دائمی، مستقل و باقاعدہ تلاوت کا سلسلہ تو نہیں) باوجودیکہ اس طریق میں بچوں کیلیئے یاد کرنے کی سہولت بھی ہے۔ (سوانح فتحیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۰)

📖....حضرت علاّمہ شامیؒ فرماتے ہیں قِرَاءِ ۃِقرآن میں سورتوں کی ترتیب کا لحاظ رکھنا واجباتِ تلاوت میں سے ہے اور چھوٹے بچوں کیلیئے صرف آسانی کی غرض سے بدرجہ مجبوری تعلیم ترتیبِ سُوَر کا عکس جائز قرار دیا گیا ہے اس سے نکل آیا کہ تعلیمی ضرورت وسہولت کے پیش نظر آخر کی طرف سے پڑھانا مستحسن وعمدہ ہے البتہ جب مسلسل تلاوت ہو تو پھر ترتیب کی رعایت کرنا ضروری اور اس کا عکس خلافِ اَولیٰ اور مکروہ ہے۔ (سوانح فتحیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۰)

فائدہ....قاعدہ اور کچھ پارے ناظرہ پڑھنے کے بعد سورۃ الناس یا عَمَّ یتساء لون کے شروع سے

بچوں کے اور رواں کی صورت میں کم از کم عَمَّ پارہ (۳۰) تو مکمل ہی پڑھائیں کہ اسکے بغیر بچہ تعلیمی پروان نہیں چڑھ سکتا یعنی صلاحیت واستعداد پیدا نہیں ہوتی۔ (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے، ابو معاویہ غفرلہ)

مدرسہ اشرفیہ پانی پت کا معمول

امام القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ آخری پارہ عَمَّ سے ابتداء مدرسہ اشرفیہ (پانی پت) میں حفظِ قرآن کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے عم کا پارہ حفظ کراتے تھے اسکے بعد تَبٰرَکَ الَّذِیْ اسی طریق پر آخر تک حفظ کراتے تھے۔ جب کوئی سورت دو پاروں میں پھیلی ہوئی آتی جیسے سورۃ ذٰرِیٰتِ سورۃ فُصِّلَتْ سورۃ زُمر کہ ذٰرِیٰت، حٰم اور قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ میں اور فُصِّلَتْ، فَمَنْ اَظْلَمُ اور اِلَیْہِ یُرَدُّ میں اور زُمر۔ وَمَالِیَ اور فَمَنْ اَظْلَمُ میں ہے تو دستور یہ تھا کہ پچھلا پارہ ختم ہو جانے کے بعد آئندہ پارہ اُسی سورت سے شروع کراتے تھے مثلاً قَدْ سَمِعَ کے بعد ذٰرِیٰت سے حٰمٓ کے بعد فُصِّلَتْ سے اور اَلَیْہِ یُرَد کے بعد زُمَرُ سے شروع کراتے تھے۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ جب طالب علم کسی سورت کو ختم کرتا تھا تو جب تک اس سورت کو اچھی طرح یاد کر کے نہیں سنا دیتا تھا آگے سبق نہیں دیا جاتا تھا۔

(سوانح فتحیہ صفحہ ۳۳۹)

عَمَّ پارہ (۳۰)

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عَمَّ کا پارہ ختم ہونے تک تو روزانہ آموختہ (پچھلا پڑھاہوا) سارا ہی سنا جائے۔ اسلئے کہ اس وقت سبقی بھی یہی ہے اور منزل کا (پارہ) بھی یہی۔

پہلا پارہ

📖 .....جب الٓمّٓ شروع ہو جائے تو اب سبقی پارہ جتنا پڑھ چکا ہو سارا، اور عَمَّ کے پارہ کا دوسرا نصف، یہ دونوں تو روزانہ سنے جائیں اور پہلے نصف کو دو رُبع میں تقسیم کر کے ایک دن پہلا رُبع (پاؤ) اور دوسرے دن دوسرا رُبع سنا جائے اور نصف ہونے تک اسی طرح کیا جائے۔

📖 .....جب دوسرا نصف شروع ہو جائے تو اب سبقی پارہ کے طور پر تو صرف الٓمّٓ سنا جائے اور منزل کے طور پر پارہ عَمَّ کو دو نصفوں میں تقسیم کر کے ایک دن پہلا نصف اور دوسرے دن دوسرا نصف سنا جائے۔

دوسرا پارہ

📖 .....جب سَیَقُوْلُ شروع ہو جائے تو اب الٓمّٓ کا دوسرا نصف اور سبقی پارہ تو روزانہ سنا جائے

اوراس کیساتھ بطورِ منزل ایک دن عَمَّ کا پہلا نصف، دوسرے دن دوسرا نصف اور تیسرے دن الٓمّٓ کا پہلا نصف سنا جائے۔

📖 ..... جب سَیَقُوْلُ نصف سے متجاوز (زیادہ) ہوجائے تو اب سبقی پارہ کے طور پر تو صرف سَیَقُوْلُ ہی سنا جائے اور باقی دو پاروں کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ہر روز ایک حصہ سنا جائے اور اس طرح ساری منزل ہفتہ میں دو مرتبہ سنی جاسکے گی۔

تیسرا پارہ

📖 ..... جب تِلْکَ الرُّسُلُ شروع ہوجائے تو اب سَیَقُوْلُ دوسرے نصف سے سبق تک تو سبقی پارہ کے طور پر سنا جائے اور باقی اڑھائی پاروں کو اڑھائی ربع کے چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر روز ایک حصہ منزل کے طور پر سنا جائے۔ اس طرح پوری منزل دو ہفتوں میں تین مرتبہ سنی جاسکے گی۔

📖 ..... جب تِلْکَ الرُّسُلُ نصف سے متجاوز (زائد) ہوجائے تو اب سبقی پارہ کے طور پر تو تِلْکَ الرُّسُلُ کے شروع سے سنا جائے اور باقی تین پاروں کو چار حصوں میں تقسیم کر کے پونا (تین پاؤ) پارہ منزل کے طور پر سنا جائے تِلْکَ الرُّسُلُ کے ختم ہونے تک ایسا ہی کیا جائے۔

چوتھا پارہ

📖 ..... جب لَنْ تَنَالُوْا شروع ہوجائے تو اب سبقی پارہ کے طور پر تو تِلْکَ الرُّسُلُ کے نصف سے سنا جائے اور باقی ساڑھے تین پارے پانچ دنوں تک اس طرح سنے جائیں کہ پہلے دن تو نصف سنا جائے اور باقی چار دن پونا پونا اور لَنْ تَنَالُوْا کے نصف ہونے تک اسی طرح کیا جائے۔

📖 ..... جب لَنْ تَنَالُوْا کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تو اب سبقی پارہ کے طور پر تو لَنْ تَنَالُوْا کے شروع سے سنا جائے اور پچھلے چار پارے پانچ دنوں میں منزل کے طور پر اس طرح سنے جائیں کہ پہلے چار دن تو پونا پونا سنا جائے اور پانچویں دن پورا۔

پانچواں پارہ

📖 ..... جب وَالْمُحْصَنٰتُ شروع ہوجائے تو اب لَنْ تَنَالُوْا کے نصف سے تو روزانہ سنا جائے اور باقی ساڑھے چار پاروں کو منزل کے طور پر سننے کیلئے تین تین ربع کے چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح ہفتہ میں پوری منزل ایک دفعہ سنائی جاسکے گی۔

📖 ..... جب وَالْمُحْصَنٰتُ کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تو اب سبقی پارہ کے طور پر تو وَالْمُحْصَنٰتُ

کے شروع سے سناجائے اور باقی پانچ پاروں کو سات حصوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ پہلے روز عمّ کا صرف پہلا نصف سناجائے اور باقی ساڑھے چار پاروں کو تین تین ربع کے چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور وَالْمُحْصَنٰتُ کے ختم ہونے تک اسی طریقہ کو اپنایا جائے۔

چھٹا پارہ

📖.....جب لَایُحِبُّ اللّٰہُ شروع ہوجائے تواب وَالْمُحْصَنٰتُ کے نصف سے تو روزانہ سناجائے اور عَمَّ سمیت باقی ساڑھے پانچ پاروں کو سات دنوں میں اس طرح سناجائے کہ پہلے چھ دن تو تین تین پاؤ سناجائے اور ساتویں دن پورا اور لَایُحِبُّ اللّٰہُ کے نصف ہونے تک ایسا ہی کیا جائے۔

📖.....جب لَایُحِبُّ اللّٰہ کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تواب سبقی پارہ کے طور پر تو اس کے شروع سے سناجائے اور باقی چھ پاروں کو تین تین پاؤں کے آٹھ حصوں میں تقسیم کرکے ہرروز ایک حصہ منزل کے طور پر سناجائے۔

ساتواں پارہ

📖.....جب وَاِذَاسَمِعُوْا شروع ہوجائے تواب سبقی پارہ کے طور پر تو لَایُحِبُّ اللّٰہُ کے دوسرے نصف سے سنا جائے اور باقی ساڑھے چھ پاروں کو منزل کے طور پر سننے کیلئے نو حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔اس طرح کہ پہلے دن نصف سناجائے اور باقی آٹھ دن تین تین ربع۔

📖.....جب وَاِذَاسَمِعُوْا کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تواب سبقی کے طور پر تو وَاِذَاسَمِعُوْا کے شروع سے سناجائے اور باقی سات پاروں کو نو حصوں میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ آٹھ دن تو تین تین پاؤ سناجائے اور نویں دن پورا۔

آٹھواں پارہ

📖.....جب وَلَوْاَنَّنَا شروع ہوجائے تواب وَاِذَاسَمِعُوْا کے دوسرے نصف سے تو روزانہ سناجائے اور منزل کے طور پر سنانے کیلئے باقی ساڑھے سات پاروں کو تین تین ربع کے دس حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔

📖.....جب وَلَوْاَنَّنَا کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تواب سبقی پارہ کے طور پر تو اسکے شروع سے سناجائے اور باقی عَمَّ سمیت آٹھ پاروں کو اس طرح دس حصوں میں تقسیم کر دیا جائے کہ آٹھ روز تک تو تین تین پاؤ سناجائے اور دو روز پورا پورا۔

نواں پارہ

📖.....جب قَالَ الْمَلَاُ شروع ہوجائے تواب سبقی پارہ کے طور پرتویٰبَنِیْۤ اٰدَمَ سے سنا جائے اور باقی ساڑھے آٹھ پاروں کوگیارہ حصوں میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ دس دن تو تین تین ربع سنا جائے اور گیارہویں دن پورا۔

📖.....جب قَالَ الْمَلَاُ کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تواب سبقی پارہ کے طور پرتو اسکے شروع سے سنا جائے اور باقی نو پاروں کوتین تین ربع کے بارہ حصوں میں تقسیم کر کے ہر روز ایک حصہ سنا جائے اس طرح دوہفتوں میں پوری منزل ایک مرتبہ دہرائی ہوجایا کرے گی۔

دسواں پارہ

📖.....جب وَاعْلَمُوْا شروع ہوجائے تواب حسبِ سابق سبقی پارہ تو نویں پارے کے دوسرے نصف سے سنا جائے اور باقی ساڑھے نو پاروں کواب بھی بارہ ہی حصوں میں تقسیم کیا جائے اس طرح کہ پہلے دن تین تین ربع اورآخری دودن پوراپورا سنا جائے۔

📖.....جب وَاعْلَمُوْا کا دوسرا نصف شروع ہوجائے تواب سبقی پارہ کے طور پرتو اسکے شروع سے سنا جائے اور عَمَّ سمیت باقی دس پاروں میں سے ہرروز منزل کے طور پرایک سیپارہ سنا جائے۔ یہاں پہنچ کر پارہ سننے کا مشکل مرحلہ طے ہوگیا۔ اب اسکے بعد کی بات آسان ہے اوروہ یہ ہے کہ اب اس طرح کی ترتیب بنائی جائے کہ سبقی پارہ کے طور پرتو روزانہ پوراایک پارہ سنا جائے اورمنزل کے طور پراگر ہوسکے تو سواپارہ ورنہ کم ازکم ایک تو ضرورہی سنا جائے اور پندرھویں پارے کے ختم تک اسی طریقہ کواپنایا جائے۔

سولہواں پارہ

📖.....جب سولہواں پارہ شروع ہوجائے توسبقی پارہ تواب بھی ایک ہی کافی ہے البتہ منزل کا پارہ اب ایک سے بڑھا کرسوایا سوا سے بڑھا کر ڈیڑھ کر دیا جائے اور بیسویں پارے کے ختم تک یہی طریقہ اپنایا جائے۔

اکیسواں پارہ

جب اکیسواں پارہ شروع ہوجائے توسبقی پارے کے طور پرتواب بھی ایک ہی پارہ سننا کافی ہے البتہ آموختہ (پڑھاہوا) ڈیڑھ سے بڑھا کردو پارے کر دینا چاہیئے اور ختم قرآن تک اسی کومعمول بنایا جائے

لیکن یہ جبکہ استاذ کے پاس بھی وقت ہو اور طالب علم بھی مستعدی کا مظاہرہ کرے۔ ورنہ بیسویں کے بعد بھی ڈیڑھ ہی کافی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سوا تو ضرور ہی سنا جائے۔ یہ کم سے کم مقدار ہے، البتہ سبقی پارے کی مقدار ایک سے زیادہ نہ بڑھائی جائے۔

فائدہ.... میں نے اپنی ناقص سمجھ کے موافق انتہائی غور وفکر اور سوچ و بیچار کے بعد یہ ترتیب درج کی ہے اسمیں اس بات کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھا ہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر حصہ پر محنت یکساں ہو اور یہ نہ ہو کہ کسی حصہ پر محنت زیادہ ہو جائے اور کسی حصہ پر کم۔ (قواعدِ ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۸)

سبق کی مقدار

طالبِ علم کو روزانہ ایک محدود مقدارِ سبق ہی یاد کرنی چاہیئے تا کہ خوب رُسوخ پیدا ہو جائے اور ساتھ ساتھ راحت رسانی بھی ہوتی رہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۱ ملتان/صفحہ ۱۱۸ حاصل پور)

تنبیہ.... حفظ میں اس بات کا بطورِ خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ اپنی طاقت اور برداشت سے زیادہ مقدارِ سبق یاد نہ کیا جائے ورنہ طَلَبُ الْکُلِّ فَوْتُ الْکُلِّ والا معاملہ ہو جائیگا۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۱ ملتان/صفحہ ۱۱۸ حاصل پور)

📖.... حضرت ابو العالیہؒ کا قول ہے تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ خَمْسَ آیَاتٍ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْخُذُہٗ مِنْ جِبْرِیْلَ خَمْسًا خَمْسًا. تم قرآن کریم کو پانچ پانچ آیتیں کر کے سیکھو کیونکہ جبرئیل امین علیہ السلام سے حضورِ اقدس ﷺ نے (عام طور پر) پانچ پانچ آیتیں کر کے ہی قرآن سیکھا ہے۔

📖.... بعض علماء کا ارشاد ہے: مَنْ تَعَلَّمَ خَمْسًا خَمْسًا لَمْ یَنْسَہٗ: جس نے پانچ پانچ آیتیں کر کے قرآن حاصل کیا وہ اُسے نہ بھولے گا۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۱ ملتان/صفحہ ۱۱۸ حاصل پور)

فائدہ.... اگر تم پوری باقاعدگی و پابندی کیساتھ روزانہ صرف پانچ آیتیں بھی حفظ کرتے رہو تو بغیر کسی کُلفت و دِقت کے صرف چار سال کے عرصہ میں بہت آسانی سے حافظِ قرآن بن سکتے ہو۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۵ ملتان/صفحہ ۱۲۱ حاصل پور)

📖.... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ کَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ فَابْغُوْا لَھَا طَرَائِفَ الْحِکَمِ جس طرح بدن تھک جاتا ہے اسی طرح دل بھی تھک جاتا ہے لہٰذا دل کی تازگی کیلئے حکمت آمیز خوش طبعی کی باتیں کیا کرو۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۱ ملتان/صفحہ ۱۱۸ حاصل پور)

📖.... استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں اسکی کوئی

مقدار معین نہیں، یہ طالب علم کی استعداد پر موقوف ہے حتیٰ کہ (بعض) طالب علم ایسے سنے گئے ہیں جنہوں نے صرف ایک ہی سال میں حفظ کرلیا۔ بعض ایسے بھی پائے گئے ہیں جو پانچ سال میں بھی نہیں کر پائے۔ پس اس بارے میں اگر کوئی ضابطہ ہے تو وہ یہی ہے کہ استاذ طالب علم کی اِستعداد کو مدِ نظر رکھے۔ شروع میں اس پر کم سے کم بار ڈالے پھر جوں جوں طالب علم کا ذہن کھلتا اور شوق بڑھتا جائے توں توں مناسب رَفتار کیساتھ اِضافہ کرتا جائے۔ (قواعد ہجا القرآن صفحہ ۱۶۶)

📖 ....استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مطالعہ (سبق) کی مقدار میں بچوں کے حافظہ اور صحت کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔

تنبیہ....بعض مدرسین زیادہ زیادہ پڑھانے کی حرص کیا کرتے ہیں، سوایسا نہ چاہیئے۔

فائدہ....بعض بچے کبھی کبھی زیادہ پڑھنے کا شوق کیا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں بچوں کے شوق کی رعایت رکھتے ہوئے مناسب مقدار رکھی جاوے کہ بچے بغیر تھکاوٹ کے یاد کر کے علی الصحیح سنا سکیں اور آموختہ (پچھلا پڑھا ہوا) کو بھی پوری طرح محفوظ رکھ سکیں۔ خلاصہ یہ کہ اتنی مقدار رکھی جاوے کہ جس پر مداومت ہو سکے کہ حضور ﷺ نے ایسے ہی عمل کو خَیْرُ الْعَمَلِ فرمایا ہے۔ (آدابِ تلاوت صفحہ ۵۷)

فائدہ....اگر آسان آیات آرہی ہوں تو بچے کا حوصلہ بڑھا دیا جائے کہ آیتیں تو پڑھی ہوئی ہیں اسلیئے آج مطالعہ کی (کچھ) مقدار زیادہ کرلو۔ ویسے بندہ کے تجربہ میں ایک بات یہ بھی آئی ہے کہ اگر استاذ سارا بوجھ اپنے اُوپر رکھتا جائے اور شاگرد اس کے پیچھے چلنے کا عادی ہو جائے تو بہت مشقت ہوتی ہے۔

(قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۲)

📖 ....استاذ محترم اندازہ اور تخمینہ سے سبق دیدیں بعدہٗ حسبِ استعداد و ذہانت مقدارِ سبق متعین کردیں طالب علم پر اسی مقدار مقررہ کی پابندی لازمی ہوگی اور اپنی رائے کو اسمیں ہرگز دخیل نہ بنانا ہوگا۔

(رہنما مدرسین صفحہ ۱۳)

📖 ....بعض آدمی دو من وزن اٹھالیتے ہیں لیکن بعض دو سیر بھی نہیں اٹھا سکتے ہیں، کئی آدمی بیسیوں میل پیدل چل سکتے ہیں لیکن بعض آدمیوں کیلئے ایک میل چلنا بھی بھاری ہو جاتا ہے بعض آدمی کئی سیر کھانا کھا جاتے ہیں لیکن بعض آدمی ایک پاؤ بھی کھالیں تو بدہضمی کا شکار ہو جاتا ہے۔

📖 ....دل و دِماغ میں بھی تفاوت ہوتا ہے بعض لوگوں کا دل و دماغ اتنا تیز اور مضبوط ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک گھنٹہ میں دسیوں صفحے حفظ کر لیتے ہیں۔

فائدہ....کئی آدمی دسیوں دِن میں ایک صفحہ بھی حفظ نہیں کر سکتے ہیں۔اب اگر یہ آدمی جس کی مقدارِ حفظ یومیہ ایک صفحہ بھی نہیں ہے ایک دن میں پہلے آدمی کی حرص کر کے دسیوں صفحے یاد کرنے کا خواب دیکھنے لگے تو ''کوّا چلا ہنس کی چال اپنی بھول گیا'' کے مصداق دس تو کجا ایک صفحہ سے کم سے بھی جائیگا۔

تنبیہ..... ہر شخص (طالب علم) کو اپنی استطاعت کے مطابق سبق کی مقدارِ مقررہ کرنی چاہیئے، اور اس بارے میں میانہ روی اور تدریجی عمل کو بروئے کار لانا چاہیئے، استطاعت وتحمل سے زیادہ کی ہرگز حرص نہ کرنی چاہیئے۔

فائدہ....دیکھئے! جب ہم کوئی عمارت تعمیر کرتے ہیں تو روزانہ صرف چند چند گز ہی تعمیر کرتے ہیں تاکہ اس کے اندر خوب مضبوطی اور جماؤ پیدا ہوتا چلا جائے ورنہ اگر ایک ہی دن میں پوری عمارت کھڑی کر دینگے تو یا تو عمارت کمزور رہ جائے گی یا پھر یکدم دھڑام سے ساری عمارت نیچے آپڑے گی۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ۱۸۱ ملتان/صفحہ ۱۱۸ حاصل پور)

سبق دینے کا طریقِ کار

حضرت قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہ فرماتے ہیں کہ سبق دینے کا طریقہ بھی کوئی ضابطہ کی چیز نہیں۔یہ بھی استعداد پر موقوف ہے۔بعض کو تو صرف اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ سبق سن کر آگے نشان لگادیں یہ کام صبح کے وقت سبق سن کر ساتھ کیساتھ بھی کیا جاسکتا ہے اسمیں بھی سطر کی تعداد کا لحاظ رکھنا ضرور نہیں۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۲)

سبق کس وقت پڑھایا جائے

شیخ التجوید حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ صبح سب سے پہلے تو کل کا سبق سنا جائے۔اس کے بعد سبقی پارہ سنا جائے (اگر وقت ہو تو صبح والا سبق دوبارہ سنا جائے کیونکہ اس سے طالب علم کا بوجھ ہلکا ہو جائیگا اور وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کریگا، اسلیئے کہ جب وہ سبق سنا چکے گا تو اب وہ یہ محسوس کر کے خوش ہوگا کہ میرا آج کا دن ضائع نہ ہوا اور اب مجھے آگے سبق مل جائیگا، کیونکہ طالب علم کی ترقی اگلے سبق کے ملنے پر ہی موقوف ہے) پھر آگے سبق پڑھایا جائے۔جو لڑکے ذہین اور محنتی ہوں ان سے پہلے سنا جائے اور جو اس طرح کے نہ ہوں ان کا بعد میں سنا جائے تاکہ انکو یاد کرنے کیلئے کچھ وقت مزید مل جائے میرے اساتذہ کا یہی معمول تھا اور یہی بہتر بھی ہے۔ (قواعد ہجا القرآن صفحہ ۱۶۶)

سبق یاد کرنے کا وقت

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ (سبق یاد کرنے کے تین وقت ہیں):

(۱)...سبق لینے کے وقت سے کچھ دیر بعد تک۔

(۲)...مغرب تا عشاء۔

(۳)...صبح سبق سنانے سے پہلے۔ جب تک کوئی سبق تین مرتبہ یاد نہیں کیا جاتا، پرانے استاذوں کا تجربہ ہے کہ وہ اس وقت تک اچھی طرح یاد نہیں ہوتا۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۶۸)

📖...استاذ الاساتذہ حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مطالعہ (سبق) یاد کرنے کا بہترین وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی زمانہ ہے اسمیں **بحمدہٖ تعالیٰ** جلدی یاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ...اگر رات کو پورا مطالعہ یاد کرنے کے بعد کچھ ہچکچاہٹ باقی ہو اور پوری تسلّی کے قابل نہ ہوا ہو تو بالکل فکرمند نہ ہو۔ ان شاءاللہ صبح کو بہت جلد سنبھل جائیگا کیونکہ تہجد کے وقت سے سورج نکلنے تک کا عرصہ بھی یاد کرنے کیلئے نہایت عمدہ اور مبارک ہے (بشرطیکہ رات کو کسی درجہ میں کچا یاد کیا ہو۔ ابو معاویہ غفرلہٗ) بزرگوں نے اسی طرح لکھا ہے اور مجھے بھی ایک عرصہ سے اس کا تجربہ ہے پھر صبح کو اگر تہجد کے وقت اٹھنے کی توفیق ہوتی رہے تو **نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ** پہلے کم از کم چار رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھے۔ اور دُعا مانگے اس کے بعد اسی رات والے مطالعہ (سبق) کو کم از کم پندرہ مرتبہ کہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ بالکل یاد ہو جائیگا۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۶/جدید ۷۰)

📖...حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ جو استاذ مغرب کے بعد نہیں پڑھاتا وہ حفظ نہیں کرا سکتا کیونکہ مطالعہ یاد کرنے کا بہترین وقت مغرب اور عشا کا درمیانی زمانہ ہے۔

(رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۵)

نوٹ...عشاء سے پہلے ہر ایک طالب علم کا کچا پکا سبق سننا انتہائی ضروری ہے اسمیں غفلت اور سستی کرنا نقصان دِہ ہے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۶/کتب تدریس)۔

بار بار دُہرانا حفظ کی بنیاد ہے

اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَّالتَّکْرَارُ اَلْفٌ یعنی سبق ایک حرف ہے اور تکرار ایک اَلف (ہزار) مرتبہ ہے۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۶۰ ملتان/صفحہ ۲۲۹ حاصل پور)

📖 .... حضرت کیا ہراسیؒ اپنے سبق کا ستر سے زیادہ تکرار کرتے تھے۔
(فضائل حفاظ القرآن صفحہ۱۸۲ ملتان/صفحہ۱۱۹ حاصل پور)

📖 .... حضرت ابو اسحاق شیرازیؒ سبق کو سو مرتبہ لوٹایا کرتے تھے۔
(فضائل حفاظ القرآن صفحہ۳۴۹ ملتان/صفحہ۲۲۳ حاصل پور)

📖 .... حضرت ابن الجوزیؒ کہتے ہیں کہ حسن بن ابی بکر النیشابوریؒ نے فرمایا لَا يَحْصُلُ الْحِفْظُ لِيْ حَتّٰى يُعَادَ خَمْسِيْنَ مَرَّةً : مجھے حفظ، پچاس مرتبہ لوٹانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔
(فضائل حفاظ القرآن صفحہ۳۴۹ ملتان/صفحہ۲۲۳ حاصل پور)

📖 .... حضرت ابن شہاب زہریؒ کا قول ہے کہ شروع میں دل کی مثال گھاٹی کی طرح ہوتی ہے یعنی وہ چھوٹا سا ہوتا ہے جو زیادہ مسائل واَبحاث کا متحمل نہیں کر سکتا ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ اسکی مثال وادی ومیدان کی طرح ہو جاتی ہے کہ پھر اسمیں جو چیز بھی آتی ہے سما جاتی ہے۔

📖 .... بعض حضرات کا قول ہے: كُلُّ وِعَاءٍ اُفْرِغَتَ فِيْهِ شَيْئًا فَاِنَّهٗ يَضِيْقُ اِلَّا الْقَلْبُ فَاِنَّهٗ كُلَّمَا اُفْرِغَ فِيْهِ اِتَّسَعَ ہر برتن ایسا ہے کہ اسمیں جتنی زیادہ چیز ڈالو گے اتنا ہی تنگ ہوتا جائیگا لیکن صرف دل ایک ایسا برتن ہے کہ اسمیں جتنا علم بھی ڈالتے جاؤ گے اتنا ہی وہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائیگا۔

فائدہ.... حضرت ابو حامدؒ کا قول ہے کہ قراءۃ خفیفہ فہم (سمجھنے) کیلئے ہے اور قراءۃ رفیعہ (بلند آواز) حفظ کیلئے ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ۱۸۳ ملتان/صفحہ۱۱۹ حاصل پور)

فائدہ.... سو مرتبہ، سبق سبقی پارہ منزل کے جن مقامات پر آپ نے غلطیوں کے نشانات لگائے ہیں اُن میں سے ہر ہر مقام کو آگے پیچھے والے دو دو یا تین تین کلمات کیساتھ ملا کر سو سو (۱۰۰) مرتبہ خوب صحیح صحیح بغور اِس طرح دُہرائیں کہ آئندہ پوری عمر میں وہ غلطی پھر کبھی آپ سے قطعاً سرزد نہ ہو، یہ تکرار والا عمل ہرگز نہ چھوڑیں کیونکہ یہ ضبط کی رُوحِ رواں ہے بلکہ بعض وُجوہ سے اسکو ذہانت پر بھی فوقیت حاصل ہے بغیر اِس عمل تکرار کے آپ ضبطِ قرآن میں ہرگز کامران نہیں ہو سکتے ہیں۔
(فضائل حفاظ القرآن صفحہ۳۶۱ ملتان/صفحہ۲۳۰ حاصل پور)

📖 .... جب سبق خوب یاد ہو جائے تو استاذ کو یا کسی معتمد علیہ ساتھی کو سنائیے اور غلطی کی جگہ پر پنسل وغیرہ کے نشانات لگواتے جائیے، بعد میں اِن تمام نشانات کو آگے پیچھے والے دو دو یا تین تین کلمات کیساتھ ملا کر سو سو مرتبہ خوب غور وفکر سے اس طرح دُہرائیں کہ آئندہ پوری زندگی میں وہ غلطی قطعی سرزد نہ ہو (عربی مقولہ) فَاِنَّ

الشّئ ءُ اِذَاتکرَّرَ تقرَّرَ یعنی کوئی چیز بار بار دُہرائی جاتی ہے تو خوب ایسا از براور فر فر ہو جائے کہ اُس میں کسی ایک کلمے یا حرف یا حرکت میں بھی آپ کو کوئی ایسا اِشکال باقی نہ رہے کَاَنَّہٗ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہے)۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۶۱ ملتان/صفحہ ۲۳۰ حاصل پور)

☆....ایک یہ کہ اُستاذ کو سنانے کے دوران جن مقامات میں غلطی آئی ہے اُن کی نشان زدگی کرتے جاؤ اور پھر ہر ہر مقام کو دو دو تین تین کلمے آگے پیچھے سے ملا کر سو سو مرتبہ کہیں پھر پوری عمر اِن مقامات میں کبھی غلطی واقع نہ ہو۔

☆....دوسری یہ کہ جن مقامات میں غلطی نہیں آئی اُنہیں پوری عمر ایسی بھر پور توجہ و خیال سے پڑھیں کہ اُن میں کبھی غلطی کی نوبت نہ آئے، اگر آپ نے اِن دو باتوں پر عملدرآمد کر لیا تو سمجھ لو کہ آپ کو قرآن کریم سورۃ فاتحہ کی طرح پختہ ہو جائیگا **بفضل اللہ و توفیقہٖ** اس عمل کو برابر جاری رکھیں اور ہرگز اسمیں کمزوری اور کمی نہ آنے دیں۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۵۵ ملتان/صفحہ ۱۰۲ حاصل پور)

اصل سبق کی مثال

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ بنیادی طور پر یومیہ سبق، فاتحہ کی طرح خوب از بر کرنا ضروری ہے تا کہ اُن کا اسباق کی روشنی میں پورا قرآن کریم بھی خوب مضبوط ہو۔ اگر خدانخواستہ یومیہ اسباق کمزور رہتے چلے گئے تو پھر پوری عمر حفظ کمزور و غیر تسلی بخش ہی رہے گا اور اس کے بعد آپ خواہ کتنی بھی محنت کرلیں معیاری پختگی قطعاً حاصل نہ ہو سکے گی۔ (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے)

📖....مقررہ طریقہ کے مطابق خوب از بر اور نوکِ زبان کیا جائے کیونکہ آپ قرآنِ کریم کا جتنا حصہ بھی حفظ کریں گے اُس کی نبیاد یہی سبق بنے گا حتّٰی کہ پورا قرآن شریف بھی ایک ایک سبق کر کے ہی حفظ ہوگا پس جب نبیاد ہی کمزور ہوگی ظاہر ہے کہ اس پر تیس پاروں کی عمارت کی تعمیر بھی لامحالہ (یقیناً) کمزور ہی رہے گی۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۶۱ ملتان/صفحہ ۲۳۰ حاصل پور)

مطالعہ بچے سے نکلوایا جائے

استاذ الاساتذہ حضرت قاری محمد شریف صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ سبق پڑھانے کی بہتر صورت یہ ہے کہ پہلے شاگرد سے مطالعہ نکلوایا جائے اور پھر اس کو اپنے سامنے بٹھلا کر بقدرِ ضرورت ایک یا دو مرتبہ سن لیا جائے۔

تنبیہ.....اگر آپ پہلے شاگرد سے مطالعہ نہیں نکلوائیں گے اور پہلے ہی مرحلہ میں اپنے رُو برو بتلالیں گے تو طالب علم کے اندر خود اعتمادی پیدا نہیں ہوگی اور وہ آپ کے سامنے سے ہٹنے کے بعد بطورِ خود نہیں پڑھ سکے گا، لیکن یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ آپ نے پہلے اس کو ناظرہ پڑھایا ہو۔ (قواعد ہجا القرآن صفحہ ۱۶۷)

فائدہ.....اگر طالب علم پر ہی بوجھ ڈالا جائے تو وہ آہستہ آہستہ کافی بوجھ اُٹھانے کا عادی ہوجاتا ہے۔ اسلیئے مجموعی ماحول درسگاہ کا ایسا ہونا چاہیئے کہ طالب علم خود ہی مطالعہ تیار کرے۔

فائدہ.....استاذ کا کام صرف یہ ہو کہ وہ سن کر اگلے سبق کا نشان لگادے۔ اس طور پر ہم نے قاعدہ والے بچوں کو بھی چلا کر دیکھا تو وہ اپنے ہم درسوں سے پوچھ کر یاد کرلائے۔

تنبیہ.....اگر کہلوانے اور بتانے پر ہی رکھا تو بعض اوقات چھ پارے سات پارے پڑھ چکے ہیں مگر مطالعہ پر قابو نہیں۔ استاذ انگلی پکڑ کر انہیں چلاتے ہیں ورنہ اندیشہ ہوتا ہے کہ انہیں مطالعہ رواں نہ کرایا گیا تو ایک دن کا سبق رہ جائیگا۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۲)

فائدہ.....طلباء کو مطالعہ یاد ہونے باوجود استاذ کا کہلوانا بچوں کو حدر سے پڑھنے کا طریقہ آجاتا ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے آجکل اکثر درسگاہوں میں سبق کہلوانے کا مزاج نہیں رہا، صرف نشان لگادیا اور بس! یہی وجہ ہے کہ اکثر طلباء کا کوئی ایک پختہ لہجہ اور انداز نہیں ہوتا: فتدبروا۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

چھوٹے بچوں کا مطالعہ

استاذ الاساتذہ حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹے اور بد شوق بچوں کا مطالعہ یا تو اپنے ذمہ لیں اور اسی طرح ایک ایک آیت یاد کرا کر سنتے رہیں یا ایسے طلبہ کے سپرد کیا کریں جو ہوشیار اور قابلِ اعتماد ہوں اور انکا ذہن و حافظہ اچھا ہو اور اپنا کام جلدی کرلیتے ہوں۔ وہ اسی طرح سُن سُن کر یاد کرائیں اس طرح ان شاء اللہ ان کا وقت بھی بالکل ضائع نہ ہوگا اور اساتذہ کو بھی کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۷۵/جدید ۷۸، رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۶)

فائدہ.....جو طلباء (یادداشت کے اعتبار سے) کمزور ہیں ان کی کمزوری اگر تو کسی عارضی سبب سے ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر صورت حال ایسی ہے کہ اس کیساتھ کسی فہیم طالب علم کو جوڑ دیا جائے تو اسے معاونت مل جائے گی اور بہتر وصولی کی امید ہے تو یہ طریق کار اختیار کرلیا جائے۔

فائدہ.....اگر کسی معین طالب علم کی معاونت کے باوجود اور ذاتی بھرپور محنت کے باوجود مشکلات پیش آرہی ہوں تو درسگاہ سے تو اس کا اخراج نہ کیا جائے البتہ سبق میں کمی رکھی جائے جیسے تعلیم وتکان کا دہرا اجر

وثواب اسکو مل رہا ہے استاذ کو بھی ضرور ملے گا۔ جو مقصودِ اصلی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اگر چہ ایسے طلباء کرام کا وقت زیادہ لگ جاتا ہے مگر یہ بے چارے اطاعت شعار، خدمت گزار اور باادب ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ نہ ہونے سے ہزار درجہ بہتر ہوجاتے ہیں بلکہ بعض اوقات اپنا اچھا یاد نہ ہونے کے باوجود معلم اچھے بن جاتے ہیں اور اساتذہ کرام کیلئے صدقہ جاریہ ثابت ہوتے ہیں۔

فائدہ.... بارہا اس کا مشاہدہ ہوا کہ دورانِ تعلیم کمزور طلباء کرام بعد میں نہایت لائق مدرس بنے اور ان کا خوب فیض ہوا۔ اُن کا زمانہ تدریس زمانہ تعلیم سے بالکل مختلف اور ان میں کوئی باہمی مطابقت معلوم نہیں ہوتی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جن سے کام لینا چاہیں لے لیتے ہیں۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۴۹)

مطالعہ یاد کرانے کا طریقہ

شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سبق کے یاد کرنے کا طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے ایک آیت کو دیکھ کر اتنی مرتبہ کہے کہ زبان پر خوب رواں ہوجائے اور پھر قرآن شریف بند کر کے اسی آیت کو اتنی مرتبہ زبانی کہے کہ وہ دماغ میں بھی محفوظ ہوجائے، پھر اسی طرح دوسری آیت کو پہلے دیکھ کر اور پھر زبانی کہے اور پھر دونوں آیتوں کو ملا کر چند بار کہہ لے۔ ایسے ہی جتنا سبق پڑھا ہو ایک ایک آیت کر کے پہلے دیکھ کر اور پھر زبانی کہتا جائے اور ہر آیت کے بعد پچھلی تمام آیتوں کو ملاتا جائے، جب سارا سبق اس طرح یاد کر چکے تو اب اسی طرح آخر کی طرف سے شروع کی طرف یاد کرتا ہوا پہنچے، تاکہ محنت کا توازن سارے سبق پر یکساں (برابر) ہوجائے، کیونکہ پہلی مرتبہ پہلی آیت پر زیادہ محنت ہوئی تھی اور دوسری پر اس سے کم اور پھر تیسری پر اس سے بھی کم حتی کہ آخری آیت پر سب سے کم محنت ہوئی تھی اور اس مرتبہ اسکے برعکس سب سے زیادہ محنت آخری آیت پر ہوگی پھر اس سے کم اس سے پہلی اور پھر اس سے پہلی پر حتی کہ پہلی آیت پر اب محنت سب سے کم ہوگی اور اس طرح محنت کا پورے سبق پر توازن یکساں ہوگا۔

تنبیہ..... یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جائے کہ جب سبق زیادہ سے زیادہ ایک رکوع ہو اور اگر رکوع سے زیادہ ہو تو پھر سبق کو ایک سے زیادہ حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ کے اندر الگ الگ یہ عمل جاری کرے اور سب حصوں کو یاد کرنے کے بعد پھر سارے سبق کو چند بار کہہ لے، کیونکہ اگر سبق رکوع سے زیادہ ہوگا اور سارے سبق کو ایک ہی حصہ قرار دے کر اسمیں یہ طریقہ جاری کیا جائیگا تو بہت دیر لگ جائے گی اور یاد کرنے والے کی طبیعت بھی اکتا جائیگی۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۴)

فائدہ... ایک آیت کو پوری طرح محفوظ کرے، پھر اس سے اگلی آیت کو، پھر ان دونوں کو کم از کم دس بار کہے۔

پھر تیسری آیت کو یاد کر کے تینوں کو دس بار کہے غرض اسی طرح آخر تک ایک ایک آیت یاد کرتا جائے اور مطالعہ کے شروع سے ملاتا جائے اور پھیرے دیتا جائے، پھر اسی طرح آخر کی طرف سے ایک ایک آیت کو لیتا جائے اور ہر آیت کیساتھ ملا کر دس دس مرتبہ پھیرا دیتا جائے اور شروع مطالعہ تک اسی طرح آجائے اور یہ اس حالت میں ہے کہ مطالعہ رُبع پارہ (ایک پاؤ) کا پانچواں حصہ یا اس کے قریب قریب ہو۔

فائدہ.... اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر مطالعہ کے دو حصے کرے اور ہر حصہ کو اسی طرح یاد کرے۔ جب دونوں حصے یاد ہو جائیں تو پہلے نصف کے آخری اور دوسرے نصف کی اوّل آیت (دونوں) کو ملا کر پچیس بار کہے اسکے بعد سارے مطالعہ کو متعدد بار کہہ لے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۵/جدید ۷۰)

پڑھتے وقت ہلنے کی تین وجوہ

(۱)....چستی رہتی ہے اور سُستی ولا پرواہی پیدا نہیں ہوتی۔

(۲)....جھومنے اور وجد کی سی کیفیت کی نقل جس پر اصلی نتیجہ مرتب ہو جاتا ہے۔

(۳)....تڑپ اور طلب کا اظہار، کہ ہم قرآن پاک کے حصول کیلئے ہمہ تن مصروف ہیں اور اسمیں ہمارا پورا جسم اور بدنی کوشش درکار ہے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۹۲)

ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ سننا

استاذ الاساتذہ شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہتر تو تمام مدرسین کیلئے یہی ہے کہ ہر ہر بچے کا الگ الگ اور فرداً فرداً سنا کریں کیونکہ اس سے استاذ کی شاگرد کی طرف توجہ پوری طرح مُنعَطِف (متوجہ) رہتی ہے جس کی وجہ سے اسکی غلطیوں کی اصلاح اچھی طرح ہوتی رہتی ہے لیکن یہ اُسی مدرس کیلئے ممکن ہے جس کے پاس زیادہ سے زیادہ دس طالب علم ہوں اس سے زیادہ کا فرداً فرداً سننا ممکن نہیں۔

فائدہ.... جن معلمین کے پاس طلباء کی تعداد زیادہ ہو تو وہ اگر دو یا زیادہ سے زیادہ تین کا بھی ایک ساتھ سن لیا کریں، تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کیلئے ایسا کرنا ناگزیر (ضروری) ہے مگر اس کیلئے طریقہ یہ اختیار کیا جائے کہ دو دو بچوں کی جماعت بنادی جائے۔

فائدہ.... ایک جماعت کو اپنے دائیں اور دوسری کو بائیں اور اگر تین ہوں تو ایک کو سامنے بٹھلائیں اور ہر جماعت کے دو میں سے ایک پڑھے اور دوسرا سنے۔ اور استاذ خوب چوکنا اور مُستَعِدّ (چست) ہو کر پڑھے

اور سننے والے دونوں ہی کو استاذ کی مستعدی کا علم ہو اور پڑھنے والے کو غلط اور سننے والے کو غلطی نہ بتلانے کی صورت میں استاذ کی ڈانٹ ڈپٹ کا ڈر ہو پھر (استاذ) کبھی دائیں طرف والے کبھی بائیں طرف والے اور کبھی سامنے والے کی طرف پوری طرح کان لگائے اس سے تینوں جماعتیں پوری طرح چوکس رہیں گی، ہر جماعت یہ سمجھے گی کہ استاذ میری طرف متوجہ ہے لیکن ایسا کرنا اُسی استاذ کیلئے ممکن ہے جو ماہر ہو اور قرآن پر عبور (خوب مہارت) رکھتا ہو اور ایک طویل زمانہ سے درجہ حفظ میں کام بھی کر رہا ہو اور ہو بھی مستعد اور چست طبع۔ لہٰذا اگر استاذ بالکل مبتدی (پڑھانے کے اعتبار سے ابتدائی) ہو تو اس کے سپرد ایسا درجہ نہیں کرنا چاہیئے جس میں پندرہ بلکہ بارہ سے زیادہ طلبا ہوں ورنہ نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلے گا۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۶۹)

تنبیہ..... استاذ الحفاظ شیخ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہتر تو تمام مدرّسین کیلئے یہی ہے کہ ایک ایک بچہ کا سنا کریں کہ اس سے تلفظ و حرکات کی غلطی سے حفاظت رہتی ہے۔ اگر کوئی ماہر ہو، اور قرآن پر پوری طرح عبور رکھتا ہو (جو فی زمانہ بہت کم ہوتا ہے۔ رحیم بخشؒ) اور ایک طویل زمانہ سے درجہ حفظ میں کام کر رہا ہو چست طبع ہو، ایسا شخص دو یا زائد بچوں کا مناسب تجویز کیساتھ سنے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جس میں اُن میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جاتی ہو اس کیلئے ایسا کرنا تو کسی طرح جائز نہیں۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۰/جدید ۶۷/رہنمائے مدرّسین صفحہ ۲۰)

تنبیہ..... استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ و حضرت قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ ہر استاذ کیلئے (بغیر کسی اِستثناء کے) خواہ اُسے قرآن مجید کتنا ہی یاد ہو طالب علم کا قرآن مجید ختم ہونے تک سبق، سبقی پارہ اور ختم کے گردان کا اگلا پارہ پوری یکسوئی و توجہ کیساتھ از خود سننا ضروری ہے اسمیں تساہل (سستی) برتنا بہت بڑی غلطی ہے جس کا ازالہ (بعد میں) بے حد مشکل ہے۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۱/جدید ۶۸/رہنمائے مدرّسین صفحہ ۲۰)

تنبیہ..... حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں یہ جو عام طور پر سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص کے فلاں فلاں پارے کچے ہیں، تو میرے خیال میں اسکی وجہ ان دو میں سے ایک ہوتی ہے۔ یا تو وہ پارے سبق میں ہی کچے رہ گئے ہوتے ہیں۔ یا پھر یہ ہوتا ہے کہ ان پاروں پر محنت کا توازن دوسروں کے برابر نہیں ہوتا اور حاصل ان دونوں کا ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان پاروں پر محنت کم کی گئی ہوتی ہے۔

(قواعدِ ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۸)

فائدہ..... حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ سبق تو استاذ بہر صورت خود سننا

چاہیئے اگر چہ اسکی ایک ترتیب بنالی جائے کہ طالب علم پہلے اپنے طور پر کسی کو سنالے ۔ جب اسے اطمینان ہوجائے تو استاذ کے مقرر کردہ کچھ جید طلباء کو سنالے ۔ جب وہ صحیح بتلادیں تو پھر آخر میں خود سُن لے، بہر حال سبق کی تمام تر ذمہ داری تو استاذ پر ہونی چاہیئے ۔

تنبیہ..... بعض اوقات سبق میں پختہ غلطیاں رہ جاتی ہیں ۔ وہ منزل میں بھی اسی طرح چلتی رہتی ہیں ۔ اسلیئے پختہ غلطیاں منزل میں ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ استاذ یا تو سبق سنتے نہیں یا ذمہ داری سے نہیں سنتے ۔ نسیان (بھول جانے) کی غلطیاں تو زندگی بھر رہتی ہیں انسانی کمزوری ہے تاہم اَغلاط پر اس طرح قابو پایا جاسکتا ہے ۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۳)

📖..... عام طور پر یہ مشکل ہوتا ہے کہ استاذ سب کا خود ہی سنے لیکن تشکیلِ نظام کی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کہ ہر طالب علم کو فکر دامن گیر ہو کہ استاذ محترم نے میرا ہی سننا ہے ۔ اسلیئے وہ یاد خوب کر کے لائیگا ۔

تنبیہ..... بندہ طلباء کرام کو سمجھاتے ہوئے یہ جملہ کہا کرتا ہے بالخصوص جو طلباء بار بار سناتے ہیں کہ ''بار بار یاد کر کے ایک دفعہ سناؤ، بار بار سنا کر یاد نہ کرو'' سادہ لفظوں میں ایک اسکی تعبیر یہ بھی ہے کہ استاذ اپنے سے متعلقہ کام سے کلیتًا بے فکر ہو کر طلباء کو کام نہ سونپ دے خود بھی سنے اگر چہ سارا نہ سنے، طلباء کرام سے بھی سنوائے ۔ مگران کے سنے ہوئے میں سے بھی سنے ۔

📖..... اگر کوئی غلطی نظر آئے کہ دونوں کو معلوم نہیں تو دونوں کو بلوا کر اپنے سامنے صحیح کرائے ۔ بہر حال جیسے خود کو یاد ہونا تعلیم کا ایک حصہ ہے، اسی طرح صحیح سننا بھی تعلیم کا حصہ ہے ۔

📖..... طالب علم کو صحیح سننا آنا چاہئے اور وہ سنوانے سے ہی آئیگا ۔ پھر اس سننے سنانے کے نظام میں بعض اساتذۂ کرام جوڑی تشکیل دے دیتے ہیں ۔

📖..... بعض درسگاہوں میں روزانہ نئے طالب علم کا تقرر کیا جاتا ہے اور اسمیں اس نکتے کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جو کسی کو سنا کر آیا تو وہ اس کا نہ سنے ۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۳)

صحیح طور پر سننے کا طریقہ

استاذ الحفاظ حضرت قاری عبید اللہ رحیمیؒ فرماتے ہیں کہ سبق، مطالعہ اور گردان کا سبق اساتذہ خود پوری توجہ سے سنیں تا کہ کہیں زیر، زبر وغیرہ کی کوئی غلطی یا ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے کی غلطی نہ رہ جائے اس کے علاوہ درج ذیل آٹھ (۸) اُمور کا خیال بھی رکھیں ●..... جن حروف کی آوازیں ملتی جلتی ہیں انکو صاف صاف اور علیحدہ علیحدہ کرا کر پڑھوائیں اس طرح کے حروف کل بارہ ہیں: ہ . ح . ء . ع . ق . ک .

ط.ت. ذ. ز. ث.س ...غنہ اور مد ہرگز نہ چھوٹنے دیں غنہ کرتے وقت نون ساکن ومشدّ داور میم ساکن ومشدّ دسے پہلے حرف کی حرکت کو لمبا ہونے اور اس کیساتھ مدہ کے پیدا ہونے سے احتیاط کرائیں جیسے مِنْ ذَهَبٍ. وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ،اِنَّ،مِمَّ بےاحتیاطی سے مِیْنْ ذَهَبٍ،وَلَمْ تَظْلِیْمْ مِنْهُ،اِیْنَّ،مِیْمَّ بن جاتا ہے جو بہت بڑی غلطی ہے۔

(۳)....ساکن حرف کے بعد ھمزہ کو صفائی سے ادا کرائیں جیسے قَدْاَفْلَحَ وغیرہ۔

تنبیہ....ذیل کی سولہ(۱۶) صورتوں میں حروف کی صحیح ادائیگی پر خصوصی توجہ دیں۔

(۱)....عین اور ھا پر تشدید ہو جیسے فَعَّالٌ ،مَهَّدْتُ ۔(۲)....ھمزہ..ھا..عین..حا چاروں اکیلے آرہے ہوں جیسے بِئْسَ ،مِهْدًا، عَابِدٌ، حَافِظٌ ۔(۳)....دو ھمزہ..جمع ہوں جیسے ءَ اَنْذَرْ تَهُمْ ۔ (۴)....دو ھا..جمع ہوں جیسے جِبَاهُهُمْ،وُجُوْهُهُمْ ۔(۵)....دو عین..جمع ہوں جیسے لَآاُضِيْعُ عَمَلَ، فَطُبِعَ عَلٰى (۶)....حا..ھا..ہوں جیسے بِمُزَحْزِ حِهٖ،سَبِّحْهُ (۷)....ھا..حا..ہوں جیسے قَدَرُوااللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۔ (۸)....عین..ھا..ہوں جیسے عَهِدَ ۔ (۹)....حا..عین..ہوں جیسے جُنَاحٌ عَلَيْكُمْ ، زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ ۔ (۱۰)....حا..ھمزہ..اور حا ء تینوں جمع ہوں جیسے اَللّٰهُ اَحَدٌ ۔ (۱۱)....ھمزہ..عین..حا یکجا جمع ہوں جیسے اَلَمْ اَعْهَدْ۔(۱۲)....حروف مدہ..عین..ہوں جیسے لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ۔ (۱۳)....ظا..تا..ہوں جیسے اَوَعَظْتَ.(۱۴)....ضاد..تا..ہوں جیسے اَفَضْتُمْ ۔(۱۵)....ضاد ..طا..ہوں جیسے اُضْطُرَّ ۔ (۱۶)....ضاد..ظا..ہوں جیسے يَعَضُّ الظَّالِمُ ،اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۔

تنبیہ....پُرحرف کو اتنا نہ ہونے دیں کہ زیر، زبر کی طرح،اور زبر پیش کی طرح ہو جائے یا زبر کے بعد والا الف واؤ کی طرح ہو جائے۔

تنبیہ....باریک حرف کو اتنا باریک نہ ہونے دیں جس سے امالہ یا تقلیل ہونے لگے۔

تنبیہ....وقف والا ہمزہ یا عین کسی ساکن کے بعد ہوں تو خیال سے ادا کرائیں جیسے شَیْءٌ ،سُوْءٌ ، جُوْعٌ۔

فائدہ....حرف مدہ پر وقف میں دو باتوں کا خاص خیال رکھوائیں۔

(۱)....مدہ میں ایک الف سے زائد کھچاؤ نہ ہو۔

(۲)....مد کے بعد ہمزہ پیدا نہ ہو مثالیں یہ ہیں قَالُوْا، مَالَا، فِىْ ،وَهَا جَاً۔

(تسہیل القواعد صفحہ ۹۰/آداب تلاوت حاشیہ صفحہ قدیم ۵۱)

سبقی پارہ کتنا سنا جائے

استاذ القراء شیخ التجوید حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سبقی پارہ تو وہ چونکہ روزانہ ہی سنایا جاتا ہے اسلیئے اسکے یاد کرنے کیلیئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لیا جائے بلکہ بعض حالات میں تو نظر ڈال لینا ہی کافی ہوسکتا ہے (البتہ بعض بچے کند ذہن ہوتے ہیں اسلیئے سبقی پارہ پہلے ذہین بچوں سے سن لیا جائے اور اس کے بعد کمزور ذہنوں سے یہی ترتیب سبق اور منزل میں رکھی جائے تاکہ انکو یاد کرنے کا کافی وقت مل سکے ہے ایسا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ابو معاویہ غفرلہ) (ہجاء القرآن حاشیہ صفحہ ۱۷۵)

📖.... عمّ کا پارہ ختم ہونے تک تو روزانہ آموختہ (پچھلا پڑھا ہوا) سارا ہی سنا جائے اسلیئے کہ اس کے وقت سبقی بھی یہی ہے اور منزل کا بھی یہی ہے۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۸)

📖.... اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ ہر روز اُوپر والے آٹھویں مطالعہ کو چھوڑتے آئیں اور اگر کسی بچہ کا حافظہ کم ہو تو پھر آٹھویں سبق کے اُوپر والے پندرہ اسباق کو ایک بار پھیرا دلوا کر سن لیا کریں۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۶/جدید ۷۱/رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۶)

📖.... سبق والا پارہ کم از کم نصف روزانہ مطالعہ کیساتھ سنا جائے۔ پارہ ختم ہونے کے بعد جب دوسرا پارہ شروع کرایا جائے تو ختم شدہ پارہ آخری نصف بھی سنا جائے اور مطالعہ کے برابر اس آخری نصف میں کمی ہوتی رہے حتیٰ کہ سبق والا پارہ بھی نصف ہوجائے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۱)

فائدہ.... متقدمین کے دَور میں سات سبق سنے جاتے تھے لیکن تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ آجکل ذہنی انتشار کا دور ہے عام طور پر ممنوعات شرعیہ اور اس کیساتھ ساتھ غیر شرعی دلچسپیاں (مشروع کھیل کود اور ورزش کے علاوہ) ماحول میں اتنی پھیل چکی ہیں کہ اس سے مدارس کے طلباء کرام بھی متاثر ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات اساتذہ بھی۔ تو ایسے اجتماعی ماحول میں ان نوخیز طلباء کرام کا متاثر ہونا یقینی اور بالخصوص صاحب ثروت لوگوں کے ہاں جو کیفیت ہوتی ہے وہ شعبہ تحفیظ سے متصادم ہوتی ہے۔ اسلیئے ایسی کیفیت میں سبقی پارہ کم از کم ایک پارہ ورنہ پارہ پورا ہونے کے بعد آئندہ شروع ہونے والے کے آدھے پارے تک پورا پارہ اور بعد میں نصف ایک روز اور نصف دوسرے روز سنا جائے تو بہت ہی بہتر ہے۔ اسکو روزانہ یاد کرنا اسلیئے مشکل نہیں ہوتا کہ وہ صبح روزانہ سنا لیا جاتا ہے۔ اسکے بہت سے فوائد وثمرات سامنے آئے ہیں بلکہ آگے گردان میں آسانی اور گردان کم وقت میں ہوجاتی ہے۔

تنبیہ.... پارے یادرہتے ہیں بار بار یاد نہیں کرانے پڑتے اور شہری بچوں کیلئے تو یہ انتہائی ضروری ہے کہ وہ انکو حفظ میں قائم رکھنے کا باعث ہے ورنہ روز سبقی پارہ یاد نہ رہے بار بار انکو اسی کے دہرانے میں رکھا جائے تو بہت مشکل پیش آسکتی ہے۔

تنبیہ.... بہت ذی استعداد بچہ ہو تب بھی ایک پارہ سے کم کسی صورت میں سبقی پارہ نہیں ہونا چاہئے۔

📖.... تین پارے تک سارا روزانہ مکمل سننا چاہئے۔

📖.... چوتھا پارہ شروع ہو تو تیسرا پارہ سبقی پارہ کے لحاظ سے روزانہ سنا جائے اور باقی دو پاروں میں ایک پارہ ایک روز اور دوسرا دوسرے روز پر تقسیم کرلیا جائے۔ الغرض سننے سنانے اور یاد کرنے کے لحاظ سے روزانہ ہی مکمل ہونا چاہئے۔ اور یومیہ اتنے پارے سنانے کی ابھی سے عادت ہو جائے گی تو بعد میں زیادہ پارے سنانا طبعاً بھی گراں نہیں ہوگا۔

📖.... جب چار پارے ہو جائیں تو چوتھا پارہ سبقی بن جائیگا اور تین پاروں میں ڈیڑھ پارہ دونوں میں تقسیم کرلیا جائے۔

📖.... پانچواں پارہ شروع ہو تو دو، دو پارے۔ اسکے بعد یہ ترتیب قائم رکھی جائے ایک پارہ سبقی اور پچھلے دو پارہ یومیہ۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۵)

فائدہ.... استاذ محترم کے سننے کا معیار طالب علم کو یاد کرنے اور محنت کرنے کے معیار کی طرف متوجہ کرتا ہے اور سننے کا طریق کار درسگاہ میں محنت کی سمت متعین کرتا ہے۔

تنبیہ.... اگر استاذ سننے میں سُست، کاہل اور کمزور واقع ہوئے ہیں تو طلباء کرام کے یاد کرنے میں بھی اور محنت میں بھی یہ خامیاں ہوں گی۔

تنبیہ.... استاذ درسگاہ میں موجود ہوں اور ڈنڈی حرکت میں لاتے رہتے ہوں، چیخ چیخ کر، پڑھو پڑھو وغیرہ، صدائیں بلند کرتے رہیں تو بھی وصولی صحیح نہیں ہوسکتی۔

فائدہ.... استاذ معیاری سنیں تو طلباء کرام کو استاذ کی عدم موجودگی میں بلکہ اوقات تعلیم کے علاوہ بھی اپنے معیارِ محنت کو بلند کرنا پڑتا ہے۔ اسمیں اصل چیز استاذ محترم سے سننے کے اس معیار کا دخل ہوتا ہے۔

📖.... دیکھنے والے دیکھ کر تعجب کرتے ہیں کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ استاذ درسگاہ میں موجود نہیں اور طلباء کرام خوب محنت سے یاد کر رہے ہیں۔ انکو اپنے کام کی بہت فکر ہے۔ اسکی اصل وجہ وہ معیار ہوتا ہے جو طلباء کرام کو سناتے ہوئے پیش کرنا پڑتا ہے۔

📖....استاذ کی غیر موجودگی میں پڑھنے کا نسخہ یہ ہے کہ استاذ سننے پر اپنی تمام توانائیاں صرف کر دے اور طلباء کرام کو صحیح یاد کرنے کا احساس دل میں بٹھا دے۔ (قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۵)

صحتِ لفظی اور سبق کی پختگی

سبق میں صحتِ لفظی کیساتھ پختہ پن کا بھی خاص خیال رکھیں اکثر اساتذہ اس طرف توجہ نہیں دیتے جس کا اثر سبقی پارہ پر پڑتا ہے اور اسی طرح سبقی کا اثر منزل پر پڑتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ صحتِ لفظی کیساتھ سبق بھی خوب پختہ سنا جائے کیونکہ سبق، سبقی اور منزل کیلئے بمنزلہ بنیاد کے ہے ظاہر ہے کہ بنیاد پر ہی تعمیر کھڑی کی جاتی ہے۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

📖....شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ؒ فرماتے تھے کہ حفظِ قرآن کیلئے یہ ضروری ہے کہ سبق خوب پختہ سنا جائے چنانچہ اگر کسی طالب علم کی، سبق میں ایک دو غلطی رہ جاتی تو آپ اس کو بار بار سنتے تھے یہاں تک کہ اسکی غلطی جاتی رہتی اس کے بعد اگلا سبق کہلواتے تھے۔ (سوانح فتحیہ صفحہ ۳۳۲)

📖....سبق وغیرہ سنتے وقت بچہ سے صاف صاف آرام اور آواز سے پڑھوائیں اور ہر ہر لفظ ہر ہر حرکت، ہر ہر حرف، ہر ہر صفت، غنّہ، مد، پُر، باریک، کھڑا، پڑا، اِن تمام چیزوں میں غور کر کے سنیں۔ اگر اسمیں تساہل برتا، تو پھر بیشمار پختہ اَغلاط پیدا ہو جائیں گی۔ (رہنمائے مدرّسین صفحہ ۲۰)

📖....ہر ہر لفظ ہر ہر حرکت اور ہر ہر حرف، ہر ہر صفت، غنّہ، مد، باریک، کھڑا، پڑا، معروف حرکات ہونٹوں کا بے موقع نہ ہلنا ان تمام چیزوں میں غور کر کے سنا جائے تا کہ سنانے والا صحیح پڑھ رہا ہے یا نہیں؟
(آدابِ تلاوت حاشیہ صفحہ ۵۲/تسہیل القواعد صفحہ ۹۰/رہنمائے مدرّسین صفحہ ۸)

تنبیہ.....سبق کے سننے کے سلسلہ میں کسی دوسرے پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اگر یہ سبق ناپختہ چھوڑ دیا جائے تو اس کا مطلب اتنی بڑی نادانی کے مترادف ہے کہ ہم اپنے پختہ مکان کے تصور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک ایک اینٹ کچی لگائے جا رہے ہیں اور امید کر رہے ہیں کہ جب مطلوبہ اینٹوں کی ضرورت پوری ہو جائے گی تو پورا مکان پختہ ہوگا۔

تنبیہ.....جب ایک ایک پاؤ ہم کچا یا کچا پکا چھوڑ رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا مجموعہ بھی اسی کیفیت کے مطابق ہوگا۔ اسلئے گردان میں سبق کا جھول (ڈھیلا پن) کسی قیمت پر معاف نہیں کرنا چاہئے ورنہ تو یہ ایسی غلطی کا ایک مرتبہ اِعادہ ہے جو سبقاً پڑھتے ہوئے کرتے چلے آئے ہیں جس نے ہمارے لئے گردان ضروری کر دی ہے۔ (قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۳)

تنبیہ....سبق میں کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے اگر اسمیں کاہلی اور سستی برتی گئی تو تعلیمی نتیجہ ظاہر ہے کہ کمزور ہی ہوگا۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

ایک اہم غلطی کی اصلاح

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر اتفاق سے بچے کو کسی دِن مطالعہ (سبق) یاد نہ ہو سکے تو مقررہ وقت سے آدھ گھنٹہ (یا ایک گھنٹہ) بعد تک انتظار کیا جائے اگر یاد ہو جائے تو فبھا ورنہ سبقی وغیرہ کا کام کرایا جائے۔

تنبیہ....بعض اساتذہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اس بچے سے مطالعہ ضرور ہی یاد کرا کر چھوڑیں گے سواُن (اساتذہ) کا یہ فعل (طریقہ) قواعدِ تعلیم کے بالکل خلاف ہے ایسا کرنے سے بچے کے دماغ پر غیر معمولی بوجھ ہو جاویگا۔ نیز دِن کو عموماً مطالعہ یاد بھی مشکل سے ہوتا ہے اس طرح کرنے سے منزل وغیرہ کا ناغہ ہوگا جس سے اسمیں خامی آئیگی اور پھر اسکی تلافی مشکل ہوگی۔ اور مطالعہ کیلئے ایسا کیا جائے کہ آج کا جتنا مطالعہ ہو، اس سے بہت ہی کم مقدار آگے پڑھا کر کہا جائے کہ کل کو سارا املا کر یاد کرلانا۔ تاکہ اس دن (آج کے سبق) کا بھی حرج واقع نہ ہو (تعلیم وتعلم میں اکابر اساتذہ کا طریقہ اپنانا انتہائی ضروری ہے۔ ابومعاویہ غفرلہٗ)

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۸/جدید ۲۷)

تنبیہ....علی الصباح سبق کچا ہونے پر ایک گھنٹہ تک یاد کر کے سنانے کی اجازت ہے۔ مقررہ وقت پر اگر سنا دیا تو ٹھیک ورنہ اُس دن کے سبق کا ناغہ ہو جائیگا۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۳)

تنبیہ.... بالفرض کسی دن آپ کو سبق سنانے کے وقت مقررہ سے آدھے گھنٹے بعد تک وہ سبق اِس معیار کے مطابق یاد نہیں ہوسکا تو آج اِس سبق کا ناغہ کر دیجیے اور اس کو کل آئندہ پر ڈال دیجیے، مگر یہ طرزِ عمل آپ کے متعلق یہ شکایت کر رہا ہے کہ آپ نے سبق یاد کرنے کے مقررہ طریقہ پر عملدرآمد کرنے میں کوتاہی ولاپرواہی اور غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ آئندہ کیلئے ضیاعِ وقت سے بچنے کیلئے متنبہ اور خوب ہوشیار و بیدار مغز ہو جائیے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۳۶۹ ملتان/صفحہ ۲۳۵ حاصل پور)

قابلِ معافی غلطی کی حد بندی

استاذ محترم یا طالب علم کے سننے کے پاس سبق میں ایک اٹکن اور غلطی بھی نہ ہو، البتہ سبقی اور منزل میں ایک آدھی اٹکن اور غلطی معاف کی جاسکتی ہے (بیسیوں نہیں۔ ابومعاویہ غفرلہٗ) (رہنمائے مدرّسین صفحہ ۱۱)

بھول چوک کی چار صورتیں

استاذ الحفاظ حضرت قاری محمد طاہر رحیمیؒ فرماتے ہیں۔
(۱)....اٹکن یہ ہے کہ جس کو سنانے والا از خود درست کرلے۔ (۲).... غلطی وہ ہے جس کو سنانے والا از خود صحیح نہ کرسکے اور وہ زیر، زبر، پیش یا کھڑے پڑے (حرکات) یا حرف کی تبدیلی کی غلطی ہو۔ (۳).... تجویدی غلطی وہ یہ ہے کہ سنانے والا پُر یا باریک یا اخفاء، ادغام، غنہ، مد یا وقف و وصل کی غلطی کرے۔ (۴).... سوچن یہ ہے کہ سنانے والا کسی مقام پر اٹک کر یا عام معمول سے زیادہ دیر سوچ کر پڑھے جس سے اس کا تردّد اور شک محسوس ہوتا ہو۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۹)

صحتِ اداء کا خیال رکھیں

استاذ پر لازم ہے کہ جو بچے اس کی نگرانی میں تعلیمِ قرآن حاصل کررہے ہیں۔ ان کی ادائیگی و تجوید کا بہت زیادہ خیال رکھے اور اس پر بھرپور توجہ دے۔
📖.... پُر حروف کو پُر اور باریک حروف کو باریک۔ 📖.... شدیدہ حروف کو سخت۔ 📖.... رخوہ کو نرم 📖.... زبر و پیش والی را کو پُر اور زیر والی کو باریک ادا کرائیے۔ 📖.... قُطْبُ جَدٍ کے پانچ حرفوں میں قلقلہ 📖.... ص، ز، س میں صفتِ صفیر (سیٹی جیسی آواز) 📖.... ش میں صفتِ تفشّی (منہ میں آواز کا پھیلاؤ) 📖.... ضاد کو ظا کے مشابہ اور نرم ادا کرنے کا عادی بنائیے۔ 📖.... نون اور میم کے (جب یہ دونوں حرف مشدّد ہوں تو) غنہ کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ 📖.... جزم والے حرف پر آواز نہ ہلنے دیں (سوائے حروفِ قلقلہ کے) (رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۹)

صاف اور صحیح پڑھنے کا معیار

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ فرماتے ہیں کہ: 📖.... قدرے اونچی آواز سے پڑھا جائے۔ 📖.... الفاظ وحروف کو منہ سے باہر نکال کر خوب صاف صاف پڑھا جائے۔ 📖.... بہترین آواز طرز (لہجہ) سے پڑھا جائے۔ 📖.... ایسا صاف ستھرا پڑھا جائے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے کہ آپ نے (طالب علم نے) اس حرف اور الفاظ کو کس طرح پڑھا ہے یہاں صاد ہے یا سین وغیرہ وغیرہ۔ (رہنمائے مدرّسین صفحہ ۱۰)

چار تعلیمی نقصان

جو کسی کا سنتا ہے اور رعایت کرتا ہے، اس کے چار نقصان ہیں ۔ (۱)....استاذ کو کسی نہ کسی طریقہ سے معلوم ہو جاتا ہے اور سزا ملتی ہے ۔ (۲)....ایسا آدمی اللہ کے یہاں گنہگار ہوتا ہے، اور یہ خیانت ہے ۔ (۳)....یہ سنانے والے کیساتھ دشمنی ہے اور زیادتی ہے ۔ (۴)....اس طریقے سے ساری درسگاہ خراب ہو جاتی ہے اور سنانے والا ڈھیلا (سُست) ہو جاتا ہے ۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۹۱)

چار تعلیمی فائدے

(۱)....صاف صاف پڑھنے سے استاذ خوش ہوتا ہے اور دُعا دیتا ہے ۔ (۲)....سبق اور پارہ جس چیز کو بھی پڑھ رہا ہے وہ جلدی یاد ہو جاتی ہے ۔ (۳)....غلطی کم آتی ہے کیونکہ صاف پڑھنے والا توجہ سے پڑھتا ہے ۔ (۴)....صاف صاف پڑھنے والے کی غلطی صاف نکل جاتی ہے ۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۹۱)

اہم تنبیہات

ہر حرف اور ہر کلمہ کو صاف صاف پڑھوائیں جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں ۔

📖....جب دو حلقی حرف جمع ہوں، مثلاً فَسَبِّحْهُ میں حا و ها 📖....اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ میں ها و عین ۔

📖....طُبِعَ عَلٰی میں دو عین ۔ 📖....فَا صْفَحْ عَنْهُمْ میں حا و عین ۔ 📖....اَعُوْذُ میں همزہ وعین وغیرہ ۔

📖....حرف حلقی اور حرف مد جمع ہوں جیسے فَاعِلِيْنَ، عَلٰی اَعْقَابِكُمْ عَقِبَيْهِ، عَاهَدَ. نُوْحُ اهْبِطْ. وَمَا قَدَرُو اللّٰهَ حَقَّ اور لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ وغیرہ تو ہر ایک کو خوب صاف صاف اور ایک دوسرے سے ممتاز کر کے ادا کرنا چاہیئے ۔

📖....جب دو متشابہ الصوت (ایسے حرف جن کی آواز ملتی جلتی ہو) جمع ہوں جیسے بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ. يَعَضُّ الظَّالِمُ . بَعْضَ الظَّنِّ اور اَنْقَضَ ظَهْرَكَ میں ضاد. ظا ۔

📖....مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ میں ثاء سین. عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ میں زاء. ذال ۔

📖....اَلَيْسَ الصُّبْحُ میں سین. صاد تَطَّلِعُ میں تا. طا تو ان کو خوب صاف صاف ادا کرنا چاہیئے اور ہر ایک کی جو صفت ہو وہ اس کو دینی چاہیئے خیال نہ کرنے سے بعض دفعہ کچھ ایسا خلط ملط سا ہو جاتا ہے

کہ دونوں حرف الگ الگ اور صاف صاف ادا نہیں ہوتے۔

📖 .....جب دو ضعیف حرف جمع ہوں مثلاً جِبَاهُهُمْ میں دوھا۔ 📖 .....ایک ضعیف اور دوسرا قوی ہو جیسے اِهْدِنَا میں ھا، دال.

📖 .....دو حرف مفخم متصل یا قریب قریب ہوں جیسے، صَلْصَالٍ میں دو صاد اور مُضْطَرَّ میں ضاد، طا۔

📖 .....دو مشدّد حرف قریب قریب یا متصل ہوں جیسے ذُرِّيَّتَهُ، مُطَّهَّرِيْنَ مِنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى، لُجِّيٍّ يَّغْشٰهُ اور وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ میں ہیں تو ہر ایک کو ممتاز کر کے پڑھنا چاہیئے اور جس میں جو صفت ہو اس کو پورے طور سے ادا کرنا چاہیئے۔

📖 ..... مثلین متجانسین اور متقاربین اس طرح جمع ہوں کہ ان میں شرط کے نہ پائے جانے یا مانع کے پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہ ہو رہا ہو۔ جیسے بِوَجْهِهٖ، اَعْيُنِنَا، بِشِرْكِكُمْ، قَدْجَآءَ، قَدْضَلُّوْا. اِذْزَيَّنَ. اِذْتَقُوْلُ، قَالُوْا وَهُمْ. سَبِّحْهُ اور لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا وغیرہ تو ایسی صورت میں بھی اس کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے کہ ہر حرف صاف صاف اور کسی خلط ملط کے بغیر ادا ہو اور ایسا نہ ہو کہ پہلا حرف ادا ہونے سے رہ جائے یا صاف طور پر ادا نہ ہو یا ساکن ہو کر دوسرے میں مدغم ہو جائے۔

📖 .....جب حرف مرقق (باریک) کے بعد حرف مفخم (پُر) ہو جیسے وَلْيَتَلَطَّفْ میں لام وطا.

📖 ..... مِنْ مَّخْمَصَةٍ میں میم وخا اور میم وصاد۔ 📖 ..... اَفَضْتُمْ میں فا وضاد۔

📖 ..... اَوَعَظْتَ میں عین وظا۔ 📖 ..... حَصْحَصَ میں حا اور صاد۔ 📖 ..... اَحَطْتُّ میں حا وطا۔

📖 ..... اَلْحَقُّ میں حا وقاف۔ 📖 ..... اِنْفَطَرَتْ میں فا وطا. یا اس کے برعکس یعنی حرف مفخم پہلے ہو اور مرقق بعد میں جیسے ظَلَمَ میں ظا ولام۔ 📖 ..... اِنَّ لِلّٰهِ میں لام والف اور ھا۔ 📖 ..... غَفَرَ میں غین وفا.

📖 ..... ضَلَّ میں ضاد اور لام۔

📖 ..... فَاطَّلَعَ میں طا ولام وغیرہ تو ایسی (مذکورہ بالا) صورت میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر حرف اپنی اسی کیفیت کیساتھ ادا ہو جو اس کیلئے ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ ماقبل یا مابعد کے حرف مفخم کی وجہ سے مرقق بھی مفخم ہو جائے یا اس کے برعکس کہ مرقق کی وجہ سے مفخم میں بھی ترقیق کا کچھ اثر آجائے خیال نہ کرنے سے اکثر لوگوں سے یہ غلطی ہو جاتی ہے بالخصوص مفخم کے اثر سے مرقق کا مفخم ہو جانا تو بہت عام ہے۔

📖....اگر دو حرف مرقق، مفخم بھی ہوں اور متشابہ الصوت بھی جیسے، اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ میں سین وصاد تو ایسی صورت میں ایک کے دوسرے سے متاثر ہو جانے کا احتمال اور بھی زیادہ ہوتا ہے اسلیئے ایسی صورت میں پُر کو پُر اور باریک کو باریک ادا کرنے کا اہتمام بھی زیادہ کرنا چاہیئے۔

تنبیہ....جب کسی حرف مفخم سے پہلے ھمزہ ہو خواہ اسم جلالہ کا لام ہو۔ خواہ راء اور خواہ حرف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جیسے۔ اَللّٰہُ، اَرۡجَآئِھَا، اَخَّرۡتَنِیۡ، اَغۡوَیۡنَا، اَقۡرَرۡتُمۡ، اَطَّلَعَ، اَصۡحٰبُ، اَضۡلَلۡتُمۡ اور اَظۡلَمُ وغیرہ تو ایسی صورت میں اس بات کا پوری طرح خیال رکھا جائے کہ ہمزہ مرقق ادا ہو اور بعد والے حرف کی تفخیم کا ھمزہ میں مطلقاً کوئی اثر نہ آنے پائے۔

📖....ھمزہ متحرک ہو خواہ ساکن، اسکو خوب صاف طور پر اور تحقیق سے صفتِ جہر اور شدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کرنا چاہیئے خیال نہ کرنے سے بعض دفعہ ہمزہ حرف مد سے بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے، یا اسمیں تسہیل ہو جاتی ہے خصوصاً جہاں دو ہمزہ جمع ہوں جیسے ءَ اَنۡذَرۡتَھُمۡ، ءَ اَلِدُ اور ءَ اُنۡزِلَ وغیرہ تو وہاں اس بات کا اور بھی زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے کہ دونوں تحقیق کیساتھ ادا ہوں ہاں اگر اس کلمہ میں تسہیل یا ابدل یا حذف کا قاعدہ پایا جارہا ہو۔ تو اس صورت میں تحقیق سے پڑھنا جائز نہ ہوگا، بلکہ اسی قاعدہ کے موافق پڑھنا ضروری ہوگا۔

تنبیہ....یہ بھی ملحوظ رہے کہ ہمزہ میں گو شدّت اور جہر کی وجہ سے کسی قدر سختی ہے مگر اس قدر نہیں کہ اس کے اثر سے ناف ہل جائے، حروف (کے ادا کرنے) کا ناف سے کوئی تعلق نہیں۔

تنبیہ....اگر ہمزہ کسی حرف ساکن کے بعد ہو جیسے، قَدۡ اَفۡلَحَ اور اِنَّ الۡاِنۡسَانَ وغیرہ تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ساکن کا سکون تام اور ہمزہ خوب صاف ادا ہو ایسا نہ ہو کہ ہمزہ تو حذف ہو جائے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہو جائے، چنانچہ اکثر خیال نہ کرنے سے ایسا ہو جاتا ہے، بلکہ کبھی وہ ساکن مشدد بھی ہو جاتا ہے۔

📖....صفت غنہ نون ومیم کے حرفوں کیساتھ ہی خاص ہے، ان کی حرکات میں اور ایسے ہی اگر ان کے بعد حروف مدہ ہوں جیسا کہ مِنَ النَّاسِ، اِلَی النُّوۡرِ اور اِنِّیۡ وغیرہ میں ہیں تو ان میں غنہ کا اثر نہیں آنا چاہیئے۔

📖....غلطی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ نون اور میم کی آواز ختم ہو کر جب حرکت یا حرف مد کی آواز شروع ہونے لگے تو آواز کو خیشوم سے فوراً بے تعلق کر لیا جائے۔ بس اس احتیاط کو تدبیر میں لانے سے ان شاء اللہ غلطی کی اصلاح ہو جائیگی۔

📖 ....نون مُخفاۃ کے ادا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس سے پہلے والے حرف کی حرکت میں اِشباع (کھینچے کی صورت) ہو کر حرف مد پیدا نہ ہونے پائے جیسا کہ بعض لوگ ''اَنفُسَکُمْ کو اَنفُسَکُمْ اور اِنْ کُنْتُمْ کو اِیْنکُوْنتُمْ پڑھ دیتے ہیں یہ سراسر غلط ہے (کیونکہ ایسی صورت میں ایک حرف کی زیادتی پائی جاتی ہے جو کہ لحنِ جلی ہے)۔

📖 ....جب نون ومیم ساکن ہوں جیسے مِیْثَاقَکُمْ اَلرَّحِیْم اور مِنْ نَّاصِرِیْنَ وغیرہ تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان میں غنہ آنی ضرور ادا ہو عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہے کہ طلبہ سکون کی حالت میں غنہ آنی کا بھی خیال نہیں رکھتے اور آواز کو فوراً منقطع کر دیتے ہیں، اس غلطی کی اصلاح ان دو باتوں کو ذہن میں رکھنے سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ یہ دونوں حرف متوسطہ میں سے ہیں شدیدہ میں سے نہیں ہیں دوسری یہ کہ سکون کی حالت میں بنسبت حرکت کے غنہ کچھ زیادہ ہوتا ہے۔

📖 ....ایک یہ غلطی مشاہدہ میں آئی ہے مِمَّنْ مَّنَعَ اور وَمَاھُمْ مِّنْکُمْ جیسے الفاظ میں غنہ کے بعد آنے والی میم کو طلبہ عموماً صاف طور سے ادا نہیں کرتے بلکہ اسمیں کچھ اس طرح گڈمڈ کر دیتے ہیں کہ میم غنہ کے اندر غائب ہو جاتی ہے اور صاف طور پر ادا نہیں ہوتی اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

📖 ....ایسے ہی ایک غلطی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ جب موقوف علیہ نون مشدد جیسے اٰبَآءِ هِنَّ اَبْنَآءِ هِنَّ اور وَلَا جَآنٌّ وغیرہ تو ایسے الفاظ پر وقف کرتے وقت بعض لوگوں سے نون میں کچھ قلقلہ سا ہو جاتا ہے لہٰذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ نون کا سکون کامل طور پر ادا ہو اور اس کی آواز ہلنے نہ پائے۔

📖 ....ایک غلطی عام طور پر یہ بھی مشاہدہ میں آئی ہے کہ یا سے پہلے حرف مفتوح ہو جیسے شَیٰطِیْنِهِمْ اور وَلَیَالٍ وغیرہ تو اکثر طلبہ اس حرف کے فتحہ کو کچھ اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ کسی قدر کسرہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور یہی غلطی اس طاء کے فتحہ میں بھی پائی جاتی ہے جس کے بعد ھا ہو جیسے فَاطَّهَّرُوْا اَلْمُطَّهِّرِیْنَ اور فَطَهِّرْ وغیرہ لہٰذا ان دونوں موقعوں میں اس بات کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہیئے کہ فتحہ کامل طور پر ادا ہو اور کسرہ کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔

📖 .... دال کا اِدغام صرف تا میں اور تا کا صرف دال. طا اور ذال کا صرف ظا میں ہوتا ہے مگر بعض لوگوں سے عجلت (جلدی) یا غفلت کی وجہ سے ان حرفوں کا ادغام اور بھی بہت سے حرفوں میں ہو جاتا ہے۔

📖 ....عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ تا کا ثا جیم. زا. سین. صاد، اور ظا میں۔ اور دال کا جیم ذال، زاء سین، شین، صاد، ضاد اور ظا میں اور ذال کا تا جیم، دال، زاء سین اور صاد میں بھی ادغام

کردیتے ہیں اور اس طرح پڑھ دیتے ہیں كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ. نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ، خَبَتْ زِدْنٰهُمْ، اَنْبَتَتْ سَبْعَ، حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ، حُرِمَتْ ظُهُوْرُهَا، وَلَقَدْ ذَرَاْنَا، وَلَقَدْ زَيَّنَّا، قَدْسَاَلَهَا، قَدْ شَغَفَهَا، وَلَقَدْ صَرَّفْنَا، قَدْضَلُّوْا، لَقَدْ ظَلَمَكَ، اِذْتَقُوْلُ، وَاِذْجَعَلْنَا، اِذْدَخَلُوْا، اِذْزَيَّنَ، اِذْسَمِعْتُمُوْهُ اور وَاِذْصَرَفْنَا وغیرہ وغیرہ اور خوب یادرکھو کہ روایت حفصؒ کی رُو سے ان (مذکورہ) موقعوں میں ادغام صحیح نہیں، اسلیئے ایسے موقعوں میں ان حرفوں کو اظہار سے پڑھنے کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ ادغام ہو کر روایت کا خلاف لازم نہ آئے۔ (معلم التجوید صفحہ ۱۷۵)

یاد نہ ہونے پر چھٹی بند

شیخ القراء امامِ فن حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حفظ کا کام بڑا مشقت طلب اور محنتِ شاقہ کا متقاضی ہے۔ اس شعبہ میں کام کرنے کیلیئے جب تک قرآن مجید کیساتھ گہرا شغف، لگن اور استاذ کے اندر ماہر اور ضابطِ طلباء نکالنے کا جذبہ موجزن نہ ہو، اس کام کو کماحقہٗ انجام نہیں دیا جاسکتا۔ اگرچہ تقریباً نصف صدی گزر چکی ہے (۱۹۷۸ء سے پہلے) لیکن مجھے اب بھی یاد ہے کہ استاذ محترم حضرت حافظ قاری کریم بخش صاحبؒ (شاہ جہان پوری ثم امرتسری ثم لاہوری) جب کسی طالب علم کی سبق یا منزل یاد نہ ہونے کی وجہ سے چھٹی بند کیا کرتے تھے تو اس کیساتھ خود کو بھی مدرسہ میں ہی مقید (پابندی) رکھا کرتے تھے اور تعلیم کی خدمت انتہائی چستی، مستعدی اور لگن کیساتھ انجام دیا کرتے تھے۔ خود بھی مستعد ہو کر کلاس میں بیٹھتے اور طلباء کو بھی مستعد اور چوکنا رکھتے اور اس کیلیئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پوری کلاس میں چکر لگاتے جس سے طلباء ہوشیار اور اپنا کام کرنے میں پوری طرح منہمک (مصروف اور مشغول) رہتے۔

فائدہ.....دوسرے بڑے استاذ حضرت حافظ قاری خدا بخش صاحبؒ (کانٹوی ثم امرتسری ثم کانٹوی) کا حال تو اس سے بھی زیادہ قابلِ رشک تھا، نہ صرف مدرسہ کے دونوں اوقات میں بلکہ مغرب کے بعد بلکہ عشاء کے بعد بھی یاد پڑتا ہے کہ پڑھانے میں مصروف رہتے۔ لیکن اب تو حالات بالکل ہی بدل گئے ہیں۔ اب تو معلّمین مدرسہ کے اوقات میں بھی مستعدی اور شوق کیساتھ پڑھانے سے بالعموم کنی کتراتے ہیں الاّ ماشاء اللہ.

(قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۰)

📖.....حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ جس طالب علم کا سبق مغرب کے بعد چھٹی تک صاف نہ ہو اسکی بعد از نماز عشاء چھٹی نہیں ہے تا آنکہ وہ سبق صحیح سنادے یا صبح اذان فجر سے پہلے اُٹھ کر سنائے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۳)

تعلیمی کام کی تکمیل

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مقری اعظمؒ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''حفظ کے استاذ کیلئے ضروری ہے کہ وہ طالب علم کو دوپہر کی چھٹی سے پہلے کام مکمل کرادے تاکہ ظہر کے بعد وہ اگلے روز کا کام تیار کرسکے۔ اور آنے والے دن کا کام تیار کرنے کا موقع نہ دیا جائے تو نقصان کا قوی اندیشہ ہے۔ (قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۴۸)

☆ .... سننے سنانے سے فراغت پر سبقی پارہ اور سپاروں کی غلطیاں یاد کرکے سنائیں اگر وقت میں گنجائش ہو، ورنہ چھٹی کے بعد یاد کریں۔

☆ .... سبقی پارہ یا سپارہ کچا ہونے پر عصر کے بعد چھٹی بند کردی جائے (بہتر یہی ہے کہ استاذ محترم خود بھی درسگاہ میں تشریف رکھیں ورنہ اکیلے میں طلبہ نہیں پڑھیں گے جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے)۔

☆ .... سپاروں سے فراغت کے بعد منزل پوری کریں، اور رکوعات مشکل مقامات، متشابہات والی آیات وغیرہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور پھر منزل سنائیں۔

ہدایت .... چھٹی کچھ دیر کیلئے بند کردی جائے (وہ بھی اس صورت میں کہ استاذ محترم کو طالب علم کے پڑھنے پر پورا اعتماد ہو ورنہ چھٹی ہی بہتر ہے) تاکہ اُسے احساس ہو اور اپنے وقت میں سپارہ یاد کرنے اور منزل صحیح پڑھنے کی عادت ڈالے۔

(ابومعاویہ غفرلہٗ)

آموختہ یعنی پڑھے ہوئے کی ترتیب

آموختہ یعنی پڑھے ہوئے اسباق کی ترتیب یہ رکھی جائے کہ سبق سے سورۃ الناس کی طرف سنا جائے اگرچہ سورۃ الناس سے پیچھے سبق کی طرف سننے میں حرج نہیں البتہ سبق سے سورۃ الناس کی طرف ختم کرنا بہتر ہے۔

تنبیہ .... عَمَّ پارے کے ختم تک ہجوں کو فرض کا درجہ سمجھتے ہوئے پوری پابندی کیساتھ ہجے کرائیں اسمیں اکثر اساتذہ سُستی اور غفلت کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے میں مطالعہ نکالنے کی اِستعداد اور صلاحیت پیدا نہیں ہوتی جیسا کہ امتحانی صورت سے معلوم ہے اسلیئے ضروری ہے کہ اساتذہ بچوں سے ہجے کرانے میں مستعد رہیں ہجے تو بچے نے نکالنے ہیں اساتذہ صرف نگرانی ہی کریں۔ لیکن افسوس کہ اکثر اساتذہ اتنی نگرانی نہیں کرتے وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ قاعدہ میں بھی تو ہجے ہی تھے۔

تنبیہ.... یہ یاد رہے کہ بچہ اِس وقت تو قرآن مجید پڑھ رہا ہے قاعدہ میں تو الگ الگ کلمات تھے اور یہاں الگ کلمات کیساتھ ساتھ جملے اور پوری آیت کو پڑھنا ہے تو پوری آیت پڑھنے کی استعداد کب اور کیسے پیدا ہوگی؟ ظاہر ہے کہ کچھ عرصہ تک ہجوں کا عمل جاری رکھ کر یہ چیز حاصل ہوسکتی ہے۔ لہٰذا عـــمّ پارہ کی تکمیل تک تو ہجوں کا عمل کم از کم فرض کا درجہ سمجھ کر کراتے رہیں۔

تنبیہ.... ناظرہ پڑھانے کے زمانے میں بھی صحتِ لفظی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ ناظرہ پڑھانے والے اساتذہ خصوصاً چھوٹے مکتب میں جو کہ صبح وشام کی کلاسیں پڑھاتے ہیں بہت کم ہی اس طرف توجہ فرماتے ہیں یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں قرآن مجید چاہے ناظرہ ہو یا حفظ، دونوں صورتوں میں صحیح پڑھانا ضروری ہے۔

تنبیہ.... ابتدائی دَرجات کیلئے مدارس ومکاتب والے ایسا اُستاذ تلاش کرتے ہیں بس جو ایک گھنٹہ میں سب بچوں کو فارغ کردے چاہے بچوں کی تعلیم کا بیڑہ غرق ہی ہوجائے جیسا کہ ہورہا ہے۔ ایسی پڑھائی کا تو درجہ تجوید کے اساتذہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ حفظ اور ناظرہ کے بعد ان کی تعلیمی کیفیت کس طرح کی ہوتی ہے نہ تصحیح حروف اور نہ ہی منزل پختہ۔

تنبیہ.... ابتدائی درجات کیلئے ماہر اور تجربہ کار اساتذہ جو کہ تربیتی کورس کسی ماہر اساتذہ سے کرچکے ہوں ان کی تقرر فرمائیں تاکہ ابتداہی سے معیاری تعلیم ہو۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں (اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو فیضِ رحمانی طریقہ تعلیم قاعدہ نورانی کی ہدایات میں مفصل تحریر کیا جائیگا ان شاءاللہ۔ ابو معاویہ غفرلہ)۔

فائدہ.... اگر ناظرہ پڑھانے والے اساتذہ ایک ترتیب بنالیں تو ڈیڑھ دو گھنٹے کی کلاس پڑھانا کوئی مشکل کام نہیں اس ترتیب سے اُمید قوی ہے کہ ناظرہ کا درجہ حفظ کے برابر، ورنہ قریب قریب معیار تو ضرور ہوجائیگا لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ اساتذہ نے پوری لگن ومحنت اور دلی جذبہ کیساتھ قاعدہ اور قاعدہ کے بعد عمّ پارہ (کے پڑھانے) میں خون پسینہ خرچ کیا ہوتو۔

فائدہ.... ناظرہ میں ابتدائی طور پر سبق کی مقدار آہستہ آہستہ بڑھائیں بعض بچے اور بعض اساتذہ ناظرہ سمجھ کر سبق کی مقدار زیادہ کرتے ہیں یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

فائدہ.... ناظرہ کی بھی جوڑیاں بنائی جاسکتی ہیں، بلکہ بنانا ضروری ہے جہاں ایک ڈیڑھ گھنٹے کی تعلیم ہوتی ہے تو وہاں ایک استاذ ہر ایک طالب علم کا کس طرح سنے گا اسلیئے ضروری ہے کہ کم از کم دو یا تین جوڑیاں بنالیں ایک دائیں اور ایک بائیں اور ایک سامنے بٹھائیں خود نگرانی کریں ان شاءاللہ اس عمل سے معیارِ تعلیم عمدہ بن جائیگا۔ (ابو معاویہ غفرلہ)

تعلیمی کیفیّت کے درجات

دعوتِ تعلیم تدریجی طریقے سے ہونی چاہیئے پھر تدریجی کا تعلق مقدار سے بھی ہوتا ہے اور کیفیّت ونوعیّت سے بھی یعنی طالب علم کو پہلے اسکی صلاحیّت کے مطابق علم سکھایا جائے اس پر اتنا بوجھ نہ لاد دیا جائے جسے وہ اٹھا ہی نہ سکے دین کی طرح علم بھی ٹھوس چیز ہے اُسے بھی آہستہ آہستہ نرمی کیساتھ سکھایا جانا چاہیئے۔

📖.....حضرت امامِ زُہریؒ نے اپنے شاگرد یونس بن زیدؒ کونصیحت کرتے ہوکہا تھا یونس! علم کی بہت سی وادیاں ہیں اور ایک وادی کو پار کرنا بھی آسان نہیں اسلیئے آہستہ آہستہ سفر طے کرو علم کوایک ساتھ ہی حاصل کر لینے کی کوشش نہ کرو ورنہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۴۸)

تعلیمی جائزہ کی اہمیت

اصل میں اس عظیم منصب یا مسند کے پیچھے ایک دردِ دل ہے جوکام کرتا ہے ایک کڑھن ہے کہ کسی کے یہ بچے جوامانت ہیں کسی کی گود سے پل کراب ہمارے پاس آئے ہیں یہ اس درجہ تعلق مع اللہ والے ہوجائیں کہ اگلی نسلوں کی نسلیں انکے ہاتھوں تربیت کے مراحل طے کریں یہ ایسے مینارہ نُور بن جائیں جس کی روشنی میں بھٹکے ہوئے ان گنت لوگوں کوصحیح راہ مل جائے مگر بیج سایہ دار پھل دار درخت اس وقت بنیں گے جب انکی صحیح آبیاری ہوئی ہواور یہ تمام تر ذمہ داری حضرت استاد کی ہے۔

📖.....استاد کہیں نرم گرم ہوکر اور جیسے عدالت کے کٹہرے میں قاضی یا جج مجرم سے باز پرس کرتا ہے اسی طرح کے طرز کواختیار کر کے شاگرد کے اندر کو کھنگالے (کیونکہ عموی طور پر) ماں باپ ایسا نہیں کر پاتے۔

📖.....جب عقلاً اور شرعاً یہ امرِ مسلّم ہے کہ اُستاد ایک عظیم ہستی ہے جوسونے کوکندن بنا سکتی ہے تو خود اُستاد کو اپنے منصب اور ذمہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے اور اس نازک ذمہ داری کی لاج رکھتے ہوئے کس قدر محتاط اور چوکنا رہ کر کام کرنا ہوگا اور یہ اُسی وقت ممکن ہوگا جب شاگرد کا سارا کچا چٹھا (یعنی اُسکی ایکسرے رپورٹ) استاد صاحب کے سامنے ہو۔

📖.....بقول حضرت حکیم الامّت تھانویؒ کے ''پالنے والا جانتا ہے کہ ابھی بچھڑے کے کتنے دانت نکلے ہیں''۔ لہٰذا اُس کیلئے ضرورت ہے اس بات کی کہ بچے کی اِستعداد اور قابلیت جو پڑھائی کی ابتدا کے وقت تھی وہ بھی محفوظ ہو اور ابتدائی ایام اور وقت گزرنے کیساتھ ساتھ چند ایام کے بعد جو ترقی ہوئی یا خدانہ

کرے معاملہ جامد (ترقی کی رُکاوٹ) رہا یا مزید تنزلی (ناکامی) والی نوعیت ہو یہ سب اُستاد کے سامنے ہو اور سبق میں کمزوری کی نوعیت اور اسکے اسباب پر بھی پوری توجہ ہو اور کوتاہی کے تدارک کی تدابیر سے بھی اُستاد پوری طرح واقف ہو اور اُس کامل شیخ کی طرح ہو جائے جو ہر ہر مرید کا الگ الگ مزاج سمجھ کر انکی تربیت کرتا ہے۔

تنبیہ.....ناقص کی طرح ایک ہی لاٹھی سے سب کو نہیں ہانکتا تو اصل مرض کی صحیح تشخیص کرنے والے حکیم کی طرح جب اُستاد شاگرد کو لے کر چلے گا تو وہ بچہ اور شاگرد غباوت (کند ذہن) اور بغاوت (بات نہ ماننے) جیسے مہلکات سے پاک ہوتا جائیگا اور بچے کی عمر اوراوقات اور والدین اور اُستاد کی محنت اور دُعائیں سب ٹھکانے لگیں گی۔ بچہ تو فرار چاہتا ہی ہے۔

📖.....اُستاد کا کمال یہی ہے کہ ڈھنگ سے لے کر چلے تاکہ پڑھائی سے فرار چاہنے والا بچہ پھر پڑھائی ہی میں قرار پائے۔ گویا یہ اُستاد اُس حکیم کی طرح ہو جو مریض کی مرضی کے بجائے مریض کا مرض دیکھ کر چلے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ اس آنے والے کی پوری فائل اُستاد کے سامنے ہو اور اسکے مالۂ وماعلیہ (بچے کے مزاج وغیرہ) سے اُستاد واقف ہو۔ اس مبارک غرض کیلئے بعض اہلِ دل نے جو تعلیمی جائزہ محفوظ رکھنے کا طریقہ کار کتابی شکل میں مرتب کیا ہے وہ کافی ہے۔ (مثالی اُستاد حصہ دوم صفحہ ۴۲۲)

منزل کتنی سُنی جائے

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس بات کا اِنحصار استاذ اور طالب علم دونوں کی مستعدی، محنت، شوق، لگن، جذبہ اور اس سب کے علاوہ طالب علم کے دماغ اور استاذ کی فراغت پر ہے۔ میں نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں ایسے طلباء بھی دیکھے ہیں جو روزانہ چار چار پانچ پانچ سیپارے سنایا کرتے تھے۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۷)

📖.....استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ ومولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ فرماتے ہیں کہ جب آموختہ (پچھلا پڑھا ہوا) کچھ زائد ہو جائے تو اسمیں سے روزانہ ڈیڑھ پارہ یاد کرا کر سنا جائے اور اپنی نگرانی میں چار پارے حفظ منزل پڑھوائی جائے اور امتحاناً روزانہ اسمیں چند رکوع سنے جایا کریں تاکہ بچے دھوکہ نہ دے سکیں۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۲/جدید ۶۸/ رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۱)

منزل کی جانچ پڑتال

استاذ محترم سنی ہوئی سبقی اور بالخصوص منزل میں سے ہر ایک طالب علم سے کچھ رکوعات سننے کا اہتمام ضرور کریں اس عمل سے منزلیں پختہ رہیں گی اور طالب علم مستعد اور چوکنے رہیں گے۔ (ابومعاویہ غفرلہ)

📖 .....حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ جس طالب علم کی منزل کے رکوعات دوسرے طالب علم کو سُنوائے جائیں استاذ محترم اسکی جانچ پڑتال کریں۔ اِس طرح کہ جب سُنانے والا فارغ ہوجائے تو اس سے سُنے ہوئے رکوعات کی تفتیش کی جائے۔ پھر سننے والے سے پوچھ گچھ کی جائے اگر دونوں نے ایک ہی رکوعات بتائے تو خیر ورنہ سختی کیساتھ دوبارہ منزل سُنوائی جائے اور خوب تنبیہ وفہمائش (ڈانٹ ڈپٹ) کی جائے اگر رکوعات کے بارہ میں گٹھ جوڑ کا شبہ ہوجائے تو منزل کسی اور طالب علم کو سُنوا کر تسلی کی جائے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۴)

منزل یاد کرانے کا طریقہ

استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہ فرماتے ہیں کہ اسمیں اوّل تو غور کرنے کی بات یہ کہ منزل بھولنے کا سبب کیا ہے؟ جب اس کا تعین ہوجائے اوّل تو اسے دور کیا جائے اس کو دُور کئے بغیر استاذ کی محنت کارآمد نہیں ہوسکتی مثلاً ایک بچہ بکثرت ناغے کرتا ہے یہی اسکے منزل بھولنے کا سبب ہے تو جب تک وہ اس کا ازالہ نہیں کرتا تو استاذ کو اس کا مکلف (پابند) نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اسکو منزل خوب پختہ کرادے۔

📖 .....بعض اوقات اساتذۂ کرام کی ترتیب میں کوئی غلطی چلی آرہی ہے اس کا ازالہ کیا جائے، ترتیب کو صحیح کیا جائے۔ بہرحال جب تک اس سبب کا تعین نہ کرلیا جائے اس کو پیشِ نظر رکھے بغیر محنت کی جائے تو وہ مفید ثابت نہیں ہوتی (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) اس قسم کی تمام ظاہری وجوہ کے نہ ہونے کے باوجود بعض اوقات بچے میں طبعی، ذہنی صلاحیت واستعداد کی کمزوری ہوتی ہے۔ ایسی کمزوری کا علاج استاذ کے پاس نہیں ہوتا۔

📖 .....صلاحیت کے لحاظ سے فرقِ مراتب من جانب اللہ ہوتے ہیں ایسے (حالات) میں سبق تھوڑا رکھا جائے اور منزل کی طرف زیادہ توجہ رکھی جائے اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے (جس کا آجکل بہت ہی فقدان ہے اللہ معاف فرمائے)۔

تنبیہ.... دُنیا کے کسی بھی ادارے میں تمام طلباء یکساں نہیں ہوتے ایسے طلباء کرام کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے۔ اسلیئے اکتاہٹ محسوس نہ کی جائے۔ انکو محنت کی ترغیب دیتے رہیں۔ البتہ اسمیں ضروری امر ہے کہ ممتحن حضرات ایسے معاملات کو سمجھیں اور بچے کی تمام تر کمزوری کی ذمہ داری استاذ پر نہ ڈالیں (اس کی طرف اکثر ممتحن حضرات توجہ نہیں فرماتے) اور یہ اندازہ کریں اگر استاذ محترم کی محنت نہ ہوتی پھر اس کا کیا حال ہوتا؟

فائدہ.... حضرت مقریٔ اعظم (حضرت قاری رحیم بخشؒ) فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے کم ذہن والے محنتی طلباء کرام زیادہ بھلے معلوم ہوتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی زیادہ تلاوت کرتے ہیں اور یہ بے چارے کام میں لگے رہتے ہیں۔''

📖.... استاذ محترم اپنے دل کو اگر اس طرح سمجھالیں تو انہی طلباء سے محبت ہوسکتی ہے اور منتظم حضرات استاذ کی مجموعی کیفیت سے آشنا (واقف) ہوتے ہیں اسلیئے انتظامی مواخذہ بھی نہ فرمائیں۔

(قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۴۰)

📖.... گردان کا طریق کار بھی بچے کی کیفیت کو سامنے رکھ کر طے کیا جاتا ہے۔ اگر بچے نے اسی درسگاہ میں گردان کرنی ہے جہاں اس نے سبقاً پڑھا ہے تو ظاہر ہے اگر استاذ نے اس کو سبقاً بہت اچھا پڑھایا ہے تو یہ اب کم وقت میں آسانی سے گردان کرسکے گا (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) اور اگر سبقاً پڑھانے کی ترتیب صحیح نہیں تھی تو اب مزید پریشانی ہوگی۔

📖.... اچھا پڑھانے والے اساتذۂ کرام عموماً سال میں اچھی گردان کرالیتے ہیں اور بعض اوقات شاذ و نادر چھ ماہ میں مگر بہت کم۔ (قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۳)

📖.... اگر بچہ کسی اور مدرسہ یا درسگاہ سے پڑھ کر آیا ہے تو پھر اسکی تشخیص کرنی پڑتی ہے۔

(قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۳)

فائدہ.... حفظ کے بعد گردان نہایت ضروری ہے۔ ایک تو اسلیئے کہ ختم قرآن کریم کے بعد بچے میں اس کے یاد کرنے کا شعور اس کے اندر سے اُٹھتا ہے، عام طور پر تعلیم کے زمانہ میں اس کے اندر یہ ذمہ داری پیدا نہیں ہوتی دوسرے دورانِ سبق بہرحال متعدد بار منزل بھولتی ہے۔ (قراءرحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۰)

📖.... شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس بات کا انحصار طالب علم کے تلفظ اور یادداشت پر ہے جو کچھ اس نے پڑھ رکھا ہے اگر وہ اعلیٰ درجہ کا نہیں تو اوسط درجہ کا یاد ہے اور تلفظ

بھی ایک حد تک درست ہے تو پھر آگے سے ہی پڑھانا مناسب ہے۔

تنبیہ....سابق (اپنے سے پہلے والے) استاذ پر خواہ مخواہ اپنی برتری جتانے اور اسکی کارکردگی پر پانی پھیرنے کی غرض سے شروع پر لگا دینا خلافِ مصلحت ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے اگر آج آپ کسی کے کام پر پانی پھیریں گے (جیسا کہ آجکل یہ طریقہ چل نکلا ہے۔ابومعاویہ غفرلہٗ) تو کل کو (یعنی آنے والے وقت میں) کوئی دوسرا آپ کو بھی ہدفِ تنقید (ملامت کا نشانہ) بنائیگا۔

فائدہ....اگر اس کا تلفظ تو درست ہو مگر آموختہ یاد نہیں تب بھی سبق کے طور پر تو آگے سے ہی پڑھاتے رہیے اور آموختہ یاد کرانے کیلئے بقدر اسکے تحمل (دماغی قوت اور یادداشت) کے پیچھے سے سنتے رہیئے۔

تنبیہ....جب تک تمام آموختہ دو تین مرتبہ سنا نہ لے اس وقت تک سبق تھوڑا پڑھایئے تا کہ آموختہ یاد کرنے کیلئے اسے وقت زیادہ ملتا رہے مگر پڑھایئے ضرور، ورنہ اگر آپ نے آگے سبق نہ پڑھایا اور ساری توجہ آموختہ یاد کرانے پر ہی مرکوز کیئے رکھی (جیسا کہ بعض اساتذہ خصوصاً ناتجربہ کار تو ایسا کرتے ہی ہیں۔ابومعاویہ غفرلہٗ) تو بہت ممکن ہے کہ وہ بددل ہو کر پڑھنے (گردان کرنے) سے ہی دستبردار (چھوڑنے پر تیار) ہو جائے۔

فائدہ....میں (محمد شریفؒ) تو یہ کہتا ہوں کہ اگر اسکا تلفظ بھی صحیح نہیں تب بھی اسکو آگے سے ہی پڑھانا شروع کریں، اسلیئے کہ تلفظ کی تصحیح کیلئے ضروری نہیں کہ عم کا پارہ ہی پڑھایا جائے بلکہ جس پارے، جس رکوع اور جس سورۃ سے بھی پڑھایا جائیگا اسکی تصحیح ہوسکتی ہے کیونکہ قرآن کے الفاظ ہر جگہ ایک ہی طرح کے ہیں۔

مشورہ....اگر تلفظ بہت ہی غلط اور ناقابلِ اصلاح ہے کہ قرآن سے تصحیح نہیں ہوسکتی تو پھر قاعدہ پڑھانا ضروری ہے البتہ اگر طالب علم بہت چھوٹا بچہ ہے کہ پچھلا چھڑوا دینے سے کوئی برا اثر نہیں لے سکتا۔اور منزل ہے بھی بہت کچی تو پھر میرے خیال میں پچھلے کو کالعدم قرار دے کر کسی دوسری جگہ سے از سرنو (پھر سے) پڑھانا بہتر ہے۔

تنبیہ....اگر آپ پڑھے ہوئے کو ہی دوبارہ پڑھائیں گے تو اس پر زیادہ محنت کرنے کے باوجود بھی وہ نتیجہ وہ نہیں نکلے جو نہ پڑھی ہوئی جگہ سے پڑھانے کی صورت میں نکلے گا کیونکہ نئی جگہ سے اصلاح کرنا بہ نسبت پرانی جگہ کے آسان ہوتا ہے۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۸۵/رہنمائے مدرسین صفحہ ۳۱)

📖....استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید ختم ہو جائے یا کوئی بچہ کسی دوسری جگہ سے کچھ پارے پڑھ کر آپ کے پاس آئے اور اس کے پچھلے پارے یاد نہ ہوں تو جس

طرف اس طالب علم کا سبق پہنچا ہو، اسی جانب سے اس طرح گردان کرائیں کہ ایک پاؤ یا کچھ کم یاد کرا کر سننا شروع کردیں۔
(۱)....جب تک یہ (سنا ہوا) دو پارے ہوں اس وقت تک سارے کا سارا سنتے رہیں، اس کے بعد دو پارے پیچھے سے اور پاؤ آگے سے سنتے رہیں۔
(۲).... پانچ پارے ہونے کے بعد اگلے پاؤ کیساتھ پچھلے دن کا پاؤ بھی سُنا جائے۔
(۳)....دس پارے ہونے کے بعد کچھ دن آگے سے سننا بند کردیا جاوے۔ اوران دس میں سے چار چار پارے روزانہ سنے جائیں جب یہ خوب یاد ہوجائیں تو پھر بدستور سابق آگے اور پیچھے سے سنا جاوے۔
(۴)....بیس پارے ہونے کے بعد کچھ دن آگے سے بند کردیا جائے اور بیسوں پاروں کو خوب یاد کرائیں، اسکے بعد رہے ہوئے دس پاروں کو اسی طرح پورا کرائیں، پھر جس طرف پہنچ کر یہ گردان ختم ہووے اسی طرف سے دوسری گردان شروع کرائی جاوے، اور نصف نصف پارہ سنا جاوے کچھ پارے ہونے کے بعد دو پارے پیچھے سے اور نصف آگے سے سنیں پندرہ پارے ہونے پر آگے سے بند کریں اور ان پندرہ کو خوب یاد کرائیں پھر آگے شروع کریں اور ختم ہونے پر چند ماہ کم ازکم پانچ پارے روزانہ سنا کریں اور باقی وقت میں حفظ منزل پڑاھوتے رہا کریں ان شاءاللہ العزیز خوب یاد ہوجائیگا اور تمام عمر آرام سے گزرے گی۔
(آداب تلاوت قدیم صفحہ ۵۹/جدید ۷۳)

📖 ....شیخ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ وحضرت قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید حفظ مکمل ہوجائے یا کوئی طالب علم دوسرے مدرسہ سے کچھ پارے پڑھا ہوا آئے اور اس کے پارے کچے ہوں تو یاد کرانے کی صورت یہ ہے۔
(۱).... پاؤ پارہ یا کم یا اس سے زیادہ (سہولت کیساتھ جتنا یاد ہوجائے تو) سننا شروع کیا جائے جب تک یہ سنا ہوا دو پارے نہ ہوں (تو) اس وقت تک پچھلا معمول باقی رکھا جائے یعنی سارا کا سارا سنا جائے۔
📖 .... پانچ پارے ہونے کے بعد دو پارے پیچھے سے اور جتنا آسانی سے یاد کرسکے آگے سے بھی سنا جائے۔ دس پارے ہونے کے بعد ہفتہ عشرہ (یا جتنا مناسب ہوتو) آگے سے سبق بند کردیا جائے اوران ہی پاروں کو تین تین چار چار یا پانچ پانچ کرکے سنا جائے۔ جب یہ پارے خوب پختہ ہوجائیں تو پھر بدستور آگے اور پیچھے والے پارے سنے جائیں۔ بیس پارے ہونے کے بعد پھر ہفتہ عشرہ یا جتنا وقت مناسب ہو آگے سے سبق بند کرا کر پچھلے پاروں کو زیادہ سن کر اور خوب پختہ کرا کر آگے سبق شروع کیا جائے اسی طرح

آخر تک اس سلسلے کو باقی رکھا جائے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۱/آداب تلاوت صفحہ قدیم ۵۹/جدید ۷۳)

📖 .... حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیاپوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ کچھ پارے یاد ہو گئے اور نیا سبق آگے پھر شروع ہو گیا۔ چندرُوز بعد منزل میں پھر کمی آگئی۔لیکن گردان شروع ہونے کے بعد نیا سبق بھی منزل ہی کا ہوتا ہے۔ پوری اجنبیت والا نہیں ہوتا اسلیئے منزل میں وہ کمی نہیں آتی جو سبق پڑھنے کے زمانے میں آتی ہے۔

📖 .... اِمتحان میں دوسری چیز جو پیش نظر ہوتی ہے وہ ضبط (پختہ پن) ہے۔اگر ساری منزل یکساں کیفیت کی حامل ہے تو ایسے میں بہتر ہے کہ جس طرف قرآن کریم ختم ہوا ہے ادھر سے گردان کا سبق بقدرِ استطاعت دو چار رکوع یا آدھا پارہ وغیرہ دے دیا جائے۔

📖 .... اگر وہ حصہ بہت کمزور ہے جدھر قرآن پاک کی تکمیل ہوئی ہے پھر تو ادھر سے ہی شروع کیا جائے۔ پھر اسمیں اس بات کو ملحوظ رکھ لیا جائے کہ جدھر سے ہم سبق شروع کر رہے ہیں وہ ہماری ضرورت ہے۔اگر دوسرا حصہ ایسا ہے کہ آٹھ دس غلطی سے بھی بچہ سنا سکتا ہے تو اس کے سنانے کو ترک نہ کیا جائے۔ادھر سے بھی ایک پارہ سننے کا معمول رکھا جائے اور جدھر سے گردان شروع کی ہے اسکی مضبوط ترتیب بنا کر چلا جائے۔ جب یہ مشکل پارے پورے ہوں گے تو یہ آسان پارے بہت آسانی سے قابو ہو جائیں گے۔اس طرح ایک سال میں بھی تکمیل ہو سکے گی اور اگر آسان پاروں سے بالکل بچہ بے تعلق ہو گیا تو اس کیلیئے سارا قرآن کریم ہی مشکل ہو جائیگا۔اس طرح اسکے کم از کم دو سال تو صحیح گردان کیلیئے لازماً مطلوب ہوں گے۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۳)

گردان کرانے کی مخالفت

حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہشیاپوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ دو طبقے گردان کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۱).... بعض وہ اہلِ علم جنہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ حفظ تو ہو ہی گیا اب بلا تا خیر بچے کو درجہ کتب میں بٹھا دیا جائے (جیسا کہ آجکل علمائے کرام عملاً ایسا کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ) بچے کی عمر ضائع ہو رہی ہے۔اگر چہ ان حضرات کی نیت خیر پر مبنی ہوتی ہے تاہم شعبہ تحفیظ کا تجربہ نہیں ہوتا تو شاگردانکو بعض اوقات ضیاعِ وقت سے بھی تعبیر کر دیتے ہیں اور اس کے متمنی ہوتے ہیں کہ دورانِ سبق ہی پختگی بھی مکمل ہونی چاہئے لیکن ...... لِکُلِّ فَنٍ رِجَالٌ اس معاملہ میں اہلِ فن کی رائے یہی ہے کہ گردان کا مرحلہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ

چار دیواری بنانے کے بعد چھت کا، ورنہ سردی گرمی کے اثرات سے تحفظ مشکل ہے۔

تنبیہ.... حفظ کی تکمیل کے بعد جب دیگر مشاغل عمر کے زیادہ ہونے کیساتھ ذمہ داری کے زمانے میں آتے ہیں اور بعض اوقات منزل بھی نہیں پڑھی جاتی، کسی کو سنانے کا موقع بھی نہیں ملتا (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔ابومعاویہ غفرلہٗ) ایسے میں بہرحال منزل متاثر ہوتی ہے اور بعض اوقات بغیر یاد کئے پڑھا بھی نہیں جاتا۔ ایسے میں گردان نہ ہوئی ہو تو یاد رہنا بظاہر مشکل ہے۔

(۲).... وہ اہلِ دُنیا جنہوں نے شوق میں بچے کو حفظ کیلئے تو بٹھا دیا اب دل میں تڑپ ہوتی ہے کہ جلدی اسکی دسویں آٹھویں کی تیاری ہو جائے۔ختم کے بعد ان کا اِصرار ہوتا ہے کہ بس اب یہ بچہ تھوڑے سے وقت کیلئے آتا رہے گا اس کے ٹیوشن والے ماسٹر کا انتظام ہو گیا ہے، اسے اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

تنبیہ.... اگر استاذ محترم ختم قرآن کریم کا رسمی جوڑا ''شیرینی'' لے چکے ہیں تو پھر زبان بھی نہیں اُٹھتی ''جوڑا شیرینی'' کا اثر بچے کے مستقبل کی تباہی کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے اور وہ حفظ کی دولت سے ہی محروم ہو جاتا ہے یہ مرحلہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے ایسے میں استاذ نے اگر حکمتِ عملی سے کام کو نہ سنبھالا اور بچے کے والدین کے بھی ذہن میں بات نہ آئی تو اللہ اپنی جناب سے کرم فرمائے ورنہ عام طور پر نام کا حافظ جی رہ جاتا ہے اور مستقبل کے مشاغل اس کو یہ حوصلہ ہی نہیں دیتے کہ یہ سوچ بھی سکے کہ میں نے تراویح سنانی ہے یا پھر بعض اوقات سال دو سال تو سنا لیا اسکے بعد دائمی محرومی کا شکار ہو گئے (جیسا کہ ہو رہے ہیں)

تنبیہ.... حضرت اقدس مقرئ اعظمؒ اپنے ذوق کی بنیاد پر فرماتے تھے جس بچے کے بارے میں یہ خیال ہو کہ یہ اسکول جائیگا اس کو حفظ نہ کرایا جائے۔

فائدہ.... جن بچوں کے بارے میں یہ یقین ہو کہ یہ آئندہ کاروبار کریں گے تو انہیں دورانِ تعلیم خوب وقت لگواتے انہیں اتنی منزل یاد ہو جاتی کہ ایک روز میں قرآن کریم مکمل پڑھ سکتے۔انہیں قرآن کریم کھول کر دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ وہ بھرے بازاروں میں چلتے پھرتے پڑھنے میں کوئی تعب (تھکان) محسوس نہ کرتے۔

فائدہ.... الحمد للہ حضرت مقرئ اعظمؒ کے بلاواسطہ اور بالواسطہ بہت سے شاگرد ایسے سامنے ہیں جو گھر سے دوکان اور دُوکان سے گھر پیدل آتے جاتے اور منزل کا اہتمام کرتے اور جس روز مال خریدنے کیلئے لمبے سفر پر جائیں وہ دن تو گویا منزل ہی کا دن ہوتا۔اس طرح ان کا رمضان المبارک میں قرآن کریم کا سنانا زندگی بھر نہ چھوٹا۔

تنبیہ.....بندہ نام نہیں لیتا تاہم پنجاب کے ایک بہت بڑے جامعہ کے شیخ الحدیث اور ناظم تعلیمات بھی، ان کا اپنا بچہ حضرت مقریٔ اعظمؒ کے ہاں زیرِ درس تھا ششماہی امتحان کے بعد سالانہ کی تیاری کے قریب میں حضرتؒ نے اس کا سبق بند کر دیا۔ تکمیل میں صرف پارہ عم باقی تھا۔ بچہ سمجھ گیا کہ میں اس سال فارغ نہیں ہو رہا۔ اس نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا کہ حضرت والا سے درخواست کریں کہ میرا صرف مکمل کرا دیا جائے، باقی میں آئندہ سال بھی پڑھوں گا۔ حضرتؒ نے انکار فرما دیا اور فرمایا ''مکمل ہی کرنا مقصود ہے تو کسی اور جگہ سے کرالیں۔'' چنانچہ اسکی تکمیل نہیں کرائی اور ایک سال بعد اسکو فراغت کی اجازت بخشی۔ مگر اس ایک سال کے صبر و استقلال نے اسے جید معتمد قاری بنا دیا۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس ۵۰)

📖 ....چار پارے ہونے تک گردان کے مکمل پارے سنے جائیں اور بقایا قرآن پاک میں سے دو تین پارے منزل پڑھائی جائے۔

📖 ....اگر بہت کچا ہو تو بیشک دیکھ کر ہی پڑھ لے اور اس سے سننے کا کام بھی لیا جائے۔ اسکے بعد ایک پارہ سبقی اور دو پچھلے پارے یہ ترتیب مستقل بنالی جائے اس سے کم کا کوئی جواز نہیں اور کم از کم سپارے سننے سنانے کا یہ اندازہ ضرور مقرر کر لیا جائے دو پارے منزل اور سبقی پارہ ایک سنائے اور اسی طرح تین سنے اسی طرح تین یاد بھی کرے جو اگلے روز سنانے ہوں گے ان نو، دس۔ کے علاوہ باقی منزل اسی ترتیب سے جو صحیح نتیجہ اخذ ہونا چاہیئے وہ یہ ہے کہ بچے کو تمام گردان شدہ پارے ہر وقت مستحضر (یاد) ہونے چاہئیں۔ جب چاہیں اس سے جتنا چاہیں جہاں سے چاہیں سن لیا جائے اس کیلئے ان کا یاد دُہرانے کا عذر ہرگز قابل سماع نہیں ہونا چاہیئے۔ اس ترتیب سے یاد کرانے کے بعد ان شاءاللہ وہ سنانے کا حوصلہ رکھتا ہوگا انکار نہیں کریگا۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۷)

📖 ....اسباق کا پارہ جب پورا ہو جائے اگر اسی وقت ضرورت محسوس کریں تو فوری ورنہ دوسرا پارہ پورا ہونے کے بعد دو پاروں کو ایک روز کا سبق روک کر مزید یاد کرایا جائے پھر ان دو پاروں کو کسی اچھے سننے والے سے سنا لیا جائے تاہم بعد میں اس استاذ محترم (پوری ذمہ داری کیساتھ) خوب امتحان لے پوری چھان بین رکوعات و متشابہات وغیرہ سن کر لے۔ جب خوب پختگی کا اطمینان ہو جائے تو آگے سبق چلا دیا جائے۔

📖 ....جب آگے پارے ہونے لگتے ہیں تو طالب علم سبق کا حریص ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لے کر جلدی مکمل کروں مگر استاذ کی نظر آموختہ پر ہونی چاہیئے اسے ہر لحاظ سے پختہ رکھنے کی بھرپور کوشش رکھی

جائے۔ایسے طلباء کرام کو جو سبق زیادہ یاد کرنے کا شوق رکھتے۔

تنبیہ.... حضرت مقریٔ اعظمؒ فرمایا کرتے تھے۔''ارے بھائی! تجھے فارغ ہونیکا شوق ہے،فارغ کرنا کیا مشکل ہے ابھی تجھے مدرسہ ہی سے فارغ کئے دیتا ہوں''۔فرماتے فارغ کرنا مشکل نہیں یاد کرانا مشکل ہے۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۶)

گردان میں تجوید کی اہمیت

اوّلاً اس کا امتحان لیا جائے۔تجوید کو دیکھ لیا جائے اگر اسمیں کمی ہے اور یہ اعتماد نظر آتا ہے کہ طالب علم اس مرحلہ پر قاعدہ ہاتھ میں لے کر بیٹھنے کو معیوب نہ سمجھے گا تو تصحیح کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ایک دفعہ اس کا قاعدہ نکلوا دیا جائے اور اسمیں مشق ہو جانے کے بعد پھر قرآن کریم میں دشواری پیش نہیں آتی۔اگر اندازہ ہو کہ اس طرح بھاگ جائیگا پھر چھوٹی سورتوں کے ذریعہ قرآن کریم پر پُر اور غنہ کے نشان لگوا کر مشق کرادی جائے۔بہر حال تجوید کی اہمیت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔بعض اوقات اسمیں اسلیئے کچھ دیر لگ جاتی ہے کہ غلط پڑھتے پڑھتے ایک عرصہ لگا ہوا ہوتا ہے اب ایک ہی روز میں کیسے صحیح ہو جائے۔ترغیب وتفہیم سے اس مرحلہ کو طے کیا جائے بعض اوقات طالب علم بدفہم ہوتا ہے اُسے بھی خیر خواہی سے لے کر چلا جائے۔ آہستہ آہستہ وہ بھی منزل کی طرف رُخ کر لیتا ہے۔

عجیب لطیفہ.... ایک استاذ کے ہاں بنوں (صوبہ سرحد) سے کچھ طلباء گردان کیلئے داخل ہوئے انہوں نے سورۃ فاتحہ میں ان کی تصحیح کی کوشش کی اسمیں دو تین دن لگ گئے تو وہ یہ کہتے ہوئے بستر اُٹھا کر چلے گئے کہ''ہم اِدھر قرآن یاد کرنے آیا ہے استاذ ہمیں سورۃ فاتحہ یاد کراتے ہیں۔''اسلیئے ایسے طلباء کرام کو اگر برداشت کر لیا جائے تو دو پارے تک کم تصحیح ہو جائے بعد میں وہ مانوس ہو جاتے ہیں۔مدرسہ کے ماحول میں دل لگ جاتا ہے۔پھر انہی پاروں کو دُہرا کر تصحیح مزید کرالی جائے بہر حال یہ حکمت کا حصہ ہے،ضابطہ نہیں ہے۔

(قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۳)

ملکۂ تدریس پیدا کریں

شیخ التجوید استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو بچے ہوشیار ہوں اور اپنا کام پورا کر کے جلدی فارغ ہو جاتے ہوں،خصوصاً وہ جنہوں نے قرآن مجید ختم کر لیا ہو اور اب صرف گردان ہی کر رہے ہوں اور ہوں بھی ہوشیار اور مستعد تو ان سے وقتاً فوقتاً دوسروں سے سننے کا کام بھی لیتے رہنا چاہیئے۔

📖 .....اس سے ایک تو آپ کی معاونت ہوتی رہے گی اور بوجھ ہلکا ہوگا۔

📖 .....دوسرا فائدہ خود بچوں کو پہنچے گا کہ وہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے تدریس کے کام میں لگ جانے کی وجہ سے آگے چل کر بہترین مدرس بن جائیں گے۔

📖 .....مجھے یاد پڑتا ہے کہ ختم کر چکنے کے بعد میں کافی عرصہ تک ظہر کے درمیانی وقت میں استاذ محترم حضرت قاری کریم بخش صاحبؒ کے پاس بیٹھ کر ساتھیوں کی منزلیں سنا کرتا تھا۔ اس طرح کہ مجھے خود بھی مستعد اور چوکنا ہو کر بیٹھنا پڑتا تھا، کیونکہ غلطی نہ بتانے کی صورت میں ڈانٹ ڈپٹ کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔

فائدہ..... مُعِیْن (معاون) سے صرف تھوڑی بہت مدد ہی لیں، کسی طالب علم کو مستقلاً اس کے حوالے نہ کریں۔ ہاں اگر دو چار سال تک پڑھاتے رہنے کی وجہ سے وہ معلمی کے قابل ہو گیا ہو تو پھر کچھ طلباء کو مستقلاً اس کے حوالے کر دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن مستقل طور پر اسکے سپرد انہی بچوں کو کیا جائے جو چھوٹے اور مبتدی ہوں اور اس کیساتھ کلاس میں بیٹھ کر نہ پڑھ چکے ہوں، مگر پھر بھی کچھ عرصہ تک اس کے پڑھائے ہوئے طالب علموں کا وقتاً فوقتاً معائنہ (جائزہ کامل) کرتے رہیں تاکہ اسکو ذمہ داری کیساتھ پڑھانے کی عادت پڑ جائے اور اسکی صورت یہ ہے کہ اس کے شاگردوں سے وقتاً فوقتاً تھوڑا بہت سنتے رہیں پھر اگر کام تسلی بخش ہو تو شاگردوں کے روبرو اسکی تحسین و آفرین کریں۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے۔

☆ .....ایک تو استاذ کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ جی لگا کر کام کریگا۔

☆ .....دوسرا یہ کہ شاگردوں کا استاذ پر اعتماد بڑھے گا جس کی وجہ سے وہ استاذ کے پہلے سے بھی زیادہ شیدائی ہو جائیں گے۔

فائدہ.....اگر کام اطمینان بخش نہ ہو تو پہلے ترغیب و تشویق سے اور اس کا اثر نہ ہو پھر کسی قدر سرزنش اور زجر و توبیخ سے اس کو محنت کرنے پر آمادہ کیا جائے، مگر یہ کام شاگردوں کے روبرو نہ کریں بلکہ الگ کر کے سمجھائیں، اسلئے کہ آپ شاگردوں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کریں گے تو ایک تو وہ شرمسار ہوگا اور دوسرا شاگردوں کا اس پر سے اعتماد اُٹھ جائیگا اور ان کے دلوں میں اس کا پہلے سے جو احترام ہوگا وہ بھی جاتا رہے گا۔ پس تحسین و آفرین تو شاگردوں کے روبرو کریں اور زجر و توبیخ تنہائی میں اور الگ کر کے۔

تنبیہ.....علم نفسیات کے اسکے اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھیں، ورنہ آپ کا کوئی شاگرد بھی آپ کی زیرِ نگرانی کام کرنے پر تیار نہ ہوگا۔

فائدہ.....اور معین کو مزید ماہر بنانے کیلئے ایسا کرنا بھی مفید ہے کہ روزانہ یا ہفتہ میں ایک دو دن پڑھانے

کے وقت میں تھوڑی دیر کیلئے اس کو پاس بٹھلا لیا جائے اور اسکی موجودگی میں بچوں کی اصلاح کی جائے۔ اس سے اسکو اصلاح کرنے اور غلطی پکڑنے کا ڈھنگ (طریقہ بھی) اچھی طرح آجائیگا اور وہ آگے چل کر ایک کامیاب معلم ثابت ہوگا، ان شاء اللہ۔ نیز یہ کہ وہ کل کو جب آپ سے الگ ہوکر کسی دوسرے مدرسہ میں تعلیم دینے پر فائز ہوگا تو اس خدمت کو کما حقہٗ انجام دے سکے گا۔ جس سے اُخروی ثواب کے علاوہ دُنیا میں بھی آپ کا نام روشن ہوگا۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۲)

فائدہ.... اگر ایسی غلطیاں آئیں کہ اب بھی وہ ان پر مطلع نہیں ہوئے تو از خود بتا بتا کر صحیح سننے کی عادت ڈلوائیں کہ شاید حق تعالیٰ انہیں پڑھانے کی توفیق دیدے تو کما حقہٗ تعلیم کا کام سرانجام دے سکیں نیز خود بھی انکو شوق دلاتے رہنا چاہیئے کہ وہ معلم بننے کی استعداد پیدا کریں۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۴ / جدید ۷۶)

.... استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اکثر مدرسین کا کام جو غیر تسلی بخش رہتا ہے تو اسکی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ انہیں پڑھنے کے زمانہ میں پڑھانے کی مشق نہیں کرائی گئی ہوتی اور اس کے برعکس ان لوگوں کا کام بالعموم عمدہ اور نتیجہ ثابت ہوتا ہے جنہیں پڑھنے کے زمانے میں پڑھانے کا موقع مل چکا ہو۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۲)

تنبیہ.... استاذ الاساتذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اکثر مدرسین کے یہاں بچوں کی خواندگی (پڑھے ہوئے) میں جو پختہ اغلاط پائی جاتی ہیں، اس کے بے توجہی اور لاپرواہی سے سننے کے علاوہ ایک یہ بھی سبب ہے کہ ان حضرات کو اسکی مشق ہی نہیں کرائی گئی۔ پس جن بچوں سے یہ کام لیا جائے تو ہمیشہ اس بات کا ضرور اہتمام رکھیں کہ ان کے سنے ہوئے میں سے مختلف مقامات میں سے کچھ کچھ سنا کریں۔ اگر ایسی اغلاط آئیں جو انہوں نے نکالی تھیں تو ان مقامات کو پھر ان کے سامنے پڑھوائیں اگر اس مرتبہ انکو اغلاط کا پتہ لگ جائے تو سمجھو کہ پہلی مرتبہ خیال سے نہیں سنا گیا تھا۔ اس پر اول اُن کو سمجھایا جائے اور دھیان سے سننے کا شوق بھی دلایا جائے اگر پھر بھی یہی حالت رہے تو کچھ سرزنش (تنبیہ) کی جائے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۳ / جدید ۷۶)

.... رئیس الحفاظ استاذ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو بچے ہوشیار ہوں اور اپنے کام سے جلدی فارغ ہوجاتے ہوں۔ خصوصاً وہ کہ جنہوں نے قرآن مجید ختم کرلیا ہو اور گردان کررہے ہوں اور وہ ذی استعداد ہوں تو ان سے وقتاً فوقتاً سننے سنانے کا کام بھی لیتے رہنا چاہیئے تاکہ انکو اسکی اچھی طرح مشق (تعلیمی کام میں پختہ بن نیز مستقبل میں استاذ بننے کے قابل) ہوجائے کہ یہ بھی ایک مشکل اور اہم کام ہے۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۳ / جدید ۷۵)

فائدہ ....جو بچے ہوشیار ہوں اور اپنا کام پورا کر کے جلدی فارغ ہو جاتے ہوں ،خصوصاً وہ جنہوں نے قرآن مجید ختم کر لیا ہو اور اب صرف گردان ہی کر رہے ہوں اور ہوں بھی ہوشیار اور مستعد تو ان سے وقتاً فو قتاً دوسروں سے سننے کا کام بھی لیتے رہنا چاہیئے ۔اس سے ایک تو آپ کی معاونت ہوتی رہے گی اور بوجھ ہلکا ہو گا اور دوسرا فائدہ خود بچوں کو پہنچے گا کہ وہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے تدریس کے کام میں لگ جانے کی وجہ سے آگے چل کر بہترین مدرّس بن جائیں گے ۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۲/ آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۳ / جدید ۷۵)

.... یہ بہت ضروری ہے کہ امیر بنانے کا معیار بچہ کی ہوشیاری (ذی استعداد ہو اور اپنے تعلیمی کام سے فارغ ہو گیا ہو) اور سلیقہ مندی ہو (یعنی تعلیمی کام کرانے کا طریقہ بھی آتا ہو) اپنی قرابت داری یا اس قسم کی کوئی دلچسپی بنانے کا معیار نہ ہونا چاہیئے ۔ (تحفۂ اساتذہ کرام صفحہ ۸۸)

کلیۃً کسی کے سپرد کرنا

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کسی بچے کو کلیۃً اس طالب علم کے سپرد نہیں کر دینا چاہیئے ، کیونکہ اگر وہ بچہ چھوٹا ہو گا تو سمجھ کر کہ اب میں استاذ صاحب سے نہیں بلکہ ساتھی سے پڑھا کروں گا ،محنت سے جی چرانے لگ جائیگا اور اگر سمجھدار اور معاملہ فہم ہو گا تو اس کا دل ٹوٹ جائیگا بلکہ وہ ایک طرح کی خفت سی محسوس کرنے لگے گا ۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۹۲)

تنبیہ.... کسی بچہ کو بالکل ہی ان کے سپرد نہ کر دینا چاہیئے نیز سنانے والوں کے دل میں بھی یہ خیال نہ آنے پائے کہ استاد جی ان کا نہ سنیں گے تا کہ وہ بالکل بے فکر ہو کر کام میں تساہل (سستی) نہ کرنے لگیں ۔

(آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۴ / جدید ۷۷)

قدیم اساتذہ کا معمول

پرانے استاذوں کا طریقہ تھا کہ وہ ہوشیار بچوں کو امیر بنا دیا کرتے تھے جو کمزور بچوں کو سبق یاد کراتے تھے اس طرح خود اُنکی تعلیم اور اِستعداد میں پختگی ہوتی تھی (کہ ابھی سے مستقبل کا مدرّس بننے کا شوق بھی ہو رہا ہے اور مہارت بھی ہو رہی ہے اور) کمزور بچوں کو مدد ملتی تھی (نیز) استاذ کا بوجھ ہلکا ہوتا تھا اور اس طرح صرف ایک استاذ سینکڑوں بچوں کو پڑھاتا رہتا تھا بہر حال یہ ایک مفید طریقہ ہے اس (عمل) سے بہت مدد ملتی ہے (جیسا کہ تجربہ شاہد ہے) خاص کر دیہاتی (گاؤں کے) مکتب میں (جہاں چھوٹے سے مکتب میں) کئی استاذ (بوجہ مالی مشکلات کے) نہیں رکھے جاتے اس طریقہ سے بہت کام چلتا ہے ۔ (ابومعاویہ غفرلہ)

اُستاذ کی ذمہ داری

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طالب علم کی منزل کمزور نظر آئی تو اسکی منزل کسی اچھے سننے والے سے مکمل سنوالی جائے پھر اس کے یاد کرنے کا خصوصی طریقہ بنالیا جائے۔ ان تمام صورتوں کے ہوتے ہوئے اصل چیز استاذ کی فکری توجہ ہے کہ وہ کام کسی کے ذمہ لگا کر بے فکر نہ ہو جائے اور طالب علم بھی بے فکر نہ ہو جائیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے سے کام لینا آجائے۔

(قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۳)

کامل استاذ کی پہچان

حضرت مقریٔ اعظم فرمایا کرتے تھے کہ ’’کامل استاذ وہ ہے جسے دوسروں سے کام لینا آجائے‘‘۔ اسلئے جسے کام لینا آجائے وہ دوسروں سے سنوائے تو کوئی حرج نہیں جب یہ مقام نصیب ہو جاتا ہے تو لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ ایک استاذ اتنے طلباء کرام کو کیسے سنبھالتے ہیں اس کو وہ باعث حیرت سمجھتے ہیں۔ اسمیں اسلئے مشکل پیش نہیں آتی کہ استاذ اچھے سننے والے ساتھی درسگاہ میں پیدا کر لیتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ دلچسپ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ طلباء کرام اصل استاذ کو سناتے ہوئے نہیں گھبراتے اور نگران حضرات کو سناتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

(قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۳۳)

قرآن مجید پختہ کرنے کا گُر

جس جگہ غلطی یا اٹکن یا سوچن (سوچنے کی نوبت) آئے وہاں پختہ نشان لگانا ہرگز نہ بھولیں ضرور نشان لگائیں۔

فائدہ....اس نشان زدہ مقام کو آگے پیچھے کلمات والفاظ ملا کر کم از کم سو مرتبہ یاد کرنا اور کہنا ہرگز نہ چھوڑیں یہ غلطی پھر عمر بھر کبھی نہیں آنی چاہیئے۔ اس طریقے پر عمل درآمد کرنے سے قرآن مجید کی یادداشت اور پختگی میں بہت زیادہ مدد ملے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) (رہنمائے مدرسین صفحہ ۱۹۲)

عمر بھر کا معمول

اُستاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کا انحصار طالب علم کی فراغت اور اسکے دماغ پر ہے۔ پس استاذ کو چاہیئے کہ بچے پر محنت کا بوجھ ڈالتے وقت اسکے دماغ اور فراغت کو مدنظر رکھے۔

فائدہ.....بہتر تو یہ ہے کہ ختم کر چکنے (گردان) کے بعد ایک سال تک بچے کو اسکے والدین کسی دوسرے مشغلہ میں نہ ڈالیں۔ جہاں انہوں نے چار پانچ سال تک ایثار (وقت قربان) کیا ہے، وہاں اگر ایک سال مزید صبر کرلیں تو ان کا بچہ سونے پر سہاگہ کا مصداق بن جائے۔

فائدہ.....اگر کسی بچہ کے والدین اس مشورہ کو مان لیں اور اسے ایک سال تک اسی کام میں لگا رہنے دیں اور بچہ ہو بھی ذی استعداد اور دماغ کا مضبوط تو کم از کم دو پارے تو روزانہ استاذ کو سنائے اور زیادہ نہیں تو پانچ پارے منزل کے طور پر بطورِ خود پڑھے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اب اسکی عمر بھی کم سے کم دس بارہ برس کی تو ہو ہی گئی ہوگی، دل بھی بڑھ گیا ہوگا، قرآن مجید کیساتھ شغف بھی پیدا ہو گیا ہوگا، اسکے سوا کوئی اور کام بھی اسکے ذمہ نہیں ہوگا۔

فائدہ.....احقر (محمد شریفؒ) نے جب قرآن مجید ختم کرلیا تو حضرت قاری خدا بخش صاحبؒ نے حکم فرمایا کہ پندرہ پارے یومیہ منزل پڑھنا تمہارے ذمہ ہے، جب تک میں اتنا نہیں پڑھ لیتا تو اس وقت تک مجھے گھر جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ پھر کافی عرصہ کے بعد ایک صاحب سے سفارش کرا کر منزل کم کر دینے کی اجازت حاصل کی اور اب بجائے پندرہ کے دس پارے پڑھنا روزانہ کا معمول مقرر کیا گیا۔

فائدہ.....حضرت قاری (خدا بخشؒ) صاحب اپنے بارے میں فرمایا کرتے تھے، کہ: ''میں نے جب پہلا رمضان سنایا تھا تو سوا پارے کو روزانہ اکیس بار پڑھا کرتا'' یعنی سوا چھبیس پارے یومیہ پڑھتے تھے لیکن یہ تو ساٹھ ستر برس (۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء سے) پہلے کی بات ہے، مگر اب حالات بدل چکے ہیں، نہ تو ایسے فارغ البال اساتذہ ہیں جو صبح سویرے سے عشاء کے بعد تک پڑھانے میں مصروف رہیں اور نہ پڑھنے والوں کے دماغ ہی زیادہ محنت کے متحمل ہیں۔

فائدہ.....اگر طالب علم فارغ ہے اور اسکے ذمہ کوئی اور کام نہیں ہے تو مندرجہ بالا پروگرام کو آسانی کیساتھ اپنا سکتا ہے یعنی پارے اپنے طور پر پڑھنے کے علاوہ روزانہ دو پارے استاذ کو سنا سکتا ہے۔ اگر ایک سال تک اتنا بھی کرتا رہے گا تو قرآن شریف ان شاء اللہ (ہمیشہ کیلئے) قابو میں آجائیگا۔

فائدہ.....اگر کسی بچے کے والدین اسے پورے وقت کیلئے فارغ نہ کرسکیں تو پھر کم از کم ایک سال تک صبح کے چار گھنٹے تو ضرور ہی مدرسہ میں بھیجتے رہیں۔ اور اب بچہ خود تو تین پارے پڑھے اور استاذ کو سوا پارہ سنائے، پھر جوں جوں دوسرے مشاغل بڑھتے جائیں اور قرآن مجید پختہ ہوتا جائے توں توں منزل میں کمی کرتا رہے۔ حتی کہ کچھ وقت گزرنے کے بعد استاذ کو سنانا چھوڑ دے، لیکن گردان کرنے اور منزل پڑھنے سے بے نیازی

کبھی بھی نہ برتے اور اسکی آخری مقدار سوا پارہ یومیہ ہے، اس سے کم پڑھنے کے کوئی معنٰی نہیں۔

فائدہ.... اگر سوا پارہ یومیہ بھی پڑھتا رہے گا تو اس کو رمضان شریف میں کوئی دِقّت پیش نہیں آیا کرے گی اور تراویح میں سوا پارہ آسانی کیساتھ سنالیا کرے گا۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۸۳)

فائدہ.... تکمیل حفظ کے بعد منزل سنا کر قرآن پاک کے کم از کم تین دور اس طرح مکمل کرنا از بس ضروری ہیں کہ پہلا دور ایک ایک سپارہ کر کے دوسرا دور دُو دُو سپارہ کر کے اور تیسرا تین تین سپارے سنا کر۔ اِس طرح یاد کیا ہوا قرآن مجید ان شاء اللہ جلدی نہیں بھولے گا۔ اسکے بعد روزانہ ایک سپارہ حفظ پڑھنے کا معمول زندگی بھر رکھنا چاہیئے۔ نفلوں میں ہو تو اور بھی بہتر ہے۔

فائدہ.... شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۴ھ مدفون پاپوش نگر کراچی) نے اسکی ہدایت فرمائی تھی اور حضرت قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ (متوفی ۱۴۰۳ھ) کا عمر بھر عمل رہا ہے۔

(حفظ القرآن صفحہ ۱۵۹)

فائدہ.... حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں کہ حفظ کی پختگی و مضبوطی کیلئے یہ اَمر بے حد معاون ہے کہ انسان اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے جملہ اوقاتِ فُرصت اور دِن رات کی ممکنہ گھڑیوں میں حفظ شدہ سورتوں کو بار بار دُہرانے کا اہتمام کرے۔

فائدہ.... نوافل و سُنن، نمازِ تہجد اور فرض نمازوں کے اوقاتِ انتظار میں نیز نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد بھی تلاوت جاری رکھے۔

فائدہ.... اگر امامِ مسجد ہو تو سِرّی جَہری سب فرض نمازوں میں بھی بالترتیب تلاوت کا سلسلہ جاری رکھے، اس طریقہ پر عملدرآمد کرنے سے قرآن پاک بہت معیاری پیمانہ پر خوب یاد اور ذِہن میں بے حد راسخ اور کَا لنَّقْشِ فِی الْحَجَرْ (پتھر پر نشان پڑ جانے کی مثل) ہو جائیگا۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۸۷، ۳۶۵ ملتان/صفحہ ۱۲۲، ۲۳۳ حاصل پور)

فائدہ.... استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ تکمیل گردان کے بعد تین پارے سنانا، تین سننا (یا تھوڑا بہت زیادہ) تین یاد کرنا اور دس پارے روزانہ منزل پڑھ کر اگلے روز اسمیں سے امتحان دینا اس کا معمول رکھا جائے اس معمول کی مدت کم از کم چھ ماہ بہت ضروری ہے پھر صحیح نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

تنبیہ.... اندیشہ ہے کہ طلباء منزل صحیح نہیں پڑھیں گے تو تین پارے صبح دو ظہر کے بعد اور دو مغرب یا عشاء بعد نوافل میں سننا اور سنانا معمول بنالیا جائے اور ان نوافل کو تراویح میں سنانے کیلئے مشق بھی سمجھ لیا جائے۔ (قراء رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۸)

وقف کرنے کا عادی بنائیں

شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بچوں کو آیـــت، م، ط اور ج پر وقف کرنے کا عادی بنانے کے بارے میں جو مشورہ دیا گیا ہے اس پر حفظ کرانے کے دوران بھی عمل کرنا ضروری ہے، بلکہ حفاظ کو مناسب اور صحیح موقعوں پر وقف کرنے کا عادی بنانا بہ نسبت ناظرہ خوانوں کے بھی زیادہ ضروری ہے۔

تنبیہ....اگر حفاظ کو بے جا ٹھہرنے کی عادت پڑ گئی اور وہ یوں ہی شتر بے مہار کی طرح جہاں جی میں آیا ٹھہرنے کے عادی بن گئے تو پھر آگے چل کر ان سے اس عادت کا چھڑانا ممکن نہ ہوگا اور بے جا وقف کرنے سے پڑھنے والوں کو احساس ہو یا نہ ہو، ذوقِ سلیم رکھنے والوں کو کوفت ضرور ہوتی ہے، کیونکہ بے جا وقف کرنے سے قرآنِ عظیم کے معانی کے سمجھنے میں بعض دفعہ التباس ہو جاتا ہے، مگر چونکہ بعض دفعہ ان علاماتِ اربعہ کے علاوہ دوسرے موقعوں میں بھی ٹھہرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ مثلاً پڑھنے والا بھول جاتا ہے یا اس کا سانس ٹوٹ جاتا ہے یا کھانسی وغیرہ کا عارضہ پیش آجاتا ہے۔

فائدہ....طلباء کو یہ بات بھی سمجھا دیجئے کہ اگر ان علامتوں کے علاوہ کسی دوسری علامت پر یا یوں ہی کہیں درمیان میں ٹھہرنا پڑ جائے تو پھر آگے سے نہ پڑھیں بلکہ ایک دو کلمے اُوپر سے لوٹا لیں تاکہ کلام مربوط ہو جائے۔

فائدہ....اگر آپ نے بچوں کو حفظ کے دوران مناسب موقعوں پر وقف کرنے اور بأمر مجبوری بے جا وقف کرنے کی صورت میں اُوپر سے لوٹا کر پڑھنے کا عادی بنا دیا تو یہ نہ صرف طلباء پر بلکہ تجوید پڑھانے والے اساتذہ پر بھی آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ (ہجاء القرآن صفحہ ۱۶۴)

📖....محقق العصر استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ فرماتے ہیں اگر کسی موقعہ پر دو علامتوں میں فاصلہ زیادہ ہو یا پڑھنے والے کو کھانسی وغیرہ کا عارضہ پیش آجائے یا بھول جائے یا اس کا سانس ٹوٹ جائے تو پھر ز، ص، قف وغیرہ کے موقعہ پر بھی ٹھہر سکتے ہیں البتہ لا کے علاوہ اور کسی بھی علامت پر ٹھہر کر لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

تنبیہ....وقف کی علامات کے علاوہ کہیں درمیان میں ٹھہرنے سے جہاں تک ممکن ہو گریز کریں اگر کسی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے تو پھر آگے سے نہ پڑھیں بلکہ ایک دو کلمے پیچھے سے لوٹا لیں تاکہ کلام مربوط اور مسلسل ہو جائے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۳۰)

تنبیہ.... بچّوں کو وقف کی جگہ وقف کرنے کا عادی بنائیں اسمیں کاہلی وسُستی ہرگز نہ کریں، اکثر اساتذہ اس طرف توجہ نہیں دیتے (جیسا کہ دورانِ امتحان اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے) ایسے بچے بے جا وقف کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور بعداز حفظ کے بھی اِصلاح نہیں ہوتی لہٰذا استاذِ محترم وقفوں کا خوب اہتمام کرائیں البتہ قوی اور ضعیف کا فرق ضرور رکھیں ایسا نہ ہو قوی کو چھوڑ کر ضعیف پر وقف کیا جائے بلکہ قوی کو ضعیف پر ترجیح دینا ضروری ہے یہی وجہ کہ علماء نے معنٰی کے اعتبار سے یہ علامات مقرر فرمائی ہیں۔

📖.... وقف کی حالت میں آخری حرف کو خوب واضح اور صاف پڑھوائیں خصوصاً حروفِ قلقلہ اسی طرح ضعیف اور اضعف حرفوں کو بھی خوب اہتمام کیساتھ ادا کرائیں تاکہ وہ بھی ادا ہونے سے رہ نہ جائیں کیونکہ وقف کی وجہ سے سانس اور آواز دونوں کمزور پڑ جاتے ہیں اور یہ حروف عام طور پر پڑھنے سے رہ جاتے ہیں یا ناقص صورت میں ادا ہوتے ہیں جیسا کہ سنا جاتا ہے، اس طرح پڑھنے سے ہر جگہ قرآن مجید کا ایک حرف کم ہوتا جائیگا جو کہ لحنِ جلی ہے۔ کتبِ تجوید میں ایسا ہی لکھا ہے۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

وقف کے بارے میں ایک بہترین ضابطہ

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ فرماتے ہیں کہ وقف کے بارے میں بہترین ضابطہ یہ ہے کہ قاری دورانِ تلاوت میں آیت. میم اور طا، ان تینوں موقعوں پر (تو) اِلتزاماً (لازماً) وقف کرتا جائے۔ اسلیئے کہ وقف کرنے کی ضرورت تو بہر حال پیش آتی ہی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر کیوں نہ ایسے ہی موقعوں پر (وقف) کیا جائے جہاں کلام پورا ہوتا ہو اور ایسے موقعے صرف یہی تین ہیں نیز یہ کہ ان موقعوں پر وقف کرنے کی صورت میں ماقبل (وقف کرنے کے بعد پیچھے) سے لوٹانے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ مابعد (وقف کے بعد آگے) سے ابتدا کی جاتی ہے۔

📖.... تین موقعوں (گول علامت، م، ط) کے علاوہ بھی ٹھہرنے کی ضرورت پیش آئے تو پھر چوتھا موقعہ جیم (ج) ہے اسلیئے کہ گو اسکی حیثیت ان تین جیسی تو نہیں لیکن وقف کرنا جائز اس پر بھی ہے۔ اس ضابطہ پر عمل کرنے سے ضعیف علامت پر درمیان میں وقف کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی ان شاء اللہ۔

📖.... اگر دو یا تین آیتیں یا (مذکورہ) علامتیں قریب قریب ہوں تو ایسی صورت میں ہر آیت اور ہر علامت پر ٹھہرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کو ایک سانس میں بھی پڑھا جاسکتا ہے اسلیئے (یہ) علامتیں ضرورت کے وقت ٹھہرنے کے لیے لگائی گئی ہیں اسلیئے نہیں کہ ہر (ایک) علامت پر ٹھہرنا ضروری بھی ہے بلکہ وقف جتنے کم موقعوں پر کیا جائیگا اتنی ہی زیادہ تلاوت ہوسکے گی۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۰۲)

وقف کی علامتیں

وقف کی علامتیں یہ ہیں ●.... گول ()....●.. م....●.. ط....●.. ج....●.. ز....●.. ص....
●.. ق....●.. ک....●.. قف....●.. صل....●.. صلی....●.. لا....●.. قلا....●!!!!....●.. نیچے گول دائرہ اوپر کوئی علامت مثلاً ، ط، ج ، لا، وغیرہ وغیرہ لیکن ان میں سے پہلی چار علامتیں بڑی اور معتبر شمار ہوتی ہیں اور باقی ضعیف بلکہ بعض علامتیں تو ایسی ہیں جن سے وقف نہ کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

فائدہ.... قاری کو چاہیئے کہ پڑھنے کا انداز کچھ اس طرح رکھے کہ جب وقف کرے تو پہلی چار (۴) علامتوں (گول دائرہ م. ط. ج) کے موقعوں پر ہی کرے اور بلا ضرورت ضعیف علامت پر یا یوں ہی کہیں درمیان میں ٹھہرنے سے حتی الاِمکان (جہاں تک ہو سکے) اِجتناب کرے اسلیئے کہ ضعیف علامت پر یا درمیان میں ٹھہرنے سے وہی دِقّت پیش آئے گی جس سے بچانے کیلیئے علماءؒ نے یہ محنت کی ہے یعنی یہ پتہ نہیں چلے گا کہ اب کہاں سے لوٹائے آیا اسی کلمہ سے کہ جس پر وقف کیا ہے یا اس سے کچھ اُوپر سے نیز درمیان میں ٹھہرنے کی صورت میں کلام بھی پورا نہیں ہوتا جس کی خرابی وہی لوگ (اہلِ علم) محسوس کر سکتے ہیں جو کلامِ پاک کے معنٰی سمجھتے ہیں۔ (معلّم التجوید صفحہ ۲۰۲)

فائدہ.... سبق یاد کرتے وقت علاماتِ وقف بالخصوص م. ط اور ج پر وقف کرنے کی عادت ڈالے اور یوں ہی بے جا وقف کرنے سے حتی الامکان بچے۔ اِس وقت تھوڑی سی توجہ سے جو کام ہو جائیگا وہ آگے چل کر بہت زیادہ توجہ سے بھی نہیں ہو سکے گا۔

تنبیہ.... یہ بھی ملحوظ رہے کہ آیت م، ط اور ج کے موقعوں پر صرف ٹھہرنا ہی ہے، خود ان حرفوں کو نہیں کہنا۔ بعض حفاظ کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ٹھہرنے کیساتھ ساتھ علاماتِ وقف کا نام بھی لیتے جاتے ہیں اور مثلاً اس طرح کہتے جاتے ہیں الحی القیوم 'ج' ولا نوم 'ج' ومافی الارض 'ط' وغیرہ وغیرہ، یہ بھی غلط بلکہ لغو ہے۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۷۴)

فائدہ.... استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ طالب علم کو چاہیئے کہ ایک آیت یاد کرے اور جب حفظ کہہ سکے تو اتنی بار اس کو کہے کہ بغیر سوچے پوری آیت پڑھ سکے۔

فائدہ.... اگر کوئی آیت لمبی ہو تو اس کے حصے کر لے۔ اگر ڈیڑھ یا دو سطروں پر وقف کی معتبر علامتوں (م، ط ج، ز، ص) میں سے کوئی ہو تو اتنی یاد کرے۔

فائدہ....اگر کوئی وقف نہ ہو تو جہاں تک ایک سانس میں بے تکلف پڑھ سکے وہاں تک یاد کر لے اور پھر جب آگے یاد کرنے لگے تو ایک دو کلمے اِس یاد کئے ہوئے کے آخر میں سے اِعادہ (لوٹانے) کے طور پر لے لے اور پھر ایک سانس میں جہاں تک بآسانی پڑھ سکے اتنا یاد کرے اور مطالعہ کے آخر تک اسی طرح یاد کرتا چلا جائے جب پورا مطالعہ یاد کر چکے تو پھر شروع سے یاد کرنا شروع کر دے۔ (آداب تلاوت صفحہ ۵۵ قدیم/ جدید صفحہ ۷۰)

فائدہ....حفظ اور ناظرہ کے زمانہ میں فی الحال وقف گول آیت، میم، طا، اور جیم کی علامتوں میں وقف کرنے کا عادی بنائیں ہاں کبھی کبھار ملا کر پڑھوانے کی عادت بھی ڈالیں البتہ قوی اور ضعیف علامتوں کا فرق ضرور رکھیں نیز استاذِ محترم سبق پڑھاتے وقت مناسب جگہ وقف کرانے کے بعد (دونوں طرح) آگے اور پھر لوٹانے یعنی پیچھے سے پڑھنے کا طریقہ بھی بتلائیں بہت سے بچوں کو بڑی بڑی آیتوں میں وقف کرنے کے بعد دونوں طرح آگے سے پڑھنے یا پیچھے سے لَوٹانے کا طریقہ نہیں آتا اسلیئے استاذِ محترم تعلیمی ذمہ داری سمجھتے ہوئے یہ فریضہ بھی پورا فرمائیں کیونکہ تجوید دو چیزوں سے مرکب ہے (۱) حرفوں کا صحیح ادا کرنا (۲) وقف کرنے کا طریقہ پہچاننا اور اسی کے مطابق وقف کرنا۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

اِمتحان کا معمول

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ایک مشورہ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اولاً تو تین ماہ ورنہ چھ ماہ کے بعد تو ضرور ہی بچوں کا امتحان دلایا جائے۔ اس سے ایک تو منزل پختہ ہوتی رہے گی اور دوسرا بچوں کو امتحان کا خیال رہے گا اور وہ محنت پر لگے رہیں گے اور استاذ بھی نتیجہ کے اچھا نہ نکلنے کے ڈر سے کام محنت اور چستی کیساتھ کرتا رہے گا (افسوس آجکل اکثر تو اس کا فکر ہی نہیں جیسا کہ امتحان کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ابومعاویہ غفرلہٗ)

تنبیہ.... ممتحن صاحب امتحان لیتے وقت ذہن میں یہ ضرور رکھیں کہ وہ نو آموز (چھوٹے اور معصوم) بچوں کا امتحان لے رہے ہیں، کسی پرانے اور تجربہ کا حافظ کا نہیں، کیونکہ امتحان سے مقصود معلم اور متعلم دونوں کو مستعد اور محنت پر لگائے رکھنا، خدانخواستہ حوصلہ شکنی (دل توڑنا) مقصود نہیں، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ممتحن بالکل ہی چشم پوشی اور اغماض (بالکل ہی رعایت) سے کام لے۔ کیونکہ اس سے امتحان کا مقصد ہی فوت ہو کر رہ جائیگا اور اس ڈھیل سے بچوں کو یہ تاثر ملے گا کہ ہم خواہ محنت کریں یا نہ کریں اور امتحان کے وقت خواہ کتنے ہی کمزور کیوں نہ ثابت ہوں ممتحن ہمیں پاس تو بہر حال کر ہی دیگا (جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے ابومعاویہ

اگر استاذ کے اندر محنت کرنے کا جذبہ موجود نہ ہوگا تو وہ بھی اسی ڈھیل سے ناجائز فائدہ اٹھائیگا، اور محنت کرنے سے گریز کریگا۔ لہٰذا اِمتحان تو بچے کی اِستطاعت کے مطابق کَس کر ہی لیا جائے البتہ نمبر لگاتے وقت مناسب حد تک فیاضی (سخاوت ورعایت) کا مظاہرہ کیا جائے، تاکہ شاگرد اور استاذ دونوں محنت پر بھی لگے رہیں اور ان کی حوصلہ شکنی (بے عزتی) بھی نہ ہو۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۸۸)

اِمتحانات کب لئے جائیں

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف ؒ فرماتے ہیں کہ عربی اور قرآنی مدارس کا تعلیمی سال شوال سے شروع ہوتا ہے، اسلیئے سہ ماہی امتحانات تو بیس محرم کے بعد دلائے جائیں اور ششماہی جُمادی الاوّل کے پہلے ہفتہ میں۔

فائدہ.... اگر درمیانِ سال میں ایک ہی امتحان دلانا ہو تو پھر اس کیلیے ربیع الثانی کا پہلا ہفتہ زیادہ مناسب ہے۔ رہے سالانہ امتحانات؟ تو ان کے بارے میں عام دستور تو یہ ہے کہ پندرہ شعبان کے بعد دلائے جاتے ہیں اور بظاہر مناسب بھی یہی معلوم ہوتا ہے اسلیئے شعبان تعلیمی سال کا آخری مہینہ سمجھا جاتا ہے۔

فائدہ.... میرے خیالِ نارسا میں حفظ کے امتحانات کیلیئے یہ موقعہ مناسب نہیں کیونکہ اس سے تقریباً دو ماہ سبق بند رہتے ہیں اور تعلیم میں حرج واقع ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلے یکم شعبان سے پندرہ شعبان تک تو امتحان کی تیاری کیلیئے بند رہتے ہیں (جیسا کہ اکثر مدارس ومکاتب میں ہورہا ہے ابومعاویہ غفرلہٗ) اور پھر امتحانات کے بعد بعض مدارس میں تو سرے سے تعطیلات ہی ہوجاتی ہیں اور بعض میں گو تعطیلات تو نہیں ہوتیں لیکن رمضان شریف کی آمد کے انتظار میں اسباق ان میں بھی برائے نام ہی ہوتے ہیں (جیسا کہ ہورہے ہیں ابومعاویہ غفرلہٗ) اور پھر رمضان شریف میں تو ویسے ہی اسباق کا جاری رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ دن کو روزہ رکھنا ہوتا ہے اور رات کو تراویح پڑھنی ہوتی ہیں، اسلیئے غیر رمضان کے تمام معمولات کا جاری رکھنا یعنی سبق یاد کرنا، سبقی پارہ سنانا اور پچھلا پارہ سنانا اور یاد کرنا شاگرد کیلیئے تو مشکل ہوتا ہی ہے، استاذ کیلیئے بھی مفوضہ فرائض (تدریس کی ذمہ داری) کا انجام دینا آسان نہیں ہوتا بلکہ اسے تو پڑھانے کے علاوہ رات کو تراویح میں سنانے کیلیئے منزل بھی تیار کرنی ہوتی ہے۔

فائدہ.... میری ذاتی رائے یہ ہے کہ حفظ کے سالانہ امتحانات شعبان کی بجائے رمضان شریف کے آخر میں دلائے جائیں اور اس کی صورت یہ کی جائے کہ اٹھائیس شعبان تک تو حسب سابق اسباق پڑھائے

جائیں اور پھر اسکے بعد انتیس شعبان سے نظام الاوقات اس طرح بنایا جائے کہ مدرسہ صرف پہلے وقت میں ہی لگے اور تیسرے پہر چھٹی رہے اور اسباق بند کر دیئے جائیں اور طلباء سارا وقت صرف منزل یاد کرنے اور اساتذہ صرف منزلیں سننے پر ہی صرف کریں اور پھر رمضان کے آخر میں امتحان دلا دیا جائے اوراس نظام الاوقات کے اپنانے سے چار فائدے حاصل ہوں گے۔

☆.....ایک یہ کہ طالب علم اور استاذ دونوں کا کام ہلکا رہے گا۔ طالب علم کا تو اسلیئے کہ اب اسے صرف منزل ہی یاد کرنی ہوا کریگی اور بس، اور استاذ کا اسلیئے کہ اسے سبق پڑھانے، سننے اور اپنی نگرانی میں یاد کرانے کی مشقت نہیں اُٹھانی پڑا کریگی۔

☆.....دوسرا یہ کہ سبق کے ناغے بھی زیادہ نہ ہوں گے کیونکہ شعبان کا سارا مہینہ پڑھائی ہو چکی ہوگی۔

☆.....تیسرا یہ کہ طلباء پر جب سبق یاد کرنے کی ذمہ داری نہیں ہوگی تو وہ دن میں روزہ آسانی سے رکھ سکیں گے اور رات میں تراویح آسانی سے پڑھ سکیں گے۔ اور رُوزہ اور تراویح کا عادی بنانا سبق پڑھانے سے زیادہ ضروری ہے۔

☆.....چوتھا یہ کہ جب طلباء سارا مہینہ صرف منزل یاد کرنے پر ہی صرف کریں گے اور پھر رات کو تراویح میں پڑھے ہوئے پارے سنائیں یا سنیں گے تو اس سے ان کا آموختہ خوب خوب یاد ہو جائیگا اور وہ امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کریں گے اور اس سے استاذ کے علاوہ مدرسہ کی بھی نیک نامی ہوگی۔

تنبیہ.....اگر ایسا نہیں کیا جائیگا اور مدرسہ دونوں وقت لگایا جائیگا اور اسباق جاری رکھے جائیں گے تو کوئی کام صحیح معنٰی میں نہیں ہو سکے گا بلکہ پھر یہ ہوگا کہ استاذ صاحب لڑکوں کو سامنے بٹھلا کر خود اونگھتے رہیں گے یا پھر اپنی منزل یاد کرنے میں لگے رہیں گے اور لڑکے غل مچاتے رہیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ تو طلباء کی پڑھائی ہو سکے گی اور نہ استاذ اپنی منزل ہی یاد کر سکے گا (یہ ساری چیزیں اکثر درسگاہوں میں ہو رہی ہیں ابو معاویہ غفرلہٗ)

فائدہ.....بہتر صورت یہی ہے کہ رمضان شریف میں اسباق بند کر دیئے جائیں اور مدرسہ صرف پہلے وقت میں ہی لگایا جائے تا کہ استاذ دوپہر تک کام ختم کر کے ظہر سے پہلے کچھ آرام کر لے اور پھر ظہر کے بعد تازہ دم ہو کر اپنی منزل یاد کرنے میں مصروف ہو جائے اور چونکہ سبق پڑھانے یاد کرانے اور سننے کی ذمہ داری تو ہوگی نہیں صرف منزل ہی سننی ہوگی، اسلیئے اتنا کام پہلے وقت میں آسانی کیساتھ ہو سکے گا اور یہ نظام الاوقات صرف گرمیوں کیلیئے ہی نہیں سردیوں کیلیئے بھی ہے، اسلیئے کہ روزہ خواہ گرمیوں کا ہو یا سردیوں کا اپنا اثر تو بہر حال دکھاتا ہی ہے۔ اگر گرمیوں میں پیاس ستاتی ہے تو سردیوں میں بھوک ستاتی ہے۔

فائدہ....حدیث میں رمضان میں ملازمین سے کام ہلکا لینے کی فضیلت آئی ہے۔پھر قرآن کے مدرسین تو ملازم ہیں بھی نہیں یہ تو معاشرہ کے مغزز افراد ہیں۔تاہم یہ میری ذاتی رائے ہے،ضروری نہیں کہ صائب (صحیح) ہی ہو،البتہ بہت چھوٹے بچے چھ سات زیادہ سے زیادہ آٹھ برس کے جن پر ہنوز (ابھی) روزہ اور تراویح کی ذمہ داری عائد نہ ہوئی ہو،ان کے سبق اگر جاری رکھے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

(قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۸۹)

📖....استاذ الاساتذہ حضرت قاری محمد طاہر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اساتذہ کرام امتحان سے تغافل و تکاسل برتتے ہیں وہ اس سلسلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے،سہ ماہی امتحان صفر کے اوائل (شروع) میں،ششماہی امتحان جمادی الاولیٰ کے اوائل میں،اور سالانہ امتحان شعبان کے اوائل میں دلایا جائے۔

(رہنمائے مدرسین صفحہ ۲۶)

اِمتحان کی تیاری

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ فرماتے ہیں کہ اِمتحان سے کچھ روز پہلے ان کا سبق بند کرنا بھی ضروری ہے تا کہ وہ منزل یاد کر سکیں،مگر سہ ماہی اور ششماہی امتحانات کیلئے میرے خیال میں سبق بند کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور ان دو موقعوں میں صرف اتنے پاروں کا اِمتحان دلانا ہی کافی ہے جو گذشتہ تین ماہ یا چھ ماہ میں پڑھے ہوں اور اگر بند کرنا بھی ہو تو تھوڑے دنوں کیلئے کیا جائے تا کہ ناغے زیادہ نہ ہوں۔

فائدہ....سالانہ امتحان سارے ہی آموختہ کا دلانا ضروری ہے اور اسی وجہ سے اسکے رمضان شریف کے آخری ایام میں دِلانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔تا کہ طلباء پچیس چھبیس دنوں میں سارا آموختہ آسانی کیساتھ یاد کر سکیں اور پھر امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کر کے ایک ساتھ دو خوشیوں سے ہمکنار ہوں:ایک امتحان میں کامیاب ہونے کی دوسری عید کی۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۸۹)

📖....استاذ الاساتذہ حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کم از کم تین ماہ ورنہ چھ ماہ حسبِ مقدار خواندگی کچھ یوم سبق بند کرا کر تمام آموختہ یاد کرا کے امتحان دلایا کریں اس سے ایک تو پختگی زیادہ ہوگی دوسرے اپنی ذمہ داری کا احساس بھی رہیگا۔ (آداب تلاوت صفحہ قدیم ۶۰/جدید ۷۴)

وفاق المدارس کا اِمتحان

حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ آجکل یہ ترتیب وفاق المدارس العربیہ پاکستان (جوکہ دینی مدارس مسلک دیوبند کا معتمد تعلیمی ادارہ ہے) کے امتحانات نے بہت متاثر کردی ہے۔ اسلیئے کہ ہر جگہ وفاق کی سند کا اعتبار ہونے لگا اور وہ ہر مدرسہ کے ذریعہ سے مل جاتی ہے۔ اہلِ مدرسہ یہ چاہتے ہیں کہ فضلاء کی تعداد زیادہ بتلاسکیں اور طالب علم اپنے مستقبل سے اِتنا خود آگاہ نہیں ہوتا وہ سوچتا ہے اگر مجھے میرے موجودہ استاذ محترم فارغ نہیں کرتے تو میں کسی اور ادارے میں جاکر امتحان دے لوں گا۔ طلباء کرام ان کے بدلتے ہوئے تیوروں کو جب استاذ یا اہلِ مدرسہ محسوس کرتے ہیں تو وہ سوچتے ہیں ۲۴ /۲۵ پارے کی ہماری محنت ہے اب دو چار پاروں کی خاطر یہ دوسرے مدرسہ کا فاضل کہلائیگا تو وہ بھی اس پر تیار ہو جاتے ہیں کہ اُسے (جلدی سے) فارغ کردیا جائے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منزل استحکام (مضبوطی) واعتماد سے خالی رہ جاتی ہے اور استاذِ محترم کی زیرنگرانی ان کے حسبِ فرمان وقت لگانے سے جو ایک بہترین حافظ اور جید قاری تیار ہوتا اسکی بجائے ایک سطحی حافظ تیار ہو جاتا ہے (جیسا کہ اب بھی کثرت سے تیار ہو رہے ہیں یہ ایک المیہ ہے۔ ابو معاویہ غفرلہٗ) جو مستقبل میں سال دو سال اچھا سُنا لیتا ہے اور بالآخر تعلیمی دور کی کمزوری اور استاذ کی بات تسلیم نہ کرنے کی نحوست کا شکار ہو جاتا ہے۔

فائدہ.... الحمد للہ اَحقر کا بارہا کا مشاہدہ ہے جس طالب علم نے تعلیم کے اس دور میں کڑوا گھونٹ بھر لیا وہ ہمیشہ خوش رہا اور اساتذہ کرام کو بھی زندگی بھر دعائیں دیتا رہا اور جس نے وقتی پابندی اور وقت کی تکمیل نہ کی پھر زندگی بھر اسکی کلفت اور کڑواہٹ کا اس کو اِحساس رہا (اب ایسے افسوس سے کیا حاصل ابو معاویہ غفرلہٗ) اور جن استاذوں نے ایسے طالب علم کو جلدی فارغ کرکے ظلم ڈھایا وہ طالب علم شعور کے دور میں ان سے دور ہو گیا اور زندگی میں اچھے الفاظ سے کبھی یاد نہ کیا (جیسا کہ سنا گیا ہے) اور کہیں اچھا پڑھنے والا سامنے آگیا تو اپنے اساتذہ کرام کے بارے میں اچھا تأثر نہ رکھا اور احساس کمتری کا شکار رہا۔ (قراءِ رحیمیہ کا ذوق تدریس صفحہ ۵۸)

فلسفۂ اِمتحان

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ انسانی سرشت (عادت) ہے کہ اگر اس سے مفوضہ (سپرد کیئے ہوئے کام) کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال نہ کی جائے تو اسکی طبیعت میں کاہلی (سستی) اور فرائض منصبی

میں کافی حدتک کوتاہی وغفلت اور کمی آجاتی ہے اسلیئے دورانِ سال تھوڑے تھوڑے وقفوں کیساتھ امتحانات کا انتظام لازماً کیا جانا چاہیئے تا کہ تعلیم وتعلّم میں کھوئے ہوئے نشاط (خوشی) اورتازگی وقوت ورونق کودوبارہ واپس کیا جاسکے۔
فائدہ.... مدرسین میں مفلوج (یعنی کمزوری) وفرض شناسی کواز سر نو زندہ کر کے ان کے اندر اپنے منصب کے تعلق تازہ ولولہ پیدا کیا جاسکے جس کے ذریعہ تعلیم وتعلّم کے اعتدال وتوازن کو برقرار رکھنا ممکن ہو۔
تنبیہ.... بعض اوقات اساتذہ کو اپنے کام پر گھمنڈ اور فخر وغرور ہونے لگتا ہے تو امتحانات سے تعلیمی اور تدریسی سقم (کمزوریاں اور نقائص) سامنے آکر ایسے خیالات کی کافی حدتک اصلاح ہوجاتی ہے۔
تنبیہ.... بسااوقات مہتم (حضرات) مدرسین کی ناقدرشناسی انکی حقیقت وحوصلہ شکنی کا مادّہ پیدا ہوجاتا ہے تو امتحانات میں مدرسین کی تعلیمی خوبیاں اور تدریسی کمالات اجاگر ہوکر مہتمم کو اپنے غلط نظریات اساتذہ کی قدردانی وحوصلہ افزائی کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق وہوش نصیب ہوجاتا ہے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۴۸)

طریقۂ امتحان

کامیاب امتحان کی کامیابی کا گر اور راز یہ ہے کہ ممتحن دورانِ امتحان تعلیمی محاسن ونقائص کا ایک اجمالی اشاریہ اور خاکہ بنا تا جائے پھر تفصیلی رپورٹ میں ان تمام اُمور کو کافی وضاحت کیساتھ درج کرے اور مفید مشورے دے اور مدرس کو تاکید کرے کہ وہ گاہ بگاہ اس نقشہ امتحان میں درج شدہ ہدایات وکیفیات کا بغور مطالعہ کرتے رہیں اور اپنے کام کا جائزہ لیتے رہیں کہ آیا میرا تعلیمی کام ان ہدایات کی روشنی میں رُوبہ ترقی ہے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۴۹)

اِمتحانی نتیجے کی رپوٹ لکھنے کا طریقہ

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نتیجہ اچھا ہو تو اس قسم کے الفاظ لکھے جائیں۔
☆.... تعلیمی ثمرات ونتائج کی عمدگی وخوبی انتہائی محسوس ومخصوص انداز پر پائی گئی۔
☆.... حقیقت یہ ہے کہ نتیجہ وامتحان کی لطافت ولذّت سے میں متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکا۔
☆.... نتیجہ امتحان باعث برکت موجب سعادت اور خاطر خواہ محنت کا آئینہ دار، خوشگوار اور لطف ولطافت سے معمور وبھرپور ہے۔

☆.... قلیل عرصہ میں بہت سرعت (جلدی) کیساتھ خاص مقبولیت حاصل کی ہے۔
☆.... مدرس نے عالی ہمتی، ذمہ داری، تندرستی، جفاکشی، محنت وسعی، خوش دلی کیساتھ تعلیمی کام سرانجام دیا ہے۔
☆.... نتیجہ کے محاسن وکمالات لیل ونہار جدّ وجُہد اور حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل وکرم کارہین منت اور کمال رب ذوالجلال کا خاص احسان ہے۔
☆.... نتیجہ امتحان دِل پسند، دل نواز انفرادیت کا حامل ہے حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہے۔
☆.... تعلیمی حالت بے حد نتائج اور نتائج پر مغز وٹھوس ہیں۔
☆.... نتیجہ امتحان اطمینان بخش ومسرور کن ہے۔

نتائج غیر تسلی بخش

اگر نتائج غیر تسلی بخش ہوں تو اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں۔
☆.... معیارِ تعلیم پست وکمزور اور زوال پذیر ہے۔
☆.... نتیجہ امتحان بدمحنتی وتن آسانی کا آئینہ دار ہے۔
☆.... نتیجہ امتحان مایوس کن اور ادنیٰ درجے کا ہے۔
☆.... تعلیمی حالت غیر محمود اور ناقص ومایوس کن اور غیر تسلی بخش ہے۔
☆.... مدرس پر لازم ہے کہ آئندہ عرق ریزی، جفاکشی ومحنت، فرض شناسی وحاضر باشی اور فکر وشوق اور کاوش اور دلی جذبہ کیساتھ مفصّل ہدایات کی روشنی میں کام کرنے کی سرتوڑ کوشش کریں اور نتائج کو فروغ وترقی اور عروج دیں۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۴۸)

حَسَبِ موسم کل تدریسی اوقات

(پاکستان بھر کے) مدارسِ قرآنیہ میں عام طور پر تین اوقات میں پڑھائی ہوتی ہے۔
(۱).... فجر کے بعد.... (۲).... ظہر کے بعد.... (۳).... مغرب کے بعد۔
(۴).... حسبِ موسم اوقات میں تبدیلی بھی ہوتی رہتی ہے حفظ کا کام محنتِ شاقہ کا متقاضی ہے اسلیئے اس کو وقت بھی زیادہ دیا جاتا ہے جیسا کہ زمانہ قدیم سے ایک طریقہ چلا آرہا ہے۔ درج ذیل اوقات کے مطابق اگر ترتیب بنالی جائے تو شعبہ حفظ والوں کیلئے سہولت رہے گی اور تعلیم پوری ہوگی۔

(۱)....نومبر، دسمبر، جنوری اور فروری کے پہلے دس دِن (کل تقریباً سات گھنٹے)
(۲)....صبح سات تا ساڑھے گیارہ بجے۔(۳)....ظہر تا عصر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ۔(۴)....مغرب تا عشاء تقریباً ایک گھنٹہ۔(۵)....فروری کے آخری دوعشرے (۲۰ دِن) مارچ کا نصف اوّل، ماہ اکتوبر (کل تقریباً آٹھ گھنٹے)
(۶)....صبح ساڑھے سات تا بارہ بجے دوپہر۔(۷)....ظہر تا عصر تقریباً دو گھنٹے۔(۸)....مغرب تا عشاء ڈیڑھ گھنٹہ۔
(۱)....نصف اخیر مارچ نصف اوّل اپریل اور اخیر اگست، ماہ ستمبر (کل تقریباً آٹھ گھنٹے) صبح سات تا ساڑھے گیارہ بجے۔ظہر تا عصر تقریباً دو گھنٹے۔مغرب تا عشاء ڈیڑھ گھنٹہ۔(۲)....نصف اخیر اپریل، مئی، جون، جولائی، اوائل یعنی شروع اگست (کل تقریباً نو گھنٹے)(۳)....صبح ساڑھے چھ تا ساڑھے گیارہ بجے۔(۴)....ظہر تا عصر تقریباً اڑھائی گھنٹے۔(۵)....مغرب تا عشاء تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۳۲)
☆....اکثر مدارس میں جہاں طلبہ مسافر ہوتے ہیں وہاں سردی اور گرمی کے موسم میں بعد نماز فجر پڑھائی شروع ہوجاتی ہے۔ (ابومعاویہ غفرلہٗ)

تلاوتِ قرآن کی خوبیاں

📖..**ترتیل**....قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر تمام قواعد کی رعایت رکھ کر پڑھنا۔
📖..**تجوید**....قرآن کے حروف کو صحیح عربی مخارج سے تمام صفات کی رعایت کیساتھ ادا کرنا۔
📖..**تبیین**....ہر حرف کو واضح اور صاف طور سے ادا کرنا۔
📖..**ترسیل**....ہر حرف کو اسی طرح پورا پورا ادا کرنا جیسا کہ اس کا حق ہے۔
📖..**توقیر**....قرآن مجید کو نہایت خشوع وخضوع اور وقار کیساتھ پڑھنا۔
📖..**تحسین**....لحنِ عرب کے موافق تجوید کی پوری رعایت رکھتے ہوئے اچھی آواز سے پڑھنا۔
(عذار القرآن صفحہ ۲۲۹/العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۳۷)

تلاوتِ قرآن کے عیوب

استاذِ فن حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اپنی خوش آوازی اور لہجہ کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور انکی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرانے کی غرض سے خواہ مخواہ تکلف کر کے لہجہ میں طرح طرح کی چیزیں ایجاد کرلی ہیں۔جو بہت ہی نامناسب اور معیوب ہیں۔ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱)....**تطریب** تو یہ ہے کہ قرائت اس طرح کی جائے جس طرح گانے والا اپنی آواز کو گھما گھما کر گاتا ہے سو یاد رکھو یہ ممنوع ہے، اسلیئے کہ اس طرح پڑھنے سے تلاوت اپنی اصلی شکل سے نکل جاتی ہے۔ اور اللہ کا کلام معاذ اللہ گانے کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۴۰)

📖....قرآن کریم کو موسیقاروں کی طرح راگ وسُر کے ساتھ اپنے اور مغنیوں کی طرح گا کر پڑھنے کو قرآءت بالتطریب کہتے ہیں۔

📖....جاننا چاہیئے کہ القرآءۃ بالتطریب میں چونکہ اداءِ حروفِ قرآنی کو الحان وانغامِ موسیقیہ کے تابع رکھا جاتا ہے اسلیئے حسبِ قواعدِ فنِ موسیقی بے محل مد کیا جاتا ہے یا مد کو حدِ اِعتدال سے زیادہ کھینچا جاتا ہے یا مد کی جگہ قصر کیا جاتا ہے، حرکات کو اِشباع (کھینچ) دیا جاتا ہے اور سکنات پر سکتہ کیا جاتا ہے ایسا ہی بے محل غنہ کیا جاتا ہے یا غنہ کی مقدار میں اِضافہ کیا جاتا ہے تاکہ آواز کے اُتار چڑھاؤ سے لحنِ موزون اور نغمہ شیریں ہو جائے۔ ایسے پڑھنے والے عموماً وہ حضرات ہوتے ہیں جو لگّانی اور نغمہ سازی سے سامعین کو مسخر کرنا چاہتے ہیں۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۹۳)

(۲)....**ترقیص** یہ ہے کہ قاری دورانِ قرائت میں اپنی آواز کو اس طرح نچائے کہ اس سے حروف مدہ میں حرکات پیدا ہو جائیں اور بعض نے کہا ہے ترقیص یہ ہے کہ قاری حرفِ ساکن پر سکتہ سا کرے اور پھر اس کے بعد حرفِ متحرک کو اسی طرح ادا کرے۔ گویا کہ وہ دوڑ رہا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۴۰)

📖....حروفِ قرآنی کو ہلانے اُتارنے چڑھانے اور اس میں رقص کی سی کیفیت پیدا کرنے کو: قرآءۃ بالترقیص کہتے ہیں۔

📖....جاننا چاہئے کہ: القرآءۃ بالترقیص میں آواز حیرت انگیز صورت میں دفعتہً ایسے انداز پر اٹھائی گرائی جاتی ہے جس طرح رقّاص اور ناچ والے حیرت انگیز صورت میں اپنے جسم اور اعضاء کو دفعتہً اٹھاتے گراتے ہیں جس کی وجہ سے حروفِ قرآنی میں کچھ اس قسم کی کیفیاتِ لعبیہ پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ ناپسندیدہ حالات کے شکار ہو جاتے ہیں جو کتاب اللہ کی عظمت وشان کے منافی اور تقدّسِ قرآن میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ ایسے پڑھنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو سابقہ پیشہ اور عاداتِ قبیحہ سے مجبور یا فنِ رقص کے دلدادہ ہوتے ہیں۔
(تفہیم التجوید صفحہ ۹۳)

(۳)....**ترعید**: یہ ہے کہ قاری تلاوت کے وقت اپنی آواز کو اس طرح کپکپائے کہ گویا وہ سردی کی شدّت یا کسی تکلیف کی وجہ سے کانپ رہا ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۴۰)

📖....قرآن کریم پڑھتے وقت آواز میں تھرتھراہٹ اور کپکی جیسی کیفیت پیدا کرنے کو : قــرآء ۃ بالترعید کہتے ہیں۔

📖....جاننا چاہئے کہ القرآء ۃ بالترعید میں پڑھنے والا اپنی آواز ایسی کیفیت سے متکیف کرلیتا ہے کہ گویا وہ دُکھ درد یا شدّتِ بَرد (ٹھنڈک) سے جان بہ لب ہونے والا ہے۔ایسے پڑھنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو یہ جتلانا چاہتے ہیں کہ گویا عظمت اور دبدبۂ قرآنی سے خائف ہوتے ہوئے جان سپرد بجانِ آفرین کرنے والے ہیں۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۹۴)

(۴)....**تحزین**:یہ ہے کہ قاری اپنی طبیعت اور عادت کے خلاف اس نہج (انداز وطریقہ) پر تلاوت کرے گویا کہ وہ غم میں ڈوبا ہوا ہے اور سننے والا یوں محسوس کرے کہ وہ ابھی رو پڑے گا سو اِس سے بھی منع کیا گیا ہے۔اسلئے کہ اسمیں ریا پائی جاتی ہے۔ہاں اگر قاری کا رونا کسی ایسی آیت کے معنٰی سے متاثر ہونے کی بنا پر ہو جس میں اللہ کے عذاب کا ذکر ہو تو اس صورت میں رونا یا رونے کی شکل بنا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن اور آدابِ قرآن میں سے ہے لیکن دل میں تو یہ کیفیت ہو نہیں محض تصنّع اور بناوٹ سے ایسی شکل بنائی جائے تو یہ معیوب اور ناجائز ہے۔

تنبیہ....خوب یاد رکھو! کہ یہ سب (مذکورہ بالا) باتیں ناجائز ہیں اور ان کا اختیار کرنا منع ہے اور ان کے اختیار کرنے والے کی تردید کرنا اور اس کا انکار کرنا ضروری اور واجب ہے۔ (معلم التجوید صفحہ ۲۴۰)

📖..قرآن کریم کو دردانگیز اور غم ناک صدا میں پڑھنے کو:القرآء ۃ بالتحزین کہتے ہیں۔

📖....جاننا چاہیئے کہ القرآء ۃ بالتحزین میں پڑھنے والا شکل وصورت اس قسم کی اختیار کرلیتا ہے کہ گویا وہ مارے خشوع وخضوع اور خوف وغم کے رُو پڑنے والا ہے۔ایسے پڑھنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو جلبِ منفعت (نفع نقد دنیاوی) کے پیشِ نظر اظہارِ تقویٰ چاہتے ہیں اور سامعین پر سکّہ تقدّس (بزرگی) بٹھا کر دام تذویر (مکر) میں لانا چاہتے ہیں۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۹۶)

تقطیع....کلماتِ قرآنی کو کاٹ کاٹ کر اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑھنے کو قراء ۃ بالتقطیع کہتے ہیں۔

📖....جاننا چاہئے کہ القرآء ۃ بالتقطیع میں پڑھنے والا حروف ساکنہ پر غیر ''مروی'' سکتہ کرتے ہوئے آواز ایسے انداز سے اٹھالیتا ہے کہ نصف کلمہ کا تعلق کلمہ سابقہ سے اور نصفِ آخر کا تعلق کلمۂ آتیہ (آگے آنے والے) سے معلوم ہوتا ہے ایسے پڑھنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو سکتہ کے پردہ میں سانس لے کر طولِ نفس یا مہارتِ فن کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۹۵)

نفر....قرآن کریم پڑھتے وقت فرار اور بھاگنے کی سی کیفیت اختیار کرنے کو قراءۃ بالنفر کہتے ہیں۔
📖....جاننا چاہیئے کہ القرآءۃ بالنفر میں پڑھنے والا ایسا انداز اختیار کر لیتا ہے کہ حروف کو اُچک اُچک کر اس طرح اٹھاتا ہوا پڑھتا ہے جس طرح بھاگتے ہوئے کوئی چیز اٹھائی جاتی ہے۔ایسے پڑھنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو قرآنِ کریم سرسری طور سے پڑھتے ہیں اور تکمیلِ حروف کا اہم فریضہ خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔ (تفہیم التجوید صفحہ ۹۵)

📖..**تمطیط**....ترتیل میں مدّات وحرکات وسکنات میں حد سے زیادہ دیر کرنا۔(مکروہ)

📖..**تخلیط**....حدر میں اس قدر جلدی کرنا کہ حروف جدا جدا ہو کر سمجھ میں نہ آئیں اور اس کو اِدماج بھی کہتے ہیں۔(حرام)

📖..**تنفیش**....حرکات کو پورا ادا نہ کرنا۔(مکروہ)

📖..**تمضیغ**....حرفوں کو چبا کر پڑھنا۔(مکروہ)

📖..**تطنین**....گنگنی آواز سے پڑھنا اور ہر حرف کی آواز ناک میں لیجانا(اگر یہ آواز طبعی ہے تو مکروہ ہے ورنہ حرام)۔

📖..**تہمیز**....ہر حرف میں ہمزہ ملا دینا۔(حرام)

📖..**تعویق**....کلمہ کے درمیان حرف پر وقف کر کے اس کے مابعد سے ابتدا کرنا۔(حرام)

📖..**وثبہ**....پہلے حرف کو نا تمام چھوڑ کر دوسرے حرف کا شروع کر دینا۔(مکروہ)

📖..**عنعنہ**....ہمزہ کے یا کسی اور حرف کیساتھ عین کی آواز ملا دینا۔(حرام)

📖..**ہمہمہ**....کسی حرف مخفف کو مشدّد پڑھنا۔(حرام)

📖..**زمزمہ**....قرآن مجید کو گانے کے طور پر پڑھنا۔(حرام)

📖..**ترقیص**....آواز کو نچانا اور کبھی بلند اور کبھی نیچا کرنا اگر تجوید کی حد میں رہے تو مکروہ ورنہ حرام ہے۔

فائدہ....**فَاحْفَظْ وَكُنْ حَذِرًا**: یعنی مذکورہ بالا تلاوت کے عیوب کو یاد کرلیں اور دورانِ تلاوت ان سے بچیں۔ (عذار القرآن صفحہ ۲۲۹/العطایا الوھبیہ صفحہ ۱۴۲/مفتاح الکمال صفحہ ۱۰۲)

بِسْمِ اللّٰہ کو علیحدہ پڑھنا

درج ذیل بِسْمِ اللّٰہ کو سورت سے علیحدہ کرکے پڑھیں

- ....سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ (ﷺ)........................(پارہ ۲۶)
- ....سُوْرَۃُ الْقِیَامَۃِ........................(پارہ ۲۹)
- ....سُوْرَۃُ عَبَسَ........................(پارہ ۳۰)
- ....سُوْرَۃُ التَّطْفِیْفِ........................(پارہ ۳۰)
- ....سُوْرَۃُ الْبَلَدِ........................(پارہ ۳۰)
- ....سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ........................(پارہ ۳۰)
- ....سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ........................(پارہ ۳۰)
- ....سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃِ........................(پارہ ۳۰)
- ....سُوْرَۃُ اللَّھَبِ: ان سے پچھلی (پہلے والی) سورتوں کے آخر پر بھی ٹھہر جائیں اِسی طرح اگر ان سورتوں سے پڑھنا شروع کریں تب بھی بِسْمِ اللّٰہ کو علیحدہ کرکے پڑھیں، ملا کر نہ پڑھیں۔

(رہنمائے مدرسین صفحہ ۵۳/تسہیل القواعد صفحہ ۳۰)

ختمِ قرآن کا مستحب طریقہ

حدیث پاک میں جو ایک ختم کرتے ہی دوسرا قرآن شروع کرنے والے کو ''اَلْحَالُ الْمُرْتَحِلُ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

....نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا اَلْحَالُ الْمُرْتَحِلُ کا عمل (سب عملوں سے بہتر ہے) عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اَلْحَالُ الْمُرْتَحِلُ کیا ہے (اور وہ کون ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قرآن ختم کرنے والا جو فوراً شروع بھی کر دینے والا ہو۔

(ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۰)

تنبیہ....قرآن مجید کو سورۂ ناس پر ہی ختم نہیں کر دینا چاہیئے بلکہ اس کے بعد فوراً اَلْحَمْدُ پڑھے اور اسکے بعد سورۂ بقرہ کے شروع سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پانچ آیتیں بھی، اور اس بارہ میں وہ حدیث بھی ہے جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ قُلْ اَعُوْذُ

بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے (ختم کرتے) تھےتو (پھر) اَلْحَمْدُ سے شروع کرتے تھے (اور) پھر سورۂ بقرہ سے وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھتے اور اسکے بعد ختم کی دعاء کرتے پھر اُٹھتے۔

(ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ۱۲۲)

تنبیہ.....بعض اساتذہ ختم قرآن صرف والناس تک کراتے ہیں یہ محض بندۂ ایجاد ہے اسکی اصلاح بہت ضروری ہے اکابر سلف صالحینؒ کے طرزِ عمل میں خیر ہی خیر ہے۔(ابومعاویہ غفرلہٗ)

تکبیر کہنے کا سبب

استاذ القراء حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر کا سبب بعض کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر کچھ مدت کیلئے وحی کا اِنقطاع ہوگیا تھا جس کی وجہ سے کفارِ مکہ نے طعناً کہنا شروع کردیا کہ آنحضرت ﷺ کو (نعوذ باللہ) ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور ان کا رب ناراض ہوگیا ہے جب اِنتظار کے بعد سورۃ والضحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اختتامِ سورۃ پر بطورِ شکر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرمایا: اور بعض حضرات کے مطابق تکبیر کا سبب یہ ہے کہ سورۃ والضحی کے نزول کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں آئے تھے اور اس سے متاثر ہوکر آپ ﷺ نے اللہ اکبر فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ سورۃ والضحی میں اللہ تعالیٰ نے بعض خاص نعمتوں کا تذکرہ و وعدہ آنحضرت ﷺ سے فرمایا جو نہایت مہتم بالشان ہیں بالخصوص آیت ''وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔'' کہ اس آیت میں ایسی عنایات وعطایا کا وعدہ تھا جو سب اِنعامات وعنایات سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی رضامندی کا سبب بنی اور بے انتہا موجب صد مسرت وخوشی تھی ان نعمتوں کے شکر میں آپ ﷺ نے فرطِ مسرت سے ختم سورت پر اللہ اکبر فرمایا۔ (المرشد صفحہ ۴۵۸)

تراویح میں ختمِ قرآن کا طریقہ

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ واضح ہو کہ شیوخِ کرام کے یہاں تراویح میں قرآن مجید کے ختم کے تین طریقے دیکھنے میں آئے ہیں۔

(۱).....اٹھارہویں رکعت میں سورۂ ناس تک پڑھیں اور ۱۹ و ۲۰ رکعت میں الٓمّٓ سے کچھ حصہ یعنی پہلی رکعت میں اَلْمُفْلِحُوْنَ تک اور دوسری میں عَظِیْمٌ تک، یا انیسویں میں وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ تک اور بیسویں میں اَلْمُفْلِحُوْنَ تک۔

(۲)....انیسویں رکعت میں سورۂ ناس تک اور بیسویں میں اَلْـمُـفْـلِحُوْنَ (بہتر یہی ہے) یا اس سے بھی آگے تک۔

(۳)....انیسویں رکعت میں سورۂ ناس سے پہلے کسی سورت تک اور بیسویں میں سورۂ ناس تک کی رہی ہوئی سورتیں نیز سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ سے اَلْـمُفْلِحُوْنَ تک۔اس صورت میں ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے تکرار اور اسکی وجہ سے کراہت کا شبہ ہوتا ہے لیکن چونکہ کہ پہلی مرتبہ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورتیں بھی تلاوت کی ہیں اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ دوسری بار پڑھی ہے اسلیئے بلافصل تکرار نہ ہوا پس کراہت بھی نہ ہوئی۔

تنبیہ....چونکہ اَلْـمُـفْلِحُوْنَ تک پڑھنا مستحب ہی ہے اور فرض یا واجب نہیں ہے اسلیئے ایسا کرنا بھی جائز ہے کہ سورۂ ناس پر ہی تراویح کی بیسویں رکعت ختم کرے اور ابتدا سے اَلْـمُـفْـلِحُوْنَ تک نہ پڑھے کہ ہمیشہ اَلْمُفْلِحُوْنَ ہی تک پڑھنے سے لوگوں کو لُزوم (ہمیشہ لازم ہونے) کا شبہ ہوگا جو درست نہیں ہے۔

فائدہ....اکثر تو پہلے ہی تین طُرق (طریقوں) میں سے کسی طریق پر عمل کریں اور کبھی کبھی چوتھی صورت پر بھی عمل کرلیا کریں اور جب نیت اصلاح کی ہوگی تو ان شاءاللہ اس صورت میں بھی مستحب ہی پر عمل کرنے کا ثواب ہوگا واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۳)

....سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ لیتے یعنی قرآن پاک ختم فرمالیتے تو اَلْحَمْدُ (یعنی سورۂ فاتحہ) سے دوبارہ شروع فرماتے پھر سورۂ بقرہ کے شروع سے وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ہی پڑھتے اور پھر اپنی جگہ سے اُٹھتے تھے۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۰۔ملتان/صفحہ ۳۳۴ حاصل پور)

تنبیہ....بعض جاہل حفاظ جو اَلْمُفْلِحُوْنَ کے بعد مختلف آیتیں (آیۃ الکرسی، بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک اور لفظ رَبَّنَا، اَللّٰھُمَّ کے سرے والی آیتیں) پڑھتے ہیں یہ طریقہ نہ تو حدیثِ نبوی سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی مستند کتاب میں موجود ہے پس اس سے اِحتراز ضروری ہے۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۴)

حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مدنیؒ کا عمل

حضرت امام عاصم تابعی کوفیؒ کے شاگردِ رشید حضرت امامِ حفصؒ جن کی روایت قرآنوں میں درج ہے اور ہم سب پڑھتے ہیں انہوں نے ہر سورت کے اوّل میں نبی ﷺ سے بِسْمِ اللّٰہُ نقل کی ہے، اس بنا پر اگر کوئی تراویح میں روایت کے کامل کرنے کے شوق میں ہر سورت کے اوّل میں بِسْمِ اللّٰہُ پڑھے تو اس کو اجنبی اور نئی بات سمجھ کر جھگڑا پیدا کرنا مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی جہر سے

پڑھ لینے کو جائز بتایا ہے۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ حصّہ اوّل صفحہ ۱۳۸/اور حصہ سوم صفحہ ۱۴۷ جو شمس المطابع مرادآباد محلّہ ساہو میں ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوا ہے۔ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا عمل بھی یہی تھا کہ تراویح میں بِسْمِ اللّٰہُ کو جہر سے پڑھتے تھے۔ (رہنمائے مدرسین صفحہ ۵۴)

ختمِ قرآن کے وقت دُعاء

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی قرآن مجید ختم کرے اس کو ایک مقبول دُعا ملتی ہے اِس بناء پر موصوف جب قرآن پاک ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے خود دُعاء فرماتے اور گھر کے لوگ اُس دُعاء پر آمین کہتے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۰۲۶۔ ملتان/صفحہ ۵۳۲ حاصل پور)

📖.... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے خادم اور اس کے پڑھنے والے کو اس کے ختم کے وقت ایک دعاء ملتی ہے جو قبول ہوتی ہے۔

📖.... حضرت حبیب بن عمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے موقوفاً منقول ہے کہ جب کوئی شخص قرآن ختم کرتا ہے تو فرشتہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان کی جگہ کو بوسہ دیتا ہے۔

📖.... حضرت انس رضی اللہ عنہ ختم کی برکت کی امید پر ختم کے وقت اپنے گھر کے آدمیوں اور پڑوسیوں کو بھی جمع کر لیتے تھے۔

☆.... حضرات سلفؒ نیک لوگوں اور اہلِ علم حضرات کے جمع کر لینے کو بھی پسند کرتے تھے۔

☆.... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص قرآن ختم کرے اس کیلئے ایک ایسی دعاء ہے جو قبول کی جاتی ہے۔

☆.... حضرت مجاہدؒ سے منقول ہے کہ ختم کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

☆.... حضرت امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ختم کے وقت دعاء کرنا تاکیدی مستحب ہے۔

☆.... حضرت حُمید اعرجؒ سے منقول ہے کہ جو قرآن پڑھے پھر دعاء کرے اسکی دعاء پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۴)

غیر نماز میں ختمِ قرآن کا وقت

بہتر ہے کہ صبح کی نماز یا مغرب کی نماز میں قرآن ختم کریں، اور پیر کا دن یا جمعہ کی رات ہو، بعض شیوخ ختم کے دن روزہ رکھتے تھے، بعض حضرات ختم کے بعد احباب ومساکین کو کھانا کھلاتے تھے یہ جائز ہے

بشرطیکہ عُجب وریا اور اظہارِ تفاخر مقصود نہ، خدائے تعالیٰ ہر شخص کو ان صفاتِ ذمیمہ سے بچائے اور سلف صالحینؒ کے مسلک پر چلائے آمین۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۸۳ ملتان/صفحہ ۳۴۳ حاصل پور)

☆.....اکثر حضرات پیر کے دن یا جمعہ کی رات میں ختم کرنے کو بہتر جانتے تھے۔

☆.....حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ کہتے ہیں کہ جو دن کو ختم کرے اس کیلئے اس دن میں اور رات کے وقت ختم کرنے والے کیلئے اس رات میں مغفرت کی جاتی ہے۔

☆.....حضرت ابراہیم تیمیؒ سے منقول ہے کہ سلف کہا کرتے تھے کہ قرآن کے ختم کرنے والے کیلئے دن کے اور رات کے باقی حصّہ میں فرشتے رحمت کی دعاء کرتے ہیں اسی لئے وہ حضرات رات کے اور دن کے ابتدائی حصّہ میں ختم کرنا بہتر جانتے تھے (تاکہ فرشتوں کی دعائیں دن بھر اور رات بھر میسر آتی رہیں)

فائدہ.....بعض حضرات گرمی کے دنوں میں صبح اور سردی کے موسم میں شام کے وقت ختم کرنا بہتر جانتے تھے (اور احقر کا عمل بھی اسی پر ہے)۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۵)

☆.....سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب ختمِ قرآن شروع رات میں واقع ہو تو ختم کرنے والے کیلئے صبح ہونے تک فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جب ختمِ قرآن شروع دن میں واقع ہو تو شام ہونے تک فرشتے اُس کیلئے رحمت و مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

☆.....حضرت محمد بن حجادہؒ کہتے ہیں کہ حضرات متقدمین رات کو ختم قرآن مغرب کی بعد والی دو رکعتوں میں اور دِن کو فجر سے پہلی دو رکعتوں میں کرتے تھے۔

☆.....حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سردی میں شروع رات کو اور گرمی میں شروع دن میں ختمِ قرآن فرماتے تھے کیونکہ شروع رات میں ختم کرنے والے کیلئے صبح تک اور شروع دِن میں ختم کرنے والے کیلئے شام تک فرشتے بخشش کی دُعاء کرتے رہتے ہیں، تو سردی کی رات اور گرمی کا دِن طویل ہونے کی وجہ سے اس دُعاء بخشش کے حصول کا زیادہ موقع میسّر آجاتا ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۱۰۲۶۔ملتان/صفحہ ۵۳۲ حاصل ور)

فائدہ.....اس سے بعض مشائخ نے استنباط (بطورِ دلیل کے) فرمایا ہے کہ گرمی کے اَیّام میں دن کی ابتداء میں ختم کرے اور موسم سرما میں ابتداءِ شب میں، تاکہ بہت سا وقت ملائکہ کی دعاء کم میسر ہو۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۵۹/ملتان/صفحہ ۳۳۳ حاصل پور)

☆.....جس نے قرآن کو ناظرہ یا حفظ پڑھا (ختم کیا) اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں ایک ایسا درخت عطا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کوّا اسکی ٹہنیوں کو چھوڑ کر اُڑے تو خالی اس کے پتّوں کی بھی مسافت طے کرنے سے پہلے

اس کوّے کو بڑھاپا پالے گا۔

فائدہ.... اس حدیث شریف میں دوسرے پرندوں کی بجائے کوّے کو اسلیئے ذکر کیا گیا کہ دوسرے اکثر پرندوں کے مقابلہ میں اسکی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ کوّے کی عمر اوسطاً دواڑھائی سو برس ہوتی ہے طوالتِ عمر میں کوّا ضرب المثل ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۴ ملتان/صفحہ ۳۳۵ حاصل پور/فضائل حفظ القرآن صفحہ ۹۹)

📖.... جب بندہ قرآن ختم کرتا ہے تو اس کیلیئے ساٹھ ہزار فرشتے رحمت ومغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

📖.... صاحبِ قرآن کو ہر ختم کے وقت ایک مقبول دعاء اور جنت میں ایک ایسا درخت ملتا ہے کہ اگر کوا اسکی جڑ سے اُڑنا شروع کرے تو وہ بوڑھا ہو جائیگا مگر پھر بھی اُس درخت کی شاخوں تک نہ پہنچ سکے گا۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۶ ملتان/صفحہ ۳۳۶ حاصل پور)

قبولیتِ دعاء

جو شخص قرآن پڑھے یا جمع (اور حفظ) کرے اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکی ایک قطعی مقبول دعاء ہوتی ہے خواہ اسکو دُنیا میں عطا فرما دیں یا آخرت کیلیئے ذخیرہ فرما دیں۔ ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ ختم قرآن کے وقت ایک مقبول دعاء ملتی ہے نیز ایک جنتی درخت ملتا ہے۔

📖.... حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہلِ خانہ کو جمع کرتے اور دُعا کرتے تھے۔

📖.... حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے۔

(فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۴ ملتان/صفحہ ۳۳۵ حاصل پور/فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۰۱)

تنبیہ.... بوقتِ ختمِ قرآن شرکت کی دعوت اور اجتماع بھی مستحب ہے مگر اس کو واجب اور ضروری سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۵ ملتان/صفحہ ۳۳۶ حاصل پور/فضائل حفظ القرآن صفحہ ۱۰۲)

📖.... جس نے قرآن ختم کیا اور اللہ کی تعریف کی اور نبی علیہ السلام پر دُرود بھیجا اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کی تو اس نے خیر و بھلائی کو ٹھیک اس کے موقع ومحل سے طلب کیا (یعنی دعاء کا یہی اصل طریقہ ہے نیز ختمِ قرآن کا موقع قبولیتِ دعاء کا ہے)۔ (فضائل حفاظ القرآن صفحہ ۵۶۶ ملتان/صفحہ ۳۳۶ حاصل پور)

آدابِ دُعاء

اس طرح دوزانو بیٹھے جس طرح قعدہ میں بیٹھتے ہیں ایک جماعت نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ وعلینا معھم اجمعین سے بارش کے قحط کی بابت عرض کیا

تو فرمایا کہ دوزانو بیٹھو اور یارب یارب کہو سوانہوں نے ایسا ہی کیا اور اس پر خوب بارش ہوئی حتی کہ وہ چاہنے لگے کہ ابر (بادل) رفع ہو جائے۔

📖 ....دعاء کے اوّل و آخر دونوں میں حق تعالیٰ شانہٗ کی تعریف بھی کرے۔ اگر وقت کافی ہو اور دل بھی لگے تو سورۂ فاتحہ کی شروع والی تین آیات اور سورۂ انعام کے شروع سے تَكْسِبُوْنَ تک اور سورۂ اسراء کی آخری آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سے ختم تک اور سورۂ کہف کے شروع سے وَلَدًا تک اور سورۂ سبا کی ابتدائی دو آیتیں سورۂ فاطر کی شروع والی دو آیات اور سورۂ حدید کی ابتداء سے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک پڑھے اور (پھر) نبی ﷺ پر دورد بھی بھیجے اور نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے وہ سب سے افضل ہے۔

📖 ....دعاء کے شروع میں یَارَبِّ تین بار یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ تین بار یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تین بار اور لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تین بار اور اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَهَّابِ ایک بار کہے اسکے بعد دعاء کرے بہتر یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو دعائیں آئی ہیں وہ مانگے کیونکہ وہ بہت ہی جامع ہیں اور انکو قبولیت میں بھی زیادہ دخل ہے اسلیئے کہ جس درخواست کا مضمون خود حق سبحانہٗ وتعالیٰ اور اُسکے پیارے حبیب (ﷺ) کا بتایا ہوا ہو اور اسکے الفاظ بھی انہی کے ارشاداتِ مبارکہ ہوں تو ان کے قبول ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۷)

فائدہ....یہ دعائیں مناجات مقبول للامام التھانویؒ اور الحزب الاعظم لملا علی القاری بر داللہ مضجعہ میں کافی ووافی جمع ہیں۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۸ حاشیہ)

📖 ....اور اخیر میں اٰمین کہے و نیز دَعْوٰهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ (سورۂ یونس) آیت کے آخر تک اور سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ (سورۂ صٰفّت) کے آخر تک بھی پڑھے کہ یہ مستحب ہے۔

📖 ....دعاء کے وقت دل میں قبولیت کا یقین بھی ہونا چاہیے۔

📖 ....دل کو حاضر کر کے پورے شوق سے دعا مانگے کیوں کہ اس کے بغیر دعاء قبول نہیں ہوتی ہے۔

📖....حضرت انس بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ سے مانگو تو اپنی ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کے ذریعہ مانگو اور ان سے ہاتھوں کی پیٹھ کے ذریعہ سوال نہ کرو۔

📖....دعاء کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔

📖....ناظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے بعض علماء یعنی ابن عبدالسلامؒ منہ پر ہاتھ پھیرنے کا انکار کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ان کو مسح کی ان روایات میں سے کسی کی اطلاع نہیں ملی اور ۹۲ ۷ ھ میں مجھے اور مسلمانوں کو ایک پریشانی لاحق ہوئی سو مجھے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لیے اور مسلمانوں کیلئے دعاء فرمائیے سو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعاء فرمائی پھر ان کو اپنے چہرہ مبارک پر پھیرا۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۸)

📖....حضرت ناظمؒ ابوسلیمان الدارانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ موصوف نے بتایا کہ میں سردی کی رات میں محراب میں تھا سو مجھے سردی نے بے قرار کیا اسلئے میں نے دعاء میں اپنا ایک ہاتھ چھپالیا اور دوسرا اٹھارہا پھر مجھے نیند آگئی تو دیکھتا کیا ہوں کہ جو ہاتھ کھلا ہوا تھا اسمیں جنت کے کنگن پہنائے جارہے ہیں پھر ایک غیبی پکارنے والے نے پکارا کہ ابوسلیمان! ہم نے اس ہاتھ میں جتنا زیور آسکا پہنا دیا اگر دوسرا بھی کھلا ہوا ہوتا تو اسمیں بھی پہنا دیتے پھر میں نے اپنے کو اس بات کی قسم دی کہ دعاء جب بھی مانگوں گا ٹھنڈ ہو خواہ گرمی اپنے دونوں ہاتھ باہر ہی رکھوں گا۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۲۷)

ختم قرآن کی مسنون دعاء

قرآن کے ختم کے وقت نبی ﷺ ان الفاظ سے دعاء فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ●

وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَةً●اَللّٰھُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَانَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ●

وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ اَوْاٰ نَآءَ النَّھَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (ختم قرآن کا مستحب طریقہ صفحہ ۱۳۰)

دعاء کا ترجمہ

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اے اللہ! میری قبر میں میری وحشت کو اُنس سے تبدیل کردے،

وحشت کہتے ہیں کہ کوئی پاس نہیں ہے، اکیلا تنہا ہے، اکیلا حیران پریشان ہے۔ یا اللہ! قبر کی تنہا کو وحشت کو اُنس سے بدل دے، کہ کوئی دوست احباب وہاں بھی بات چیت کرنے والے ہوں۔ وہاں یہ بھی چلتا ہے، یہ اللہ والے وہاں اکیلے نہیں رہتے، وہاں بھی ان کیساتھ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔

📖.... اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ''یا اللہ مجھ پر رحم فرما قرآن کریم کے ذریعہ سے'' عظمت والے قرآن کے ذریعہ سے۔

📖.... وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً (یا اللہ! بنادے اسکو میرے لئے امام، امام آگے ہوتا ہے مقتدی پیچھے ہوتے ہیں۔ قرآن آگے آگے چلے اور ہم اسکے پیچھے پیچھے چلیں، اور اسکو ہمارے لئے نور بنادے اور اسکو ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادے اور اسکو ہمارے لئے رحمت بنادے)۔

📖.... اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْهُ مَانَسِیْتُ (یا اللہ! یاد کرادے مجھے اسمیں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں)

📖.... وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ (اور سکھادے مجھے اسمیں سے جو کچھ میں نہیں جانتا ہوں)

📖.... وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ (اور مجھ کو نصیب فرما اسکی تلاوت دِن کی گھڑیوں میں اور رات کی گھڑیوں میں) دن اور رات کی تلاوت کیا کروں یہ نصیب فرما۔

وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (اور بنادے اسکو میرے لئے حجت قیامت کے دن)

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۴۹۵/صفحہ ۵۹ ۷ حاصل پور)

فائدہ.... بعض بزرگوں سے ختم کے وقت یہ دعاء بھی آئی ہے جو نبی ﷺ کی ان دعاؤں میں سے ہے جو دونوں جہاں کی بھلائی پر مشتمل ہیں اور صحیح سند سے منقول ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُکَ اَسْاَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَلَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْاَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًامِّنْ خَلْقِکَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ اسکی بابت ارشاد ہے کہ جو ان الفاظ سے دعاء کریگا اللہ تعالیٰ اس کا غم دور کریں گے اور اس کو رنج کی بجائے خوشی عنایت فرمائیں گے اور امام شاطبیؒ اپنی دعاء کی ضمیروں کو واحد کی بجائے جمع سے پڑھتے تھے یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّا عَبِیْدُکَ وَاَبْنَآءُ عَبِیْدِکَ (آخر تک)

(فضائل حفاظ القرآن ملتان صفحہ ۱۴۹۵/صفحہ ۵۹ ۷ حاصل پور/قرآن مجید کے ختم کے مستحب طریقہ صفحہ ۱۳۰ از قاری رحیم بخش پانی پتیؒ)

معمولاتِ یومیہ

عمل.... پانچوں فرض نمازوں کی باجماعت ادائیگی (بصورت کسی مجبوری کے الگ سے) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فرض نماز میں سلام کے بعد تشہُّد کی حالت میں قدرے اُونچی آواز سے ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھیں۔

عمل.... رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز سے فارغ ہونے یعنی سلام پھیرنے کے بعد مُتَّصِلاً پہلے تین دفعہ استغفار کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ! یہ دراصل کمالِ عبدیت ہے کہ نماز جیسی عبادت کے بعد بھی اپنے کو قصوروار اور حق عبادت ادا کرنے سے قاصر وعاجز سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگی جائے۔

(معارف الحدیث جلد۳ صفحہ ۳۱۲)

عمل.... فرض نماز میں سلام کے بعد تشہُّد کی حالت میں داہنا ہاتھ سر کے سیدھی طرف قدرے اُوپر رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ ایک مرتبہ۔

حدیث.... حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔

عمل.... ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنی پیشانی پر پھیرتے اور فرماتے'' اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید جلد۳ صفحہ ۴۹۷ حاشیہ/ حیاۃ الصحابہ بحوالہ بکھرے موتی جلد۴ صفحہ ۱۵۶)

☆.... اسکے فوراً بعد اسی حالت میں یَاقَوِیُّ کم از کم گیارہ مرتبہ (علماء کرام نے یَاقَوِیُّ کا وظیفہ دماغ کی تقویت کا باعث لکھا ہے۔ ابومعاویہ غفرلہٗ)

☆.... اسکے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین مرتبہ۔

تنبیہ.... اگر امام ہو تو دعاء کے بعد یہ عمل کرے اکثر ائمہ حضرات سلام کے فوراً بعد دعاء سے پہلے ہی پڑھتے ہیں اور مقتدی دیکھتے ہی رہتے ہیں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ دعاء تو سلام کے بعد متصل ہے اور ہے بھی مختصر اس

پرائمہ حضرات غور فرمائیں نیز اسی طرح اکثر ائمہ دعاء کے بعد کافی دیر تک وظائف پڑھتے رہتے ہیں اور اسکے بعد سنت پڑھتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں مصلحُ الامت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ، خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ اس فعل پر بہت تنبیہ فرماتے تھے۔ راقم الحروف نے حضرت کا یہ فرمان اُن کی زبان سے دو تین مرتبہ سنا فرماتے تھے کہ فرض نماز کے بعد سنت متصل ہی پڑھنی چاہیئے یہی وجہ ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں سلام کے بعد دعاء کا عمل مختصر فرمایا گیا ہے۔

☆..... دیکھیں راحت سنت میں ہے نہ کہ بدعت میں۔

فائدہ..... فرض نماز کے بعد سنن تو متصل ہی ادا کریں اسکے بعد وظائف جتنی دیر تک چاہیں پڑھتے رہیں۔

حدیث..... حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر دن صبح اور ہر رات کی شام کو تین دفعہ یہ دعاء پڑھ لیا کرے اُسے کوئی مضرت (کسی قسم کی تکلیف) نہیں پہونچے گی اور وہ کسی حادثہ سے دو چار نہیں ہوگا (مگر جو تکلیف اور حادثہ مقدر میں لکھا ہے وہ تو ہو کر رہیگا) دعاء یہ ہے: **بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔**

تشریح..... حضرت عثمان بن عفانؓ سے اس حدیث کے راوی ان کے صاحبزادے حضرت اِبانؓ ہیں ان پر فالج کا حملہ ہوگیا تھا جس سے ان کا جسم متاثر تھا ایک دفعہ جب وہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے ایک آدمی خاص طرح کی نظر سے ان کی طرف دیکھنے لگا وہ سمجھ گئے کہ اس کے دل میں یہ اِعتراض پیدا ہو رہا ہے کہ جب آپ یہ حدیث اپنے والد ماجد حضرت عثمانؓ سے سُن چکے تھے تو پھر آپ پر فالج کا حملہ کیسے ہوگیا؟ اس حدیث میں تو اس دعاء کے صبح وشام پڑھنے والے کیلئے ہر حادثہ سے حفاظت کی ضمانت بتائی گئی ہے حضرت اِبانؓ نے اس آدمی سے کہا میاں دیکھتے کیا ہو نہ میں غلط بیان کر رہا ہوں نہ (میرے ابا) حضرت عثمانؓ نے مجھ سے غلط بیان کیا تھا حدیث بالکل صحیح ہے اور اس میں جو وعدہ ہے وہ بھی برحق ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ کسی معاملہ کی وجہ سے مجھے سخت غصہ تھا اُس غصہ کی حالت میں اُس دن وقت پر یہ دعا پڑھنا بھول گیا اسی دن یہ فالج کا حملہ ہوا چونکہ تقدیر آلٰہی میں یہ فالج ہونا مقرر تھا اسلیئے اُسی دن (یہ دعا کسی وجہ سے) بُھلا دیا گیا، صبح شام تین دفعہ اِس دعا کا پڑھنا اللہ کے نیک بندوں کے معمولات میں سے ہے اور بلاشبہ اس میں آفاتِ اَرضی وسَماوی سے حفاظت کی ضمانت ہے۔ (معارف الحدیث جلد۵ صفحہ ۱۷۵)

عمل..... **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ. ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّ وْسُ**

اَلسَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

فضیلت.... حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کے وقت تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور اس کے بعد تین مرتبہ سورہ حشر کی آخری تین آیتیں هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے سورۃ تک پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو شام تک اس کیلئے رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں، اگر اس دن میں وہ مر گیا تو شہادت کی موت حاصل ہوگی، اور جس نے شام کو یہی کلمات تین مرتبہ پڑھ لئے تو یہی درجہ اس کو حاصل ہوگا۔ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

(معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۳۹۴/انوار البیان جلد ۵ صفحہ ۳۷۸/معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۴۵)

عمل.... (مذکورہ بالا عمل) کے بعد اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ سات مرتبہ۔

فائدہ.... اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ صرف نماز فجر اور مغرب کے بعد پڑھیں۔

فضیلت.... حضرت مسلم بن الحارثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خصوصیت کیساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم کرو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے (بحالت تشہد) سات دفعہ یہ دعا کرو"۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ " (اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے) تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دعا کی اور اُسی رات میں تم کو موت آ گئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرو "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ " اگر اس دن تمہاری موت مقدر ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہو جائیگا۔ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ) (معارف الحدیث جلد ۵ صفحہ ۱۵۹)

فائدہ.... "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ " کی تلقین بھی آپ نے مسلم بن الحارثؓ کو خصوصیت اور اہتمام سے فرمائی تھی اور وہ بھی نہایت مختصر ہے۔ اس غیر معمولی اہتمام کیساتھ حضور (ﷺ) کی تعلیم و تلقین کے بعد ان دعاؤں کا اہتمام نہ کرنا بڑی ناقدری اور کم نصیبی کی بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

(مع معارف الحدیث جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

عمل.... اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ:

حدیث.... حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کے فرمایا۔ اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دُعا ضرور کیا کرو : اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

فضیلت.... نہایت مختصر ہونے کے باوجود یہ بڑی عظیم اور اہم دعا ہے اس کی عظمت اور اہمیت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنی محبت کا واسطہ دے کر تاکید کیساتھ اسکی وصیت اور تلقین فرمائی۔ (معارف الحدیث جلد۵ صفحہ ۱۶۰)

بعد نمازِ فجر

عمل.... فرض نماز میں سلام کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہُ (۳۳ مرتبہ) اَلْحَمْدُلِلّٰہُ (۳۳ مرتبہ) اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۳۴ مرتبہ) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ایک مرتبہ)۔

عمل..سورۃ یٰسٓ ایک بار

فضیلت.. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: مَنْ قَرَاَیٰسٓ فِیْ صَدْرِالنَّھَارِ قُضِیَتْ حَوَآئِجُہٗ (سنن الدارمی)

جو شخص سورۂ یٰسین کو شروع دن میں (یعنی علی الصبح) پڑھے اسکی تمام دن کی حاجتیں پوری ہوں گی۔

(زینت القرآن صفحہ ۱۱، وکتبِ تفسیر واحادیث وغیرہ)

عمل.... تلاوتِ قرآن کم از کم ایک پارہ حفظ یا ناظرہ اگر حافظ ہے تو حفظ ورنہ ناظرہ یا پھر دونوں صورتوں میں سے کسی کو اختیار کرے۔

عمل..سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلُ (تین مرتبہ)

عمل..کلمہ طیبہ (سو مرتبہ)

عمل.... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ (سو مرتبہ)

عمل.... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (سو مرتبہ)

عمل.... سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (سو مرتبہ)

عمل.... لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (سات مرتبہ)

فضیلت.... حضرت ابوالدرداؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام یہ آیتیں سات مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام آسان فرمادیتے ہیں۔ (معارف القرآن جلد۴ صفحہ۴۹۶/ انوار البیان جلد۲ صفحہ ۶۷۶)

📖 تفسیر دُرِ منثور میں ہے کہ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کے بیٹے کو مشرکوں نے قید کرلیا اور باندھ کر بھوکا رکھا اس نے اپنے باپ کو لکھا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوکر میری تنگی اور سختی کا حال عرض کروانہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کا حال عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو لکھ بھیجو کہ اللہ سے ڈرے اور اُسی پر بھروسہ کرے اور صبح وشام یہ آیت **فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ** پڑھا کرے جب یہ خط اُنکو گیا اور انہوں نے یہ آیت پڑھی اللہ تعالیٰ نے قید سے رہائی دی بلکہ کچھ فائدے کیساتھ وہاں سے واپس آئے۔

فائدہ....مولانا شاہ عبدالحق دہلویؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ مشائخ شاذلیہ اپنے مریدوں کو وصیّت فرماتے تھے کہ وظیفہ میں اسی آیت کو پڑھا کریں اور پڑھنے کا معمول بہتر وقت بعد نمازِ فجر ومغرب ہے دس، دس بار یا سات، سات بار آخر تعداد کو ترجیح ہے۔

فائدہ....حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ جو کوئی ان دونوں آیتوں کو ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو بروزِ حشر انشاءاللہ جناب رسول اکرم ﷺ اُسکی شفاعت فرمائینگے اور بھی جس مصیبت ومہم کیلئے پڑھے ان شاءاللہ تعالیٰ مشکل آسان ہوگی۔ (احسن القرآن فی خواص القرآن صفحہ ۱۴۰/ مجالسِ حبیب صفحہ ۲۸۸)

فائدہ....یہ آیات احادیثِ مبارکہ میں صبح وشام پڑھنے کا ذکر ہے اگر یہی آیات سو مرتبہ پڑھ لی جائیں تو بہت زیادہ مفید ہیں علماء نے ان کے بہت سے فوائد لکھے ہیں آسانی کیلئے ہر نماز کے بعد سات مرتبہ اور بقیہ تعداد نمازوں کے علاوہ پوری کرلی جائیں بہرحال جو صورت بہتر اور آسان ہو وہی اختیار کرلی جائے اسکی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ نمازِ فجر، ظہر اور عصر میں اِکیس اِکیس مرتبہ، مغرب اور عشاء میں اُنیس اُنیس مرتبہ پڑھ لیا جائے۔

فائدہ....درود شریف سو مرتبہ (اگر وقت ہو تو درود ابراہیمی پڑھ لیا جائے کیونکہ تمام درودوں سے افضل ہے ورنہ دوسرے جو کہ مسنون ہوں)۔

عمل....**لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** (دس یا بیس مرتبہ)

فضیلت....ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد اسی ہیئتِ (بحالت تشہّد) ہُوسے بیٹھے ہوئے

بولنے سے قبل یہ دعا دس مرتبہ پڑھے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جائینگی دس بُرائیاں معاف فرمائی جائینگی اور جنت میں دس درجے بلند کیے جائینگے اور تمام دن شیطان سے اور مکروہات سے محفوظ رہے۔

(تبلیغی نصاب فضائل ذکر صفحہ ٦٧)

حدیث.....جوشخص: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سومرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کیلئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو بُرائیاں اس سے مُعاف کردی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے۔ (فضائلِ ذکر صفحہ٧٢)

فائدہ....ہرنماز کے بعد بیس بیس مرتبہ کی تعداد کا معمول بنالیا جائے تو کوئی مشکل کام نہیں ہے، بلکہ یہ ترتیب آسان تر ہے، اور ثواب بھی پورا ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین (ابومعاویہ غفرلہٗ)

سید الاستغفار

عمل....اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (کم از کم ایک مرتبہ)

حدیث....حضرت شدّاد بن اَوْسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سیّد الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے اَللّٰـهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

فضیلت....رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کیساتھ دن کے کسی حصے میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کیساتھ استغفار کی) اور اُسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اسکو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائیگا۔

فائدہ....اگر کسی نے رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اس رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنت میں جائیگا۔

تشریح.....اس استغفار کی اس غیر معمولی کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

📖.....سب سے پہلے عرض کیا گیا ہے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآاِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَاعَبْدُکَ اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں تونے ہی مجھے وجود بخشا اور میں بس تیرا بندہ ہوں۔

📖.....اس کے بعد عرض کیا گیا ہے کہ: وَاَنَاعَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ ۔یعنی میں نے ایمان لاکے تیری عبادت واطاعت کا جو عہد ومیثاق اور وعدہ کیا ہے جہاں تک مجھ سے بن پڑیگا اس پر قائم رہنے کی کوشش کرونگا۔ یہ بندے کی طرف سے اپنی کمزوری کے اِعتراف کیساتھ ایمانی عہد ومیثاق کی تجدید ہے۔

📖.....اسکے آگے عرض کیا گیا ہے اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ مجھ سے جوغلطیاں اور کوتاہیاں ہوئیں اور آئندہ ہوں اُنکے برے نتیجہ سے اے میرے مالک ورب میں تیری پناہ کا طالب ہوں۔اس میں اعترافِ قصور کیساتھ اللہ کی پناہ بھی چاہی گئی ہے۔

📖.....اسکے بعد عرض کیا گیا ہے اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ میں تیرے انعامات و احسانات کا اور اپنی گناہ گاریوں اور خطا کاریوں کا اعتراف کرتا ہوں۔

📖.....آخر میں عرض کیا گیا ہے فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ۔میرے مالک ومولا! تو اپنے رحم وکرم سے میرے جرائم میرے گناہ بخش دے، جرموں اور گناہوں کو بخشنے والا بس تو ہی ہے۔

فائدہ.....حق یہ ہے کہ جس صاحبِ ایمان بندے کو وہ معرفت وبصیرت نصیب ہو جس کے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے اعمال کی حقیقت کو سمجھتا ہو، اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور اس کے حقوق کو بھی جانتا ہو تو وہ اپنے کو صرف قصور وار اور گناہ گار اور خیر اور بھلائی کے معاملہ میں بالکل مفلس اور تہی مایہ محسوس کریگا اور پھر اس کے دل کی آواز اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کی التجا یہی ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کے تعلیم فرمائے ہوئے اس استغفار میں محسوس ہوتی ہے اسکو ''سید الاستغفار'' اسی خصوصیت کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

فائدہ.....رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہونچ جانے کے بعد آپ پر ایمان رکھنے والے ہر اُمتی کو چاہیئے کہ وہ اس کا اہتمام کرے کہ ہر دن اور رات میں کم از کم ایک دفعہ ضرور وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ استغفار کرلیا کرے۔

فائدہ.....اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ہمارے استاذ حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدیؒ پر اب (۱۳۸۹ھ) سے

پینتالیس (تقریباً ۱۳۴۵ھ) سال پہلے دار العلوم دیوبند میں ان ہی سے مشکوٰۃ شریف پڑھی تھی ۔ جب سبق میں یہ حدیث آئی تو حضرت مولاناؒ نے پوری جماعت کو حکم دیا کہ یہ ''سید الاستغفار'' سب یاد کرلیں کل میں سب سے سنونگا چنانچہ اگلے دن قریب قریب سے طلباء سے سنا اور وصیت فرمائی کہ دن رات میں کم از کم ایک دفعہ اسکو ضرور پڑھ لیا کرو۔ (معارف الحدیث جلد۵ صفحہ ۳۳۶)

عمل ...اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ سو مرتبہ۔

فضیلت....ایک حدیث میں آیا ہے جو صبح اور عصر کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ تین مرتبہ پڑھے اسکے گناہ معاف جاتے ہیں خواہ سمندر کے برابر ہوں۔

(تبلیغی نصاب فضائل ذکر صفحہ ۶۷)

حدیث....حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سونے کیلئے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح توبہ واستغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ (میں مغفرت و بخشش چاہتا ہوں اُس اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حیّ وقیوم ہے ہمیشہ رہنے والا اور سب کا کارساز ہے اور اسکے حضور میں توبہ کرتا ہوں) تو اسکے سب گناہ بخش دیئے جائینگے اگر چہ وہ درختوں کے پتّوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذرّوں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔

تشریح....اس حدیث میں سوتے وقت مذکورہ بالا الفاظ کیساتھ توبہ واستغفار کرنے پر سارے گناہ بخش دیئے جانے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے کتنی بڑی محرومی ہوگی اگر حضور ﷺ کی اس ہدایت پر عمل کا اہتمام نہ کیا جائے ہاں یہ استغفار و توبہ سچے دل سے ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ دلوں کا دیکھنے والا ہے اس کو زبان سے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔

(معارف الحدیث جلد۵ صفحہ ۱۸۴)

عمل....مُناجاتِ مقبول (حضرت تھانویؒ) یا الحزب الاعظم (حضرت مُلّا علی قاری حنفیؒ) ایک ایک منزل روزانہ پڑھنی چاہیئے۔

عمل........''رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا''۔

حدیث....حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بندہ صبح اور شام تین دفعہ کہے'' رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا '' (میں راضی ہوں اللہ کو اپنا مالک و پروردگار مان کر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد ﷺ کو نبی مان کر) تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کیلئے اپنے ذمہ کرلیا ہے کہ قیامت کے دن اسکو ضرور خوش کریگا۔

فضیلت.... سبحان اللہ! کتنی عظیم بشارت ہے کہ جو مومن و مسلم بندہ اِس مختصر کلمہ کو صبح و شام تین تین دفعہ کہہ کر اللہ ورسول اور انکے دین کیساتھ اپنے ایمانی تعلق کو تازہ اور مستحکم کرے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے کہ قیامت کے دن اسکو راضی اور خوش کردونگا اس بشارت کے معلوم ہو جانے کے بعد اس دولت کو حاصل کرنے سے غافل رہنا کتنا عظیم خسارہ اور کتنی بڑی محرومی ہوگی۔ (معارف الحدیث جلد ۵ صفحہ ۱۷۲)

عمل.................................لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ (سو مرتبہ)

حدیث.... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک دن فرمایا میں تمہیں وہ کلمہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور! ضرور بتائیں! آپ (ﷺ) نے فرمایا وہ ہے:

لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ "۔

تشریح.... اس کلمہ کے "خزائنِ جنت" میں سے ہونے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ اخلاص کیساتھ پڑھیگا اُس کیلئے اِس کلمہ کے بے بہا اجر وثواب کا خزانہ اور ذخیرہ جنت میں محفوظ کیا جائیگا جس سے وہ آخرت میں ویسا ہی فائدہ اٹھا سکے گا جیسا کہ ضرورت کے موقعوں پر محفوظ خزانوں سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کا منشا اِس لفظ سے اِس کلمہ کی صرف عظمت اور قدر و قیمت بتانا ہے، یعنی یہ کہ جنت کے خزانوں کے جواہرات میں سے یہ ایک جوہر ہے، کسی چیز کو بہت قیمتی بتانے کیلئے یہ بہترین تعبیر ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم

📖.... "لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ" کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کیلئے سعی وحرکت اور اس کے کرنے کی قوت وطاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے کوئی بندہ خود کچھ بھی نہیں کرسکتا۔

📖.... دوسرا ایک مطلب جو اس کے قریب ہی قریب ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ "گناہ سے باز آنا اور طاعت کا بجالانا اللہ کی مدد وتوفیق کے بغیر بندے سے ممکن نہیں"۔

فضیلت.... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: "لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ" زیادہ پڑھا کرو کیونکہ یہ خزائنِ جنت میں سے ہے۔

فضیلت.... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اُترا ہے اور خزائنِ جنت میں سے ہے وہ ہے "لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ" (جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بندہ (اپنی انانیت سے دستبردار ہوکر) میرا تابعدار اور بالکل فرمانبردار ہوگیا۔

تشریح.... اس حدیث میں کلمہ "لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ" کو مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ کے علاوہ مِنْ تَحْتِ

اَلْعَرْشِ بھی فرمایا گیا ہے یہ بھی دراصل اس کلمہ کی عظمت کے اظہار کا ایک عنوان ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجھ پر اِس کا نزول عرشِ الٰہی سے ہوا ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ.....بعض مشائخ طریقت کا ارشاد ہے کہ: جس طرح شرکِ جلی وخفی اور قلب ونفس کی دوسری کدورتیں دُور کرنے اور ایمان ومعرفت کا نور حاصل کرنے میں کلمہ "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" خاص اثر کرتا ہے اُسی طرح عملی زندگی درست کرنے یعنی معصیات اور منکرات سے بچنے اور نیکی کی راہ پر چلنے میں یہ کلمہ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" خاص اثر رکھتا ہے۔

(معارف الحدیث جلد۵ صفحہ ۵۷)

فضیلت.....حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بکثرت پڑھا کرو کیونکہ یہ ننانوے (99) بابِ بیماری اور تکلیف کے دور کر دیتا ہے، جن میں سب سے کم درجہ کی تکلیف ہَمّ یعنی فکر وغم ہے۔

(معارف القرآن جلد۵ صفحہ۵۹۴: کراچی)

فائدہ.....جو شخص اپنے باغ میں یا مکان میں داخل ہوتے وقت مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے تو وہ باغ اور مکان بلا اور آفت اور نظرِ بد سے محفوظ رہیگا۔

حکایت.....امام دارالہجرت حضرت مالک بن انسؒ نے اپنے مکان کے دروازہ پر یہ لکھ رکھا تھا مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَوْ لَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (معارف القرآن از مولانا کاندھلویؒ، جلد۴ صفحہ۶۰۳)

مجرب عمل

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عوف بن مالکؓ کو مصیبت سے نجات اور حصولِ مقصد کیلئے یہ تلقین فرمائی کہ کثرت کیساتھ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کریں۔

📖.....حضرت مجددؒ الفِ ثانیؒ نے فرمایا کہ دینی اور دُنیاوی ہر قسم کے مصائب اور مضرتوں سے بچنے اور منافع ومقاصد کو حاصل کرنے کیلئے اس کلمہ کی کثرت بہت مجرب عمل ہے اور اس کثرت کی مقدار حضرت مجددؒ نے یہ بتلائی ہے کہ روزانہ پانچ سو مرتبہ یہ کلمہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرے اور سو سو مرتبہ درود شریف اس کے اوّل وآخر میں پڑھ کر اپنے مقصد کیلئے دعاء کیا کرے۔ (معارف القرآن از مولانا شفیعؒ جلد۷ صفحہ ۴۸۸)

بعد نمازِ ظہر

عمل ۱.................................... سُوْرَۃُ الْفَتْحِ (ایک مرتبہ)

عمل.................................... سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلْ (دومرتبہ)

عمل.... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (دس یا بیس مرتبہ)

عمل.... لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (سات مرتبہ)

فائدہ.... مسنون وظائف وعملیات کیساتھ ساتھ کثرت سے درودشریف بھی پڑھیں، نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا عمل بھی پورا پورا جاری رکھیں دنیا اور آخرت میں کامیابی یقیناً ہوگی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ.

بعد نمازِ عصر

عمل.... فرض نماز میں سلام کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہُ (۳۳بار) اَلْحَمْدُلِلّٰہِ (۳۳بار) اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۳۴بار)

عمل.... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ایک مرتبہ)

عمل.................................... سُوْرَۃُ النَّبَاِ (ایک مرتبہ)

عمل.................................... سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلْ (دومرتبہ)

عمل.... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (دس یا بیس مرتبہ)

عمل.... لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (سات مرتبہ)

عمل.... درودشریف پورے اہتمام کیساتھ سومرتبہ (درودِ ابراہیمی پڑھ لیں تو بہتر ہے) اسکے علاوہ مسنون وظائف وعملیات بھی۔

بعد نمازِ مغرب

عمل.......................................سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ (ایک مرتبہ)

عمل.......................................سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل (دومرتبہ)

عمل.... لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (دس یا بیس مرتبہ)

عمل.... نمازاوّابین۔کم ازکم چھ رکعت (اگروقت ہوتوضرور پڑھیں احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے)

عمل.... لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (سات مرتبہ)

بعد نمازِ عشاء

عمل.......................................سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل: دومرتبہ

عمل.... لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (سات مرتبہ)

عمل.... لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (دس یا بیس مرتبہ)

عمل.... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (سومرتبہ)

عمل.... اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ (سومرتبہ)

عمل.... اَللّٰـھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَاعَبْدُکَ وَاَنَاعَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (کم ازکم ایک مرتبہ)

عمل.... ایک تسبیح دورد شریف،سب سے بہتر دورد ابراہیمی ہے ورنہ دوسرے جو چاہیں البتہ مسنون ہوں۔

عمل...."رَضِیتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِینًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا" (تین مرتبہ)
عمل..سُوْرَةُ الْمُلْکِ (ایک مرتبہ)
عمل..سُوْرَةُ الدُّخَانِ (ایک مرتبہ)
عمل..سُوْرَةُ الٓمّٓ السَّجْدَةُ (ایک مرتبہ)
عمل....ایک وظیفہ بنام مَنْزِل جو کہ چند آیات کا مجموعہ ہے جس کو حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مہاجر مدنیؒ نے لکھا وہ صبح وشام ایک ایک مرتبہ پڑھ لیا جائے تو تمام آفات وبلیات سے حفاظت رہے گی، یہی منزل بہشتی زیور کے حصہ نمبر (۹) میں بھی موجود ہے۔ (ابو معاویہ غفرلہٗ)

معمولات یومیہ

یوم الخمیس (جمعرات)

قرانی دعائیں

📖....اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔

📖....رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

📖....وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

📖....رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

📖....رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

📖....رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

📖....رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

📖....رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

📖....رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا

📖.... رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ . وَاعْفُ عَنَّا . وَاغْفِرْ لَنَا . وَارْحَمْنَا . اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

📖.... رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ .

مسنون دعائیں

📖.... اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ فَاِنَّكَ بِيْ عَالِمٌ وَّ لَا تُعَذِّبْنِيْ فَاِنَّكَ عَلَيَّ قَادِرٌ .

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا دَآئِمًا وَّهُدًى قَيِّمًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا .

📖.... اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ

📖.... اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مَحَمَّدٌ (صلى الله عليه وسلم)

📖.... اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ
وَتَمَامَ الصَّلٰوةِ وَتَمَامَ رِضْوَانِكَ وَتَمَامَ مَغْفِرَتِكَ

اِسْتِعَاذَہ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّلَدٍ يَّكُوْنُ عَلَيَّ وَبَالًا

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مَّالٍ يَّكُوْنُ عَلَيَّ عَذَابًا

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ فِي الْحَقِّ بَعْدَ الْيَقِيْنِ

درود شریف

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

📖....''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ الْقُدُّوْسِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ السَّلَامِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ الرَّزَّاقِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ الْغَفَّارِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ الْقَھَّارِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِ الْغِیَاثِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا الْمَحْمُوْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا الْمُصْطَفٰی ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا الْمُنِیْرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
يَاخَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ — فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ — فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ — عَلَى الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا اَنْسَاهُمَا اَبَدًا — مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَّا جَرَى الْقَلَمُ

يوم الجمعه (جمعہ)

....اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

....رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّكَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

....رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

....رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

....رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

....رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

....رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

....رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

....رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادِ

....رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ

....رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

....اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ

....اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

....اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

....اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ

....اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

....اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا کُلَّہٗ

....یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

....اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَّاقٌ عَظِیْمٌ اِنَّکَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اِنَّکَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.

....اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ

....اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَلَہُ الْخَلْقُ کُلُّہٗ بِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ اَسْأَلُکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ

....اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَیْلَةِ وَالذِّلَّةِ

وَالْمَسْكَنَةِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَآءِ وَمِنَ الصَّمَمِ: وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْبُخْلِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ وَمِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

📖.... اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا اَحْمَدَ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِ الْحَمِيْدِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِ الْبَصِيْرِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِ السَّمِيْعِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِ الْبَاسِطِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِ الصَّمَدِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا حَبِيْبِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا طٰهٰ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا يٰسٓ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَکَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ — فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ — فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاکَ لَا اَنْسَاهُمَا اَبَدًا — مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَّاجَرَی الْقَلَمُ

يوم السبت (ہفتہ)

📖.... اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

📖.... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ثُمَّ

الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ يَعۡدِلُوۡنَ

📖.... رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ

📖.... رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ

📖.... رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفَاتِحِيۡنَ

📖.... رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ

📖.... رَبِّ اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِاَخِىۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِىۡ رَحۡمَتِكَ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ

📖.... اَنۡتَ وَلِيُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡغٰفِرِيۡنَ

📖.... رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ

📖.... وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ

📖.... اِسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيۡنَ

📖.... اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَنۡتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِىۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ

📖.... رَبَّنَآ اِنِّىۡۤ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِىۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ

📖.... اَللّٰهُمَّ قِنِىۡ شَرَّ نَفۡسِىۡ وَاعۡزِمۡ لِىۡ عَلٰى رُشۡدِ اَمۡرِىۡ

📖.... اَللّٰهُمَّ اَسۡاَلُ اللّٰهَ الۡعَافِيَةَ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ

📖.... اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنۡ نَّفۡسِىۡ وَاَهۡلِىۡ وَمِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ

📖.... يَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ثَبِّتۡ قَلۡبِىۡ عَلٰى دِيۡنِكَ

📖.... اَللّٰهُمَّ انۡفَعۡنِىۡ بِمَا عَلَّمۡتَنِىۡ وَعَلِّمۡنِىۡ مَا يَنۡفَعُنِىۡ

📖.... اَللّٰهُمَّ اَحۡيِنِىۡ مَا عَلِمۡتَ الۡحَيٰوةَ خَيۡرًا لِّىۡ وَتَوَفَّنِىۡۤ اِذَا عَلِمۡتَ الۡوَفَاةَ خَيۡرًا لِّىۡ

📖.... اَللّٰهُمَّ اَحۡسِنۡ عَاقِبَتَنَا فِى الۡاُمُوۡرِ كُلِّهَا وَاَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡىِ الدُّنۡيَا وَعَذَابِ الۡاٰخِرَةِ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّىۡۤ اَسۡاَلُكَ مِنۡ كُلِّ خَيۡرٍ خَزَآئِنُهٗ بِيَدِكَ

📖.... اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىۡ عَلٰى ذِكۡرِكَ وَشُكۡرِكَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِكَ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سُوْٓءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِعِزَّتِکَ لَآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ وَمِنْ جُهْدِالْبَلَآءِ وَدَرْکِ الشِّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِالْاَعْدَآءِ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّسَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّبَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّلِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّقَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّمَنِیِّیْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ

📖.... اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَااَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِاللَّطِیْفِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْخَبِیْرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْحَلِیْمِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاالْوَسِیْمِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاخَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا دَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا خَطِيْبِ الْاَنْبِيَاءِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا الْبُرْهَانِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

📖.... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ — فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ — فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ — عَلَى الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا اَنْسَاهُمَا اَبَدًا — مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَّا جَرَى الْقَلَمُ

یوم الاحد (اتوار)

....اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ـ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ـ اِيَّاكَ نَعْبُدُوَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ ـ

....رَبَّنَااِنَّكَ تَعْلَمُ مَانُخْفِىْ وَمَانُعْلِنُ وَمَايَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ فِى الْاَرْضِ وَلاَ فِى السَّمَآءِ

....اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ عَلَى الْكِبَرِاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّىْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ

....رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِوَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَاوَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

....رَبَّنَااغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

....رَبِّ ارْحَمْهُمَاكَمَارَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا

....رَبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًانَّصِيْرًا

....اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْوَلَدًاوَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

....اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا

....رَبَّنَآاٰتِنَامِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَامِنْ اَمْرِنَارَشَدًا

....رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ. وَيَسِّرْلِىْ اَمْرِىْ. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ. يَفْقَهُوْاقَوْلِىْ

....رَبَّنَآاِنَّنَانَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآاَوْاَنْ يَّطْغٰى

....اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَىَّ عِنْدَكِبَرِسِنِّىْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِىْ

....اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِیْ اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِيْمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِیْ يَوْمَ اَلْقَاکَ فِيْهِ

....اَللّٰهُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّةَ الْاِيْمَانِ عِنْدَ الْمَمَاتِ

....اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ

....اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَتِیْ

....اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَعَنْ فَوْقِیْ

....اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُکَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

....اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ

....اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

....يَاذَالْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا يَنْقَضِیْ اَبَدًا وَيَاذَالنَّعْمَآءِ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی اَبَدًا

....اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ وَالْاَدْوَآءِ

....نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّکَ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَمِنْ جَارِ السُّوْٓءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ فَاِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ

....نَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَمِنْ يَوْمِ السُّوْٓءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْٓءِ

....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

....اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

....اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا عَبْدِالْغَفُوْرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالشَّکُوْرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْحَسِیْبِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاذِی الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَارَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَازَعِیْمِ الْاَنْبِیَاءِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَادَعْوَۃِ النَّبِیِّنَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاوُلْدِاٰدَمَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ الدَّرَجَۃِ الْعَالِیَۃِ الرَّفِیْعَۃِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاالْقَاسِمِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَالْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍصَلٰوۃً تُنْجِیْنَابِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ

لَنَابِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُ نَابِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ ۔ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
يَاخَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ۔ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ ۔ عَلَى الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا اَنْسَاهُمَا اَبَدًا ۔ مِنِّى السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَّا جَرَى الْقَلَمُ

يوم الاثنين (سوموار)

📖 ....اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

📖 ....رَبُّنَا الَّذِىْ اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى

📖 .... رَبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا

📖 ....اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

📖 ....لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

📖 ....رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ

📖 .... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

📖 ....رَبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ

📖 ....رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ

📖 ....رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ

📖....رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ

📖....رَبِّ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ

📖....وَاَعُوۡذُبِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ

📖....رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ

📖....رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا

📖....رَبَّنَا ھَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا

📖....رَبِّ ھَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ

📖....اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ

📖....اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لَنَآ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ وَسَھِّلۡ لَنَآ اَبۡوَابَ رِزۡقِکَ

📖....اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَسۡأَلُکَ رِزۡقًا طَیِّبًا وَّعِلۡمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

📖....اَللّٰھُمَّ لَکَ الۡحَمۡدُ کَالَّذِیۡ تَقُوۡلُ وَخَیۡرًا مِّمَّا نَقُوۡلُ

📖....اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ وَاِلَیۡکَ مَاٰبِیۡ وَلَکَ رَبِّ تُرَاثِیۡ

📖....اَللّٰھُمَّ لَکَ الۡحَمۡدُ شُکۡرًا وَّلَکَ الۡمَنُّ فَضۡلًا

📖....اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ مَسَامِعَ قَلۡبِیۡ لِذِکۡرِکَ وَارۡزُقۡنِیۡ طَاعَتَکَ وَطَاعَۃَ رَسُوۡلِکَ وَعَمَلًا بِکِتَابِکَ

📖....اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَسۡأَلُکَ مِنۡ فُجَآءَۃِ الۡخَیۡرِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فُجَآءَۃِ الشَّرِّ

📖....اَللّٰھُمَّ خِرۡلِیۡ وَاخۡتَرۡلِیۡ

📖....اَللّٰھُمَّ لَا عَیۡشَ اِلَّا عَیۡشُ الۡاٰخِرَۃِ

📖....وَاَسۡأَلُکَ تَمَامَ الۡعَافِیَۃِ

📖....وَاَسۡأَلُکَ دَوَامَ الۡعَافِیَۃِ

📖....وَاَسۡأَلُکَ الشُّکۡرَ عَلَی الۡعَافِیَۃِ

📖.... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَمِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ

📖.... اَعُوْذُبِکَ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ وَمِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَامِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَّمِنْ شَرِّ مَآاَنْتَ اٰخِذٌبِنَاصِیَتِہٖ

📖.... اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَافِیْ ھٰذَاالْیَوْمِ وَشَرِّ مَابَعْدَہٗ وَمِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ

📖.... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ

📖.... اَللّٰھُمَّ اِنَّانَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْنُزَلَّ
اَوْنَضِلَّ اَوْنَظْلِمَ اَوْیُظْلَمَ عَلَیْنَآاَوْنَجْھَلَ اَوْیُجْھَلَ عَلَیْنَآاَوْاَضِلَّ اَوْاُضَلَّ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ

📖.... اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْوَکِیْلِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْحَیِّ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْقَیُّوْمِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالرَّحِیْمِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ الْمِعْرَاجِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ اللِّوَاءِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ الْکَوْثَرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ الْعُلُوِّ وَ الدَّرَجَاتِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ الشَّفَاعَةِ الْکُبْرٰی ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاصَاحِبِ السُّجُوْدِ لِلرَّبِّ الْمَحْمُوْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَااَفْصَحِ الْعَرَبِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَالْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

📖.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍصَلٰوةً تُنْجِیْنَابِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَابِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُ نَابِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوةِ وَبَعْدَالْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًااَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِالْخَلْقِ کُلِّهِمِ
هُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
یَاخَیْرَمَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ — فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍاَنْتَ سَاکِنُهٗ — فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُوَالْکَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — عَلَی الصِّرَاطِ اِذَامَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاکَ لَااَنْسَاهُمَا اَبَدًا — مِنِّی السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَّاجَرَی الْقَلَمُ

یوم الثلاثا (منگل)

📖....اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

📖....رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ

📖....رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ

📖....رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ

📖....رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ

📖....اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

📖....اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

📖....فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

📖....سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

📖....وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

📖....وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

📖....اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ

📖....حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

📖....اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ
📖....اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَآ اَسَآءُ اسْتَغْفَرُوْا
📖....اَللّٰهُمَّ اَغْنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَيِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَكْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِيَةِ
📖....اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّيَآءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَاتُخْفِی الصُّدُوْرُ
📖....اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَيَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ
📖....اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ
📖....وَاَسْاَلُكَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ

📖....اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُؤْسِ وَالتَّبَآؤُسِ
📖....اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ
📖....اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَآءِ
📖....اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّيَوْمِ الدِّيْنِ
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَاخَلَقَ
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

📖....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَاصَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
📖....اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَابَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
📖....اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَاعَبْدِالْكَرِيْمِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
📖....اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَاعَبْدِالْجَبَّارِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِالْحَمِیْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِالرَّشِیْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِالْمُھَیْمِنِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا الْعَرَبِیِّ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا طَابَ طَابَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا الصِّدِّیْقِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا صَاحِبِ الْوَسِیْلَةِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا السَّلَامِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

📖 .... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُ نَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ ۔ لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ ۔ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ ۔ عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاکَ لَا اَنْسَاهُمَا اَبَدًا ۔ مِنِّی السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَّا جَرَی الْقَلَمُ

یوم الاربعا (بدھ)

📖.... اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔

📖.... رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ

📖.... رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

📖.... وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

📖.... رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

📖.... رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

📖.... هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

📖.... رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

📖.... رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

📖.... رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

📖.... رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

📖.... رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

📖.... اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنِيْ عَذَابَكَ

📖.... اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِيْ قَدَمَيَّ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ

📖.... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ

📖.... اَللّٰهُمَّ اٰتِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ

📖.... اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مُسْلِمًا وَّاَمِتْنِيْ مُسْلِمًا

📖.... اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

📖.... بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ

📖.... اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

📖.... اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَاحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ

📖.... اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَرَحْمَةً

📖.... اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ

📖.... وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

📖.... اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَّةِ وَالْهُدٰى اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّؤْذِيْنِيْ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ

📖.... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ

.... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُّطْغِیْنِیْ

.... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مَّوْتِ الْھَمِّ

.... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مَّوْتِ الْغَمِّ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْمَجِیْدِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْوَھَّابِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْخَالِقِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاعَبْدِالْقَادِرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاکَلِیْمِ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَااللَّبِیْبِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَازَمْزَمَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

.... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَاالْمَبْعُوْثِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا حَبْنَطَا ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِکَ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا قَائِدِ الْخَیْرِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

📖....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ... عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ... لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ
یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ... فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ... فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ... عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاکَ لَا اَنْسَاھُمَا اَبَدًا ... مِنِّی السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَّا جَرَی الْقَلَمُ

صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رَاْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ	مِنْہُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاْسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ	کُلَّ مَنْ یَّظْمَاُ یَسْقِیْہِ رَحِیْقَ الْکَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَآءِ الْکَرَمِ	خَصَّ مَنْ جَآءَ اِلَیْہِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مُؤْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ	مُبْدِلِ الْوَحْشَۃِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسٍ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ	نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاْسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی ذِیْ نِعَمٍ دَآئِمَۃٍ	اَنْعَمَ الْیَوْمَ عَلَی الْخَیْرِ بِلَامِقْیَاسِ

صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ		فَرَّقَ النَّاسَ مَتٰی جَآءَ مِنَ النَّسْنَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی ذِیْ کَرَمٍ اُمَّتُهٗ		تَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِی الْحَشْرِ بِلَاوَسْوَاسٍ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَلَوْلَاهُ لَمَا		یَشْمَلُ النَّامِیَةُ الْکَوْنَ مَعَ الْحَسَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مِنْ عِصْمَتِهٖ		یَعْصِمُ الْحَق مُحِبِّیْهِ مِنَ الْخَنَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مَنْ عَاذَبِهٖ		لَمْ تَصِلْ قَطُّ اِلَیْهِ یَدَی الْوَسْوَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَمِنْ بَارِقَةٍ		السَّیْفِ قَدْ اَذْهَبَ قَطْعًا بَصَرَ الشَّمَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرَفِ		مَیَّزَ النَّاسُ بِهِ الْفَصْلَ مِنَ الْاَجْنَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ لِّنَخِیْلِ الْکَرَمِ		فِیْ رِیَاضِ الْاُمَمِ الْیَوْمَ لَنَا الْغَرَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِغِنَآءِ الْکَرَمِ		مِنْ بُیُوْتِ الْفُقَرَآءِ یَذْهَبُ بِالْاِفْلَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی عِتْرَتِهِ الطَّاهِرَةِ		وَعَلَی الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ لَّا وَیْسٍ مِّنْهُ		طَهَرَ الْقَالِبُ وَالْقَلْبُ مِنَ الْاَدْنَاسِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّبَاطِنًا وَّظَاهِرًا وَّ صَلَاتُهٗ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ وَلِکَاتِبِهٖ وَلِمَنْ قَرَأَفِیْهِ وَلِمَنْ دَعَالَهُمْ بِالْخَیْرِ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔

ابومعاویہ محمد عبدالستار محمود کوٹی غفرلہٗ

سابق صدر مدرّس جمعیت تعلیم القرآن عالمگیر مسجد بہادر آباد کراچی۔

رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق جولائی ۲۰۰۸ء

کتابیات

تفسیر معارف القرآن..........		مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ..........
تفسیر معارف القرآن..........		شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ......
تفسیر انوار البیان..........		مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری ثم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ
معارف الحدیث..........		حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ..........
اشرف الجواب..........		حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ..........
مجالس حکیم الامت..........		حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ..........
معالم العرفان..........		حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ..........
آپ بیتی..........		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ
حکایاتِ صحابہؓ..........		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ
کشکولِ معرفت..........		حضرت مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہٗ..........
اصلاحی خطبات..........		شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ..........
بکھرے موتی..........		حضرت مولانا یونس پالن پوری مدظلہٗ..........(انڈیا)
العطایا الوھبیہ..........		حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ......
آدابِ تلاوت..........		حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
معلم التجوید..........		حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ..........
التقدمۃ الشریفیہ..........		حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ..........
قواعد ہجاء القرآن..........		حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ..........
کمال الفرقان..........		محقق العصر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الجواھر النقیہ..........		حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ..........
مفتاح الکمال..........		حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ..........
عذار القرآن..........		حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ..........

دلکش نقش....................		حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ............
التحفۃ المرضیہ....................		حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ
قراءرحیمیہ کا ذوقِ تدریس....................		حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہشیاپوری مدظلہٗ..........
اولاد کی تربیت....................		حضرت احمد جمعہ مدظلہٗ....................
تحفۂ اساتذہ کرام....................		حضرت مولانا محمد روح اللہ غفوری نقشبندی مدظلہٗ..........
رہنمائے مدرسین....................		حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ..........
معارف التجوید....................		حضرت مولانا قاری حبیب اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ..........
سوانح امام القراء قاری عبدالمالک علی گڑھیؒ		حضرت ڈاکٹر مولانا قاری فیوض الرحمٰن مدظلہٗ..........
سوانح امام القراء حضرت قاری محمد شریف لاہوریؒ		حضرت مولانا قاری محمد تقی الاسلام مدظلہٗ..........
سوانح فتحیہ....................		حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ..........
مثالی اُستاذ....................		حضرت مولانا مفتی محمد حنیف عبدالجید مدظلہٗ..........
ماہنامہ البلاغ خصوصی نمبر....................		شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہٗ..........
مجالس ابرار....................		حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ..........
فضائل حفاظ القرآن....................		حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ..........
فضائل حفظ القرآن....................		حضرت مولانا امداد اللہ انور مدظلہٗ..........
ہدیۃ الوحید....................		حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (دیوبند)
اصلاح انقلاب اُمت....................		حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ للہ علیہ..........
ختم قرآن کا مستحب طریقہ....................		حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ..........
ایضاح البیان....................		حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ..........
عمادالدین....................		حضرت مولانا ابوالقاسم دلاوری رحمۃ اللہ (وزیرآباد)..........
قرآن اور اسکے حقوق....................		حضرت مولانا قاری حبیب الرحمٰن خیرآبادی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
المرشد....................		حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ..........

تفہیم التجوید....................		حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ..........
زینۃ القرآن....................		حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ..........
فوائد مرضیہ....................		حضرت مولانا قاری سلیمان دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ..........
ضرب الطالبین....................		حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ..........
تحفۃ حفاظ....................		حافظ محمد اسحاق ملتانی مدظلہٗ..........
تحفۃ العلماء....................		حضرت مولانا محمد زید مدظلہٗ (انڈیا)..........
تحفۃ المدارس....................		حافظ محمد اسحاق ملتانی مدظلہٗ..........
التبیان....................		حضرت علامہ نووی رحمۃ للہ علیہ..........
آداب المعلمین....................		حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا)
تسہیل القواعد....................		حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ..........
تراشے....................		حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ (دارالعلوم کراچی)
اصلاح خواتین....................		حضرت مولانا محمد زید صاحب مدظلہٗ (انڈیا)
مفید المدرسین....................		حضرت مولانا قاری کریم بخش مدظلہٗ

مؤلف کی دیگر کتب

۱	تجوید اور وقف کی اہمیت: ہر ایک اہم دستاویز	(زیرِ طبع)
۲	فیض رحمانی طریقہ تعلیم قاعدہ نورانی	(زیرِ تالیف)
۳	شانِ صحابہ کرامؓ: قرآن وحدیث کی روشنی میں	(زیرِ طبع)
۴	بہارِ رحمت: درود شریف کے متعلق ایک شاندار مجموعہ	(زیرِ طبع)
۵	مستند وظائفِ قرآنی: چند سورتوں کے خواص وفضائل	(زیرِ طبع)
۶	معمولاتِ یومیہ: ہر مسلمان نمازی کیلئے ایک بہترین عمل کی راہ	(زیرِ طبع)
۷	دعاؤں کا اہتمام کیجیے: ہر موقعہ سے متعلق قرآنی اور مسنون دعاؤں کا مجموعہ	(زیرِ تالیف)
۸	رُوحانی غذا: اِصلاح سے متعلق مولانا مدنیؒ کے مکتوبات کا خلاصہ	(زیرِ تالیف)
۹	ترتیتِ اطفال: چھوٹے بچوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق بہترین رہنما	(زیرِ طبع)
۱۰	دِفاع صحابہ کرامؓ: قرآن وحدیث کی روشنی میں	(زیرِ تالیف)

تحفۃ الدرر

شرح

شرح نخبۃ الفکر

از حضرت علامہ
مفتی سعید احمد صاحب محدث پالن پوری مدظلہ
شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ
اردو بازار کراچی

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (القرآن)

القول الجلیل فی حکم الترتیل

المعروف بہ

تجوید کی اہمیت

تالیف لطیف

ابو معاویہ محمد عبدالستار محمود کوثی عفی عنہ

سابق مدرس شعبہ تجوید مدرسہ عربیہ مریم مسجد آدم جی نگر کراچی

تلمیذ رشید

استاذ القرا حضرت مولانا قاری محمد عبدالرب ارشد صاحب مدظلہ العالی

امام فن شیخ التجوید حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

ناشر

مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ

اردو بازار کراچی

تاریخِ تدوینِ حدیث

حدیث شریف کی تاریخِ تدوین، حجیت،
اور مشاہیر علماءِ حدیث کی اس باب میں علمی کاوشوں کا
تعارف، اصطلاحاتِ محدثین اور جرح و تعدیل
کے اجمالی تذکرہ و تعارف پر مشتمل ایک عمدہ تحریر

تالیف
علامہ ڈاکٹر زبیر احمد صدیقی مرحوم

ناشر
مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ
اردو بازار کراچی

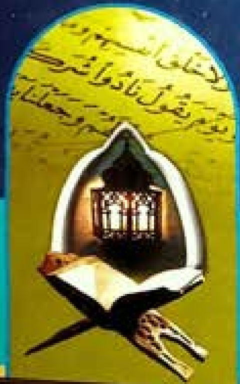
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (القرآن)



القول الجليل في حكم الترتيل

المعروف بہ

تجوید کی اہمیت



تالیف لطیف

ابو معاویہ محمد عبدالستار محمود کوٹی عفی عنہ

سابق مدرس شعبہ تجوید مدرسہ عربیہ مسجد آدم جی نگر کراچی

تلمیذ رشید

امام فن شیخ التجوید حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد عبدالرب ارشد صاحب دام ظلہ العالی

ناشر

مکتبہ سلمان، ملتان

ناشر

مکتبہ سلمان، ملتان